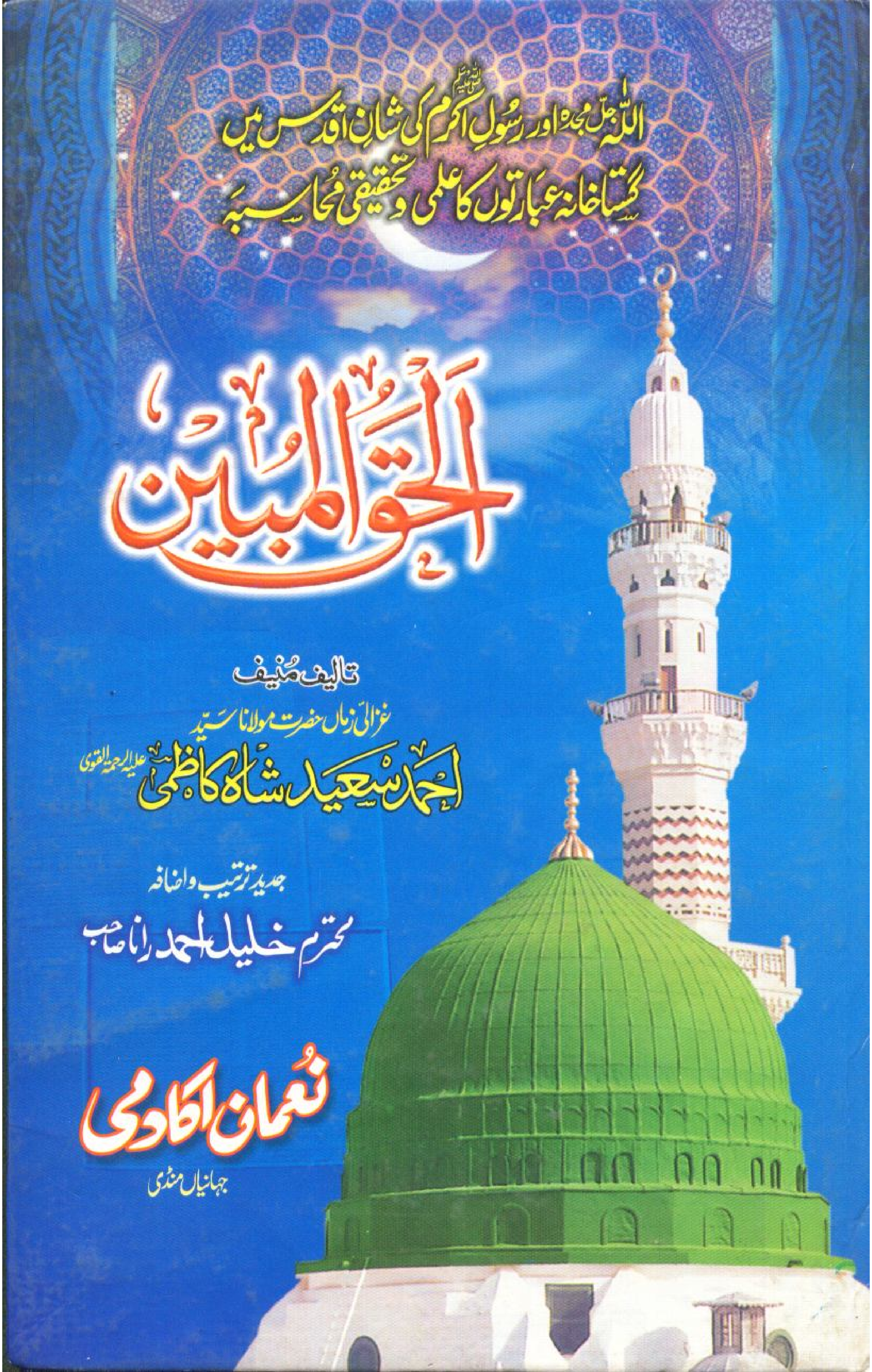

اللہ جل مجدہٗ اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں
گستاخانہ عبارتوں کا علمی و تحقیقی محاسبہ

الحق المبین

تالیف مُنیف
غزالیِ زماں حضرت مولانا سید
احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ القوی

جدید ترتیب و اضافہ
محترم خلیل احمد رانا صاحب

نُعمان اکادمی
جہانیاں منڈی

نام کتاب	الحق المبین
مصنف	علامہ سیّد احمد سعید کاظمی قدس سرہٗ
~~تخریج~~ ترتیب	خلیل احمد رانا
پروف ریڈنگ	سیّد منیر رضا قادری
سنِ اشاعت	۲۰۰۴ء
تعداد	گیارہ سو
ہدیہ	100/ روپے
ناشر	نعمان اکادمی جہانیاں منڈی ضلع خانیوال

ملنے کا پتہ

مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، لاھور

پوسٹ کوڈ نمبر۔ ۵۴۰۰۰

ٹیلی فون نمبر۔ ۰۴۲-۷۲۲۵۶۰۵

عرض ناشر

غزالئی زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہوی محدث ملتانی قدس سرہٗ العزیز (متوفی ۱۹۸۶ء) کی مشہور تالیف ''الحق المبین'' زیر نظر ایڈیشن سے قبل کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے، مگر تمام ایڈیشنوں میں کتابت کی غلطیاں، ترتیب کی غلطیاں، حوالہ جات کی غلطیاں، حوالہ جات کی عبارتوں میں غلطیاں، دیوبندی کتب کی بعض عبارتوں میں غلطیاں، ناشرین کی عدم توجہی کے باعث بار بار شائع ہوتی رہیں، الحمد للہ اس اڈیشن میں حتی الوسع تمام اغلاط درست کردی گئیں ہیں، مثلاً حضرت علامہ کاظمی علیہ الرحمہ مولوی محمد قاسم نانوتوی کی کتاب ''آب حیات'' کی ایک عبارت کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں!

''اہلسنت کے مسلک میں اسلام حیات ہے اور موت کفر ہے، اس لئے دجال کو اگر منشاء ارواح کفار مانا جائے تو وہ منبع کفر ہونے کی وجہ سے متصف ممات بالذات ہوگا''۔ (اول اڈیشن مطبوعہ اسلامی کتب خانہ، ملتان ۱۹۵۰ء)

مگر بعد کے اڈیشنوں میں یہ عبارت اس طرح شائع ہوتی رہی!

''اہلسنت کے مسلک میں اسلام حیات ہے اور موت کفر ہے، اس لئے دجال کو اگر منشاء ارواح کفار مانا جائے تو وہ منبع کفر ہونے کی وجہ سے متصف ''بحیات بالذات'' ہوگا۔

اس اڈیشن کی یہ خصوصیت ہے کہ اس میں دیوبندی علماء کی کتابوں سے اصل عبارات کے عکس لے کر شامل کردیئے گئے ہیں، حتیٰ الوسع یہ کوشش کی گئی ہے کہ دیوبندی علماء کی کتابوں کے جو اڈیشن علامہ کاظمی علیہ الرحمہ کے پیش نظر تھے، ان ہی کے صفحات کا عکس لیا جائے، جو اڈیشن نہ مل سکے ان کی جگہ نئے اڈیشنوں سے اصل عبارات کا عکس لے لیا گیا ہے۔

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی کتاب ''تقویت الایمان'' کے جتنے بھی اڈیشن آج تک شائع ہوئے ہیں، ان تمام اڈیشنوں کی عبارات میں ردوبدل ہے، مثلاً تقویت الایمان میں ایک عبارت ہے کہ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' (تقویت الایمان مطبوعہ اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور ص ۱۰۷) مگر ایک

دوسرے اڈیشن میں لفظ ''کچھ'' اڑا کر لکھ دیا کہ ''رسول کے چاہنے سے نہیں ہوتا'' (تقویت الایمان مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۳۰) بعض جگہ تو تحریف کر کے پوری پوری عبارات بدل دی گئی ہیں، اس بارے میں مزید تفصیل کے لئے مولانا محمد علی رضوی کی کتاب ''تقویت الایمان میں تحریف کیوں؟'' مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی ہندوستان کا مطالعہ ضروری ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے فتویٰ میں تحریف

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک فتویٰ قلمی بیاض میں ہے، سوال یہ ہے کہ ''تین برس کے بچے کی فاتحہ دوجے کی ہونی چاہیے یا سوم کی''۔ اس کا جواب اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے یہ تحریر فرمایا تھا!

''شریعت میں ثواب پہنچانا ہے، دوسرے دن یا تیسرے دن، باقی یہ تعین عرفی ہیں، جب چاہیں کریں، انہیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت ہے، واللہ تعالیٰ اعلم''۔

یہ فتویٰ فتاویٰ رشیدیہ مبوب حصہ اول مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز ناشران وتاجران کتب کراچی کے صفح ۱۰۱، ۱۰۲ پر چھپا ہے، خوف آخرت سے بے خوف ان لوگوں نے اس فتویٰ کے آخر میں لفظ ''جہالت'' کے بع لفظ ''بدعت'' بڑھا دیا ہے، اس کے اوپر لکھا ہے!

''فتویٰ مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی موصولہ از مولوی عبدالصمد صاحب رامپوری مجموعہ فتاوی قلمی مولوی احمد رضا خانصاحب منقولہ از جلد رابع کتاب الحظر والاباحۃ ص ۳۰۱''۔

قصہ یہ ہے کہ یہی مذکورہ بالا مولوی عبدالصمد صاحب رامپوری، اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ مسائل لکھوائے، انہیں واپسی کی جلدی تھی، اس وقت اتفاق سے کوئی نقل کرنے والا ن تھا، یہ صاحب بظاہر مولوی صورت، مقدس سیرت تھے، لہٰذا ان پر شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا تھا، انہیں فتاویٰ مبارک کی وہ جلد جو کتاب الحظر کے ان مسائل پر مشتمل تھی دے دی گئی کہ جو فتاویٰ آپ کو لکھوائے ہیں، نقل کر دیں ان صاحب نے گنگوہی صاحب سے اپنی نیاز مندی کا ثبوت دیتے ہوئے فتویٰ مذکورہ میں اپنے ہاتھ سے بین السطور لفظ ''جہالت'' کے بعد لفظ ''وبدعت'' ہے بڑھا دیا یہ تحریف بریلی شریف میں آج بھی فتاویٰ مبارکہ جلد ہشتم کتاب الحظر ص ۱۰۴ پر موجود ہے، کوئی بھی دیکھ کر بخوبی معلوم کر سکتا ہے کہ الفاظ ''وبدعت'' دوسرے قلم

سے کسی اور کا اضافہ ہے، یہ لوگ اپنے حریف کے گھر جا کر اس کے گھر بیٹھ کر اس کی قلمی کتابوں میں اضافہ کر سکتے ہیں تو انہوں نے اپنے خود ساختہ مذہب کے لئے اپنی کتابوں میں کیا کچھ نہ کیا ہوگا۔

اب اس فتویٰ کے بارے میں نئی تحریف کے متعلق بھی سنیئے!

فتاویٰ رشیدیہ کامل مبوب و بطرز جدید مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ۱۹۹۲ء کے صفحہ ۱۵۵ پر مولوی شید احمد گنگوھی کا ایک فتویٰ اسی سوم کے مسئلہ پر لکھ کر آخر میں لکھ دیا ’’فتویٰ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی وصولہ از مولوی عبد الصمد صاحب رامپوری مجموعہ فتاویٰ قلمی مولوی احمد رضا خاں صاحب منقولہ از جلد رابع کتاب الحظر والاباحتہ ص ۲۶‘‘ لیکن آگے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا فتویٰ درج نہیں کیا، تاکہ پڑھنے والا یہی مجھے کہ جو فتویٰ اوپر لکھا گیا ہے آخر میں مولانا احمد رضا خاں کا نام اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ آپ نے اس وپر والے فتویٰ کی تائید کی ہے۔

یہ سراسر دھوکا ہے، امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کا تحریف کیا گیا فتویٰ جس میں لفظ ’’و بدعت‘‘ ڈھایا گیا ہے اسے فتاویٰ رشیدیہ کے اسی اڈیشن کے صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ پر علیحدہ شائع کیا گیا ہے، قارئین کرام جانتے ہیں کہ دیوبندی مذہب کی ساری عمارت ہی جھوٹ اور دھوکہ فریب پر کھڑی ہے۔ الحق المبین کے زیر نظر ڈیشن میں فتاویٰ رشیدیہ کے دونوں اڈیشنوں کے صفحات کا عکس دے دیا گیا ہے، بہر حال کتاب پڑھیں سوچیں، تحقیق فرمائیں اور اپنا ایمان بچائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

تخلیق انسانی کا مقصد معرفت الٰہی ہے اور معرفت الٰہی کا مبنیٰ مشاہدہ تجلیات حسن لامتناہی، اس مقصدِ عظیم کے تصور نے انسان کو ورطۂ حیرت میں مبتلا کردیا، وہ ایک ایسے ضعیف و نادار اجنبی مسافر کی طرح حیران تھا جسے کروڑوں میل کی دشوار گزار راہیں درپیش ہوں اور منزل مقصود تک پہنچنے کا کوئی ذریعہ اس کے پاس موجود نہ ہو۔

وہ عالمِ حیرت میں زبانِ حال سے کہتا تھا کہ الٰہی! تیری معرفت کی منزل تک کیسے پہنچوں، میں کمزور ضعیف البنیان اور پھر مجھے بہکانے کے لئے قدم قدم پر شیطان، وہ پریشان ہوکر سوچتا تھا کہ ضعف کو قوت سے کیا نسبت، امکان کو وجوب سے کیا واسطہ، محدود کو غیر محدود سے کیا علاقہ، کہاں حادث، کہاں قدیم، کہاں انسان، کہاں رحمٰن، نہ اس کے حسن و جمال کی تجلیوں تک میری نگاہیں پہنچ سکتی ہیں، نہ میں اس کے دیدار جمال کی تاب لاسکتا ہوں۔

انسان اسی کشمکش میں مبتلا تھا کہ قدرت نے بروقت اس کی دستگیری فرمائی، اور روحِ دو عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ وجود سے اپنے حسن لامحدود کی تجلیاں ظاہر فرما کر اپنی معرفت کی راہیں اس پر روشن کردیں۔

صلوٰۃ وسلام ہو اس برزخ کبریٰ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ وعلیٰ آلہ التحیہ والثنا پر جس نے ضعفِ انسانی کو قوت سے بدل دیا، حدوث کو قِدم کا آئینہ بنا دیا، امکان کو بارگاہِ وجوب میں حاضر کردیا، مکان کا رشتہ لامکان سے جوڑ دیا، محدود کو غیر محدود سے ملا دیا، یعنی بندہ کو خدا تک پہنچا دیا۔

حق یہ ہے کہ رخسارِ محمدی آئینہ جمال حق ہے، اور خدوخال مصطفےٰ مظہر حسن کبریا، پھر کس طرح ممکن ہے کہ ایک کا انکار، دوسرے کے اقرار کے ساتھ جمع ہوجائے، اگر حق کے ساتھ باطل، نور کے ساتھ ظلمت، کفر

کے ساتھ اسلام کا اجتماع مقصود ہو تو یہ بھی ممکن ہوگا، جب وہ محال تو یہ بھی محال۔

بنا بریں اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار ہی نہیں کہ حسن محمدی کا انکار کمال خداوندی کا انکار ہے، اور بارگاہِ نبوت کی توہین، حضرت الوہیت کی تنقیص۔

شانِ الوہیت کی توہین کرنے والا مومن نہیں، تو گستاخِ نبوت کیونکر مسلمان ہو سکتا ہے؟

کوئی مکتبۂ خیال ہو ہمیں کسی سے عناد نہیں، البتہ منکرینِ کمالاتِ نبوت اور منقصینِ شانِ رسالت سے ہمیں طبعی تنفر ہے، اس لئے کہ وہ آئینہ جمالِ الوہیت میں عیب کے متلاشی ہیں، اور ان کا یہ طرزِ عمل نہ صرف مقصدِ تخلیقِ انسانی کے منافی بلکہ آدابِ بندگی کے بھی خلاف اور خالقِ کائنات سے کھلی بغاوت کے مترادف ہے۔

اس کے باوجود بھی ہمیں ان سے کچھ سروکار نہیں، ہمارا خطاب تو جمالِ الوہیت کے دیوانوں اور شمع رسالت کے ان پروانوں سے ہے جو ذاتِ پاک مصطفٰے علیہ التحیۃ الثناء کو معرفت الٰہی اور قربِ خداوندی کا وسیلۂ عظمٰی جان کر ان کی شمع حسن و جمال پر قربان ہو جانے کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتے ہیں اور اسی لئے ہم نے دلائل سے الگ ہو کر صرف مسائل بیان کئے ہیں، البتہ ابتداء میں بطور مقدمہ چند ایسے اصول لکھ دیئے ہیں ، جن کی روشنی میں ناظرین کرام پر ان تمام تاویلات کا فساد روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گا جو توہین آمیز عبارات میں آج تک کی گئی ہیں، رہے دلائل؟ تو ان شاء اللہ تعالیٰ مستقبل قریب میں ہر اختلافی مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ ہدیہ ناظرین ہوگا، جس میں پوری تفصیل کے ساتھ دلائل مرقوم ہوں گے۔

وما ذالك على الله بعزيز

اس کے بعد یہ بھی عرض کر دوں کہ اس رسالہ میں حوالہ جات و عبارات منقولہ کو میں نے بذاتِ خود اصل کتب میں دیکھ کر پوری تحقیق اور احتیاط کے ساتھ نقل کیا ہے، اگر ایک حوالہ بھی غلط ثابت ہو جائے تو میں اس سے رجوع کر کے اپنی غلطی کا اعتراف کر لوں گا اور ساتھ ہی اس کا اعلان بھی شائع کر دوں گا۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مختصر رسالہ کو برادران اہل سنت کے لئے اپنے مسلک پر ثابت قدم

رہنے کا موجب اور دوسروں کے لئے رجوع الی الحق کا سبب بنائے۔

فقط (آمین)

سیّد احمد سعید کاظمی غفرلہٗ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امابعد! ناظرین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ اس رسالہ کا اصل مواد تو میں نے ۱۹۴۶ء میں مرتب کرلیا تھا، لیکن بعض موانع کی وجہ سے طباعت نہ ہو سکی، حتیٰ کہ اس عرصہ میں دیوبندی حضرات کے بعض رسائل و مضامین نظر سے گذرے، جن سے مفید مطلب کچھ اقتباسات لے کر اس میں شامل کر دیئے گئے، اس رسالہ کی اشاعت سے میری غرض صرف یہ ہے کہ جو بھولے بھالے مسلمان علماء دیوبند کے ظاہر حال کو دیکھ کر انہیں اہل حق اور صحیح العقیدہ سنی مسلمان سمجھتے ہیں اور اسی بناء پر دینی معاملات میں انہیں اپنا مقتداء و پیشوا بناتے ہیں، ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں، ان سے مذہبی مسائل دریافت کرتے ہیں اور ان کے ساتھ مذہبی الفت رکھتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ ان کے عقائد کیسے ہیں، اس رسالہ کو پڑھ کر انہیں علماء دیوبند کے عقائد سے واقفیت ہو جائے اور وہ اپنی عاقبت کی فکر کریں اور سوچیں کہ جن لوگوں کے ایسے عقیدے ہیں ان کو اپنا مقتداء اور پیشوا مان کر ہمارا کیا حشر ہوگا۔

وہابی ، دیوبندی

اگرچہ وہابی، دیوبندی دو لفظ ہیں، لیکن ان سے مراد صرف وہی گروہ ہے جو اپنے ماسوا دوسرے تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک اور بدعتی قرار دیتا ہے، اور جس کے سربراوردہ لوگوں نے اپنی کتابوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیاء علیہم السلام و محبوبانِ خداوندی کی شان میں توہین آمیز عبارتیں لکھیں، اور بعض عیوب ونقصانات کو انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی

طرف بے دھڑک منسوب کیا، اس قسم کے لوگوں کا وجود عہد رسالت سے ہی چلا آرہا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے!

ومنهم من يلمذك فى الصدقت فان اعطوا منها رضوا و ان لم يعطوا منها اذا هم يسخطون- و لو انهم رضوا ما اتهم الله و رسوله و قالوا حسبنا الله سيئو تينا الله من فضله و رسوله انا الى الله رغبون- (پ۱۰، سورہ التوبہ، آیت نمبر ۵۸،۵۹)

(ترجمہ) اور ان میں کوئی وہ ہے جو صدقے بانٹنے میں تم پر طعن کرتا ہے، تو اگر ان میں سے کچھ ملے تو راضی ہو جائیں اور نہ ملے تو جب ہی وہ ناراض ہیں، اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول، ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے۔

یہ آیت ذوالخویصرہ تمیمی کے حق میں نازل ہوئی، اس شخص کا نام حرقوص بن زہیر ہے، یہی خوارج کی اصل بنیاد ہے، بخاری اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے تو ذوالخویصرہ نے کہا یارسول اللہ عدل کیجئے، حضور نے فرمایا، تجھے خرابی ہو میں نہ عدل کروں گا تو عدل کون کرے گا........ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس منافق کی گردن ماردوں، حضور نے فرمایا اسے چھوڑ دو، اس کے اور بھی ہمراہی ہیں، کہ تم ان کی نمازوں کے سامنے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں

کے سامنے اپنے روزوں کو حقیر دیکھو گے، وہ قرآن پڑھیں گے اور ان کے گلوں سے نہ اترے گا، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔

دین میں داخل ہو کر بے دین ہونے والوں کی ابتداء ایسے ہی لوگوں سے ہوئی ہے، جو نماز روزہ اور دین کے سب کام کرنے والے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کی اور بے دین ہو گئے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں توہین کرنے والے ذوالخویصرہ کے جن ہمراہیوں کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے، ان سے مراد وہی لوگ ہیں جنہوں نے ذوالخویصرہ کی طرح شانِ رسالت میں گستاخیاں کیں، اسلام میں یہ پہلا گروہ خارجیوں کا گروہ ہے، یہی گروہ اہل حق کو کافر و مشرک کہہ کر ان سے قتال و جدال کو جائز قرار دیتا ہے، چنانچہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے ہمراہیوں کو خارجیوں نے معاذ اللہ کافر قرار دیا اور خلیفہ برحق سے بغاوت کی اور اہل حق کے ساتھ جدال و قتال کیا، حتیٰ کہ عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھوں حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، شہید ہوئے، اسی بدبخت گروہ کے فتنوں کی خبر زبانِ رسالت نے سرزمین نجد میں ظاہر ہونے کے متعلق دی ہے اور فرمایا ہے ”ھناک الزلازل والفتن وبھا یطلع قرن الشیطان“ رواہ البخاری، مشکوٰۃ، مطبوعہ مجتبائی دہلی، صفحہ ۵۸۲، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق یہ فتنہ نجد میں بڑے زور شور سے ظاہر ہوا، محمد بن عبدالوہاب خارجی نے سرزمین نجد میں مسلمانوں کو کافر و مشرک کہہ کر سب کو مباح الدم (یعنی ان کا قتل جائز) قرار دیا، اور توحید کی آڑ لے کر شانِ نبوت و ولایت میں خوب گستاخیاں کیں اور اپنے مذہب و عقائد کی ترویج کے لئے کتاب التوحید تصنیف کی جس پر اسی زمانے کے علماء کرام نے

سخت مواخذہ کیا، اور اس کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ رکھنے کے لئے سعی بلیغ فرمائی، حتیٰ کہ محمد بن عبدالوہاب کے حقیقی بھائی سلیمان بن عبدالوہاب نے اپنے بھائی پر سخت رد کیا اور اس کی تردید میں ایک شاندار کتاب تصنیف کی، جس کا نام "الصواعق الالٰھیہ فی الرد علی الوھابیہ" ہے اور اس میں وہابیت کو پوری طرح بے نقاب کر کے اہل سنت کے مذہب کی زبردست تائید و حمایت فرمائی، علامہ ابنِ عابدین شامی حنفی، امام احمد صاوی مالکی مصری وغیرہما جلیل القدر علماءِ امت نے محمد بن عبدالوہاب کو باغی اور خارجی قرار دیا، اور مسلمانوں کو اس فتنے سے محفوظ رکھنے کیلئے اپنی جدوجہد میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، ملاحظہ فرمایئے شامی، جلد۳، باب البغاۃ، صفحہ ۳۳۹ اور تفسیر صاوی، جلد۳، صفحہ ۲۵۵، مطبوعہ مصر۔

پھر اسی طرح کتاب التوحید کے مضامین کا خلاصہ تقویت الایمان کی صورت میں سر زمین ھند میں شائع ہوا اور مولوی اسماعیل دہلوی نے اپنے مقتداء محمد بن عبدالوہاب کی پیروی اور جانشینی کا خوب حق ادا کیا، اور اسی تقویت الایمان کی تصدیق و توثیق تمام علماء دیوبند نے کی، جیسا کہ فتاویٰ رشیدیہ، جلد۱، صفحہ ۲۰ پر مرقوم ہے۔

پھر جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے خلاف اس زمانہ کے علماء اہل سنت نے آواز اُٹھائی اور اس کا ردّ کیا، اسی طرح مولوی اسمٰعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان کے خلاف بھی اس دور کے علماء حق نے شدید احتجاج کیا، اور ان کے مسلک پر سخت نکتہ چینی کی، تقویت الایمان کے رد میں کئی رسالے شائع ہوئے، مولانا شاہ فضل امام، حضرت شاہ احمد سعید دہلوی شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ، مولانا فضل حق خیر آبادی، مولانا عنایت احمد کاکوروی مصنف (عربی گرائمر کی مشہور کتاب) "علم

الصیغہ''، مولانا شاہ رؤف احمد نقشبندی مجددی تلمیذ رشید حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی اسماعیل دہلوی اور مسائل تقویت الایمان کا مختلف طریقوں سے رد فرمایا، حتیٰ کہ شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی نے اپنے فتاویٰ میں بھی کتاب التوحید اور مسائل تقویت الایمان کے خلاف واضح اور روشن مسائل تحریر فرما کر امتِ مسلمہ کو اس فتنے سے بچانے کی کوشش کی، لیکن علماء دیوبند اور ان کے بعض اساتذہ نے مولوی اسماعیل اور ان کی کتاب تقویت الایمان کی تصدیق وتوثیق کر کے اس فتنے کا دروازہ مسلمانوں پر کھول دیا، علماء دیوبند نے نہ صرف تقویت الایمان اور اسکے مصنف مولوی اسماعیل دہلوی کی تصدیق پر اکتفاء کیا بلکہ خود محمد بن عبدالوہاب کی تائید وتوثیق سے بھی دریغ نہ کیا، ملاحظہ فرمایئے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱، صفحہ ۱۱۱، مصنفہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی۔

لیکن چونکہ تمام روئے زمین کے احناف اور اہل سنت محمد بن عبدالوہاب کے خارجی اور باغی ہونے پر متفق تھے، اس لئے فتاویٰ رشیدیہ کی وہ عبارت جس میں محمد بن عبدالوہاب کی توثیق کی گئی تھی، علماء دیوبند کے مذہب ومسلک کو اہل سنت کی نظروں میں مشکوک قرار دینے لگی، اور اہل سنت فتاویٰ رشیدیہ میں محمد بن عبدالوہاب کی توثیق پڑھ کر یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے کہ علماء دیوبند کا مذہب بھی محمد بن عبدالوہاب سے تعلق رکھتا ہے، اس لئے متاخرین علماء دیوبند نے اپنے آپ کو چھپانے کی غرض سے محمد بن عبدالوہاب سے اپنی لاتعلقی کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ بلکہ مجبوراً اسے خارجی بھی لکھ دیا، تاکہ عامۃ المسلمین پر ان کا مذہب واضح نہ ہونے پائے۔

لیکن علماء اہل سنت برابر اس فتنے کے خلاف نبرد آزما رہے، ان علماء حق میں مذکورین

صدر حضرات کے علاوہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، حضرت مولانا عبد السمیع صاحب رامپوری ، مؤلف (کتاب) ''انوار ساطعہ''، حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری، حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی، حضرت مولانا انوار اللہ خاں صاحب حیدر آبادی، حضرت مولانا عبد القدیر صاحب بدایونی وغیرہم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

ان علماء اہل سنت کا امت مسلمہ پر احسان عظیم ہے کہ ان حضرات نے حق و باطل میں تمیز کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کرنے والے خوارج سے مسلمانوں کو آگاہ کیا، ان لوگوں کے ساتھ ہمارا اصولی اختلاف صرف ان عبارات کی وجہ سے ہے جن میں ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومحبوبانِ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی شان میں صریح گستاخیاں کی ہیں، باقی مسائل میں محض فروعی اختلاف ہے جس کی بنا پر جانبین میں سے کسی کی تکفیر و تضلیل نہیں کی جا سکتی۔

تعجب ہے کہ صریح توہین آمیز عبارات لکھنے کے باوجود یہ کہا جاتا ہے کہ ہم نے تو حضور کی تعریف کی ہے، گویا توہین صریح کو تعریف کہہ کر کفر کو اسلام قرار دیا جاتا ہے، ہم نے اس رسالے میں علماء دیوبند اور ان کے مقتداؤں کی عبارات بلا کمی وبیشی نقل کر دیں ہیں تا کہ مسلمان خود فیصلہ کر لیں کہ ان میں توہین ہے یا نہیں، امید ہے ناظرین کرام حق و باطل میں تمیز کر کے ہمیں دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں گے۔

سببِ تالیف:

اس میں شک نہیں کہ اس موضوع پر اس سے پہلے بہت کچھ لکھا جا چکا ہے، لیکن بعض کتابیں اتنی طویل ہیں کہ انہیں اوّل سے آخر تک پڑھنا ہر ایک کے لئے آسان نہیں، اور بعض اتنی

مختصر ہیں کہ علماء دیوبند کی اصل عبارات کی بجائے ان کے مختصر خلاصوں پر اکتفا کرلیا گیا جس کی وجہ سے بھی بعض لوگ شکوک وشبہات میں مبتلا ہونے لگے، اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ اس موضوع پر ایسا رسالہ لکھا جائے جو اس تطویل واختصار سے پاک ہو۔

ضروری گذارش:

ابھی عرض کیا جاچکا ہے کہ دیوبندی حضرات اور اہل سنت کے درمیان بنیادی اختلاف کا موجب علماء دیوبند کی صرف وہ عبارات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں کھلی توہین کی گئی ہے، علماء دیوبند کہتے ہیں کہ ان عبارات میں توہین وتنقیص کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا اور علماء اہل سنت کا فیصلہ یہ ہے کہ ان میں صاف توہین پائی جاتی ہے، اس رسالہ میں علماء دیوبند کی وہ اصل عبارات بلفظہا مع حوالہ کتب وصفحہ ومطبع پوری احتیاط کے ساتھ نقل کردی گئی ہیں، اپنی طرف سے ان میں کسی قسم کی بحث وتمحیص نہیں کی گئی۔

البتہ ان مختلف عبارات پر متعدد عنوانات محض سہولتِ ناظرین اور تنوع فی الکلام کی غرض سے قائم کردیئے گئے ہیں، اور فیصلہ ناظرین کرام پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ بلاتشریح ان عبارات کو پڑھ کر انصاف کریں کہ ان عبارتوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی توہین وتنقیص ہے یا نہیں؟

اس کے ساتھ ہی ہر عنوان اور عبارتِ ماتحت کے بالمقابل اپنا مسلک بھی واضح کردیا گیا ہے، تاکہ ناظرین کرام کو علماء دیوبند اور اہل سنت کے مسلک کا تفصیلی علم ہوجائے اور حق وباطل میں کسی قسم کا التباس باقی نہ رہے۔

قرآن کریم اور تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اس حقیقت سے انکار نہیں ہوسکتا کہ تمام دین ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس

سے ملا ہے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات، اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں اور رسولوں اور یوم قیامت وغیرہ عقائد واعمال سب چیزوں کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو عطا فرمایا، اس لئے سارے دین کی بنیاد اور اصل الاصول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ ہے اور بس، بنابریں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ایسی عظیم ہے جس کے وزن کو مومن کا دل ودماغ محسوس کرتا ہے، مگر کماحقہٗ اس کا اظہار کسی صورت سے ممکن نہیں، ایسی صورت میں تعظیم رسول کی اہمیت کسی مسلمان سے مخفی نہیں رہ سکتی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نہایت اہتمام کے ساتھ مسلمانوں کو بارگاہِ رسالت کے آداب کی تعلیم فرمائی، ارشاد ہوتا ہے!

یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔ (پ۲۶، سورہ الحجرات، آیت۲)

”اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اور نہ ان کے ساتھ بہت زور سے بات کرو جیسے تم ایک دوسرے سے آپس میں زور سے بولا کرتے ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب کچھ اکارت جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“

اس کے ساتھ ہی دوسری آیت میں ارشاد ہوتا ہے!

ان الذین یغضون اصواتھم عند رسول اللہ اولئك الذین امتحن اللہ قلوبھم للتقوی لھم مغفرة واجر عظیم۔ (سورہ الحجرات، آیت۳)

”بے شک جو لوگ اپنی آوازیں پست کرتے ہیں، رسول اللہ کے نزدیک وہ ایسے

لوگ ہیں جن کے دل کو اللہ تعالیٰ نے پرہیز گاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''

اور تیسری آیت میں ارشاد فرمایا!

ان الذین ینادونک من وراء الحجرت اکثرھم لا یعقلون ۔ ولوانھم صبروا حتی تخرج الیھم لکان خیرا لھم واللہ غفور رحیم۔ (سورہ الحجرات آیت ۴،۵)

''اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیشک جو لوگ آپ کو آپ کے رہنے کے حجروں سے باہر پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں، اگر یہ لوگ اتنا صبر کرتے کہ آپ خود حجروں سے نکل کر ان کی طرف تشریف لے آتے تو ان کے حق میں بہت بہتر ہوتا اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔''

چوتھی جگہ ارشاد فرمایا!

یایھا الذین امنوا لا تقولو راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا وللکفرین عذاب الیم۔ (پ ۱، سورہ البقرۃ، آیت ۱۰۴)

'' اے ایمان والو تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ راعنا کہہ کر خطاب نہ کیا کرو بلکہ انظرنا کہا کرو اور دھیان لگا کر سنتے رہا کرو اور کافروں کے لئے عذاب دردناک ہے۔

ان آیات طیبات میں بارگاہِ رسالت کے آداب اور طرز تخاطب میں تعظیم و توقیر کو ملحوظ رکھنے کی جو ہدایات اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہیں محتاج تشریح نہیں، نیز ان کی روشنی میں شانِ نبوت کی

ادنیٰ گستاخی کا جرم عظیم ہونا آفتاب سے زیادہ روشن ہے، اس کے بعد اس مسئلہ کو علماء امت کی تصریحات میں ملاحظہ فرمائیے۔

تمام علماء امت کے نزدیک رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توھین کفر ھے

شرح شفا قاضی لملا علی القاری جلد۲، صفحہ ۳۹۳ پر ہے۔

" قال محمد بن سحنون: اجمع العلماء علی ان شاتم النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم المستنقص لہ کافر، و من شک فی کفرہ و عذابہ کفر الخ" (اکفار الملحدین، مؤلفہ مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی، صفحہ ۵۱)

(ترجمہ) "محمد بن سحنون فرماتے ہیں کہ تمام علماء امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین وتنقیص کرنے والا کافر ہے اور جو شخص اس کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

ایک شبہ کا ازالہ

اس مقام پر یہ شبہ وارد کیا جاتا ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو فقہاء کا قول ہے کہ کفر کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا۔

اس کا ازالہ یہ ہے کہ یہ قول اس تقدیر پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں ننانوے وجوہِ کفر کا صرف احتمال ہو کفر صریح نہ ہو، لیکن جو کلام مفہوم توہین میں صریح ہو اس میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل نہیں ہو سکتی، دیکھئے اکفار الملحدین کے صفحہ ۲۷ پر علماء دیوبند کے مقتداء مولوی انور شاہ صاحب کشمیری لکھتے ہیں!

"قال حبیب بن الربیع: لان ادعاء ہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل"

(ترجمہ) حبیب ابن ربیع نے فرمایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا۔

اور اگر باوجود صراحت تاویل کی گئی ہو تو وہ تاویل فاسد ہوگی اور تاویل فاسد خود بمنزلہ کفر ہے، ملاحظہ فرمایئے یہی مولوی انور شاہ صاحب دیوبندی اکفار الملحدین کے صفحہ ۶۲ پر لکھتے ہیں!

"التاویل الفاسد کالکفر" "تاویل فاسد کفر کی طرح ہے"

ایک اور اعتراض کا جواب

حدیث شریف میں آیا ہے "انما الا عمال بالنیات" یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، لہذا علماء دیوبند کی عبارتوں میں اگرچہ کلمات توہین پائے جاتے ہیں مگر ان کی نیت توہین اور تنقیص کی نہیں، اس لئے ان پر حکمِ کفر عائد نہیں ہوسکتا۔

اس کے جواب میں گذارش ہے کہ حدیث کا مفاد صرف اتنا ہے کہ کسی نیک عمل کا ثواب نیتِ ثواب کے بغیر نہیں ملتا، یہ مطلب نہیں کہ ہر عمل میں نیت معتبر ہے، اگر ایسا ہو تو کفر والحاد اور توہین و تنقیصِ نبوت کا دروازہ کھل جائے گا، ہر دریدہ دہن بے باک جو چاہے گا کہتا پھرے گا، جب گرفت ہوگی تو صاف کہہ دے گا کہ میری نیت توہین کی نہ تھی، واضح رہے کہ لفظ صریح میں جیسے تاویل نہیں ہوسکتی ایسے ہی نیت کا عذر بھی اس میں قابلِ قبول نہیں ہوتا، اکفار الملحدین صفحہ ۷۳ پر مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں!

"المدار فی الحکم بالکفر علی الظواھر، ولا

نظر المقصود، والنیات، ولانظر لقرائن حالہ“

(ترجمہ) کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے قصد و نیت اور قرائن حال پر نہیں۔

نیز اسی اکفار الملحدین کے صفحہ ۸۶ پر ہے!

”وقد ذکر العلماء ان التھور فی عرض الانبیاء وان لم یقصد السب کفر“

(ترجمہ) علماء نے فرمایا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے، اگرچہ توہین مقصود نہ ہو۔

توھین کا تعلق عرف عام اور محاورات اھل زبان سے ھوتا ھے

بعض لوگ کلمات توہین کے معنی میں قسم قسم کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اگر کسی تاویل سے معنی مستقیم بھی ہو جائیں اور اس کے باوجود عرف عام و محاورات اہل زبان میں اس کلمہ سے توہین کے معنی مفہوم ہوتے ہوں تو وہ سب تاویلات بے کار ہوں گی، مثلاً ایک شخص اپنے والد یا استاد کو کہتا ہے کہ آپ بڑے ولد الحرام ہیں اور تاویل یہ کرتا ہے کہ لفظ حرام کے معنی فعل حرام نہیں، بلکہ محترم کے ہیں، جیسے المسجد الحرام اور بیت اللہ الحرام، لہذا ولد الحرام سے مراد ولدِ محترم ہے، اور معنی یہ ہیں کہ آپ بڑے ولد محترم ہیں تو یقیناً کوئی اہل انصاف کسی بزرگ کے حق میں اس تاویل کی رو سے لفظ ولد الحرام بولنے کو قطعاً جائز نہیں رکھے گا اور ان کلمات کو بر بنائے عرف و محاورات اہل زبان کلمات توہین ہی قرار دے گا۔

لہذا ہم ناظرین کرام سے درخواست کریں گے کہ وہ علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات پڑھتے وقت اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھیں کہ عرف و محاورہ کے اعتبار سے اس عبارت میں توہین ہے یا نہیں؟۔

توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا

ناظرین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ توہینی عبارات پڑھتے ہوئے یہ خیال بھی دل میں نہ لائیں کہ قائل کی نیت توہین کی ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین آمیز الفاظ بولتے وقت نیت کا اعتبار نہیں ہوتا، اور کلمۂ توہین بہر صورت توہین ہی قرار پاتا ہے، بشرطیکہ قائل کو یہ علم ہو جائے کہ یہ کلمہ کلمۂ توہین ہے یا یہ کلمہ توہین کا سبب ہو سکتا ہے، تو ایسی صورت میں بغیر نیتِ توہین کے بھی اس کلمے کا بولنا یقیناً موجب توہین ہوگا، دیکھئے صحابۂ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہ نیت تعظیم ''راعِنا'' کہہ کر خطاب کیا کرتے تھے، لیکن یہودی چونکہ اس کلمہ کو حضور کے حق میں بہ نیت توہین استعمال کرتے تھے، یا ادنیٰ تصرف سے اس کو کلمۂ توہین بنا لیتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام کو راعِنا کہنے سے منع کر دیا، اور اس حکم کے بعد اس کلمہ کا حضور کے حق میں بولنا توہین اور موجبِ عذاب الیم قرار دے دیا، معلوم ہوا کہ ابنائے زمانہ کی رکیک تاویلوں سے ساحتِ نبوت بہت بلند و بالا ہے، اور مؤلین کی من گھڑت تاویلات ان کو توہین کے جرمِ عظیم سے بچا نہیں سکتیں، جیسا کہ ہم اس سے پہلے مولوی انور شاہ صاحب کشمیری دیوبندی کی تصریحات اسی اعتراض کے جواب میں نقل کر چکے ہیں۔

توہین کا دارومدار واقعیّت پر نہیں ہوتا

بعض لوگ توہین کو واقعیت پر موقوف سمجھتے ہیں، حالانکہ توہین و تنقیص کا تعلق الفاظ وعبارات سے ہوتا ہے، بسا اوقات کسی واقعہ کو اجمال کے ساتھ کہنا موجبِ توہین نہیں ہوتا، لیکن اسی امرِ واقعہ میں بعض تفصیلات کا آجانا توہین کا سبب ہو جاتا ہے، اگرچہ ان تفصیلات کا بیان واقعہ

کے مطابق بھی کیوں نہ ہو، ملاحظہ فرمائیے، شرح فقہ اکبر، مطبوعہ مجتبائی دہلی، بار سوم ۱۹۰۷ء صفحہ ۶۴ میں ہے۔

> عالم میں کوئی شئے ایسی نہیں جس کے ساتھ ارادۂ الٰہیہ متعلق نہ ہو اور اس بنا پر اگر یہ کہہ دیا جائے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مراد (یعنی ارادہ کی ہوئی) ہے تو اس میں کوئی توہین نہیں، لیکن اگر اسی واقعہ کو اس تفصیل سے کہا جائے کہ ظلم، چوری، شراب خوری اللہ تعالیٰ کی مراد ہے تو اگرچہ یہ کلام واقعہ کے مطابق ہے، لیکن ظلم فسق وغیرہ کی تفصیلات آجانے کے باعث خلافِ ادب اور توہین آمیز ہو گیا، اسی طرح بدلیل آیۂ قرآنیہ اللہ خالق کل شئی یہ کہنا بالکل جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے کا خالق ہے، لیکن اللہ خالق القاذورات وغیرھا (اللہ تعالیٰ گندگیوں اور دوسری بُری چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے) کہنا جائز نہیں کہ ذلیل اور رذیل اشیاء کی تفصیل ایہام کفر کی وجہ سے موجب توہین ہے۔ (ملخصاً)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان کی روشنی میں ہمارے ناظرین کرام پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی[1] کی عبارت ’حفظ الایمان‘ کا توہین ہونا بخوبی واضح ہو گیا ہو گا، تھانوی صاحب نے اپنی عبارت کی تائید کے لئے (کتاب) ’شرح مواقف‘ کی عبارت سے استدلال کیا ہے، اس کا بے سود ہونا بھی اہل علم نے اچھی طرح سمجھ لیا ہو گا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر

---

[1] دیکھئے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے (اپنی کتاب) ’’بوادر النوادر‘‘ میں بھی یہی لکھا ہے ’’اسی لئے حق تعالیٰ کو خالق کل شئی کہنا درست ہے اور خالق الکلاب والخنازیر (کتوں اور سوروں کا خالق کہنا) بے ادبی ہے۔ بوادر النوادر (مطبوعہ ادارہ اسلامیات انارکلی، لاہور) صفحہ ۲۰۹

بالفرض یہ تسلیم بھی کرلیا جائے کہ بعض علم غیب حیوانات وبہائم اور پاگلوں کو ہوتا ہے، تب بھی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی طرح یہ کہنا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بعض علم غیب مانا جائے تو ایسا علم غیب تو ہر زید وعمر اور ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے، یقیناً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں موجب توہین ہوگا، کیونکہ اس عبارت میں بچوں، پاگلوں، حیوانات اور بہائم کے الفاظ ایسے ہیں جن کی تصریح ہر اہل فہم کے نزدیک اس کلام میں ایسی صریح توہین پیدا کررہی ہے، جس کا انکار بجز معاند متعسف کے کوئی شخص نہیں کرسکتا، بخلاف عبارت شرح مواقف کے کہ اس میں بچوں، پاگلوں، جانوروں اور حیوانوں کی قطعاً کوئی تفصیل مذکور نہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ علماء دیوبند کی اکثر عبارات اسی نوعیت کی ہیں کہ ان میں کہیں چوہڑے چمار کی تفصیل مذکور ہے، کہیں شیطان لعین کی، اس لئے ہمارے منقولہ بالا بیان کی روشنی میں علماء دیوبند کی ایسی تمام عبارات کا توہین آمیز ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے، اور ان میں جو تاویلات کی جاتی ہیں، ان سب کا لغو وبے کار ہونا اظہر من الشمس ہے۔

تکفیر مسلمین

علماء اہل سنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند کو کافر کہا، رافضیوں، نیچریوں، بابیوں، بہائیوں حتیٰ کہ ندویوں، کانگرسیوں، لیگیوں بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا، گویا بریلی میں کفر کی مشین لگی ہوئی ہے، جس کے نشانے سے کوئی مسلمان نہیں بچ سکا۔

اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے کہ سبحانک ہذا بہتان عظیم، کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں، ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کا وبال کافر کہنے والے پر عائد ہوتا ہے، میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ علماء بریلی یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی

مسلمان کو کافر نہیں کہا، خصوصاً اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ العزیز تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط واقع ہوئے تھے کہ امام الطائفہ مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کے بکثرت اقوال نقل کرنے کے باوجود لزوم والتزام کفر[1] کے فرق کو ملحوظ رکھنے یا امام الطائفہ کی توبہ

---

[1] لزوم کفر کے معنی ہیں کفر کا لازم ہونا اور التزام کفر کے معنی ہیں کفر کو اپنے اوپر لازم کرنا، بعض اوقات ایک کلام مستلزم کفر ہوتا ہے مگر قائل کو اس کا علم نہیں ہوتا، یہ لزوم کفر ہے، مگر جب اسے بتا دیا جائے کہ تیرے اس کلام کو کفر لازم ہے اور وہ اس کے باوجود بھی اس پر اڑا رہے اور اپنے کلام میں لزوم کفر سے خبردار ہو کر بھی اس سے رجوع نہ کرے تو یہ التزام کفر ہوگا، مثال کے طور پر تقویت الایمان کی وہ عبارت سامنے رکھ لیجئے جس میں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے ہر چھوٹی بڑی مخلوق کو اللہ کی شان کے آگے چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل کہا ہے، ظاہر ہے کہ چھوٹی مخلوق سے عام مخلوق اور بڑی مخلوق سے خاص مخلوق (انبیاء علیہم السلام، ملائکہ مقربین، محبوبانِ بارگاہِ ایزدی) کے معنی بلا تامل سمجھ میں آتے ہیں، اور تمام بڑی مخلوق کا چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل ہونا مستلزم ہے، انبیاء علیہم السلام کے اسی طرح ہونے کو، العیاذ باللہ جو کفر صریح ہے، لیکن اگر ہم حسنِ ظن سے کام لے کر یہ سمجھ لیں کہ امام الطائفہ اس سے بے خبر تھا تو یہ لزوم کفر ہوگا اور جب اسے خبردار کر دیا جائے کہ تیرا کلام کفر کو مستلزم ہے، مگر وہ اس کے باوجود بھی اپنے اس قول سے رجوع نہ کرے تو یہ التزام کفر ہوگا، امام الطائفہ کے متعلق تو تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ تسلیم بھی کر سکتے ہیں کہ وہ اس لزوم کفر سے غافل تھا اور اسے کسی نے متنبہ بھی نہیں کیا، اس لئے یہ لزوم التزام کی حد تک نہیں پہنچا، لیکن اس کے اتباع واذناب بار بار تنبیہ کئے جانے کے باوجود بھی اس عبارت کو صحیح قرار دیتے ہیں، ان کے حق میں کیسے کہا جائے کہ وہ التزام کفر سے بری ہیں۔

مشہور ہونے کے باعث ازراہِ احتیاط مولوی اسماعیل صاحب کی تکفیر سے کفِ لسان فرمایا، اگرچہ وہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کفِ لسان کا موجب ہو سکے، لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، ملاحظہ فرمائیے "الکوکبۃ الشہابیہ" مطبوعہ اہل سنت و جماعت بریلی صفحہ ۶۲، حیرت ہے ، ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر مسلمین کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ ع

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

دراصل اس پروپیگنڈے کا پس منظر یہ ہے کہ جن لوگوں نے بارگاہِ نبوت میں صریح گستاخیاں کیں، انہوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر نقاب ڈالنے کے لئے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علماء کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا، تاکہ عوام کی توجہ ہماری گستاخیوں سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کی طرف مبذول ہو جائے، اور ہمارے مقاصد کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے، لیکن باخبر لوگ پہلے بھی خبردار تھے اور اب بھی وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں۔

ہمارا مسلک

مسئلہ تکفیر میں: ہمارا مسلک ہمیشہ یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمۂ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے، خواہ وہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگرسی، نیچری ہو یا ندوی، اس بارے میں اپنے پرائے کا امتیاز کرنا اہل حق کا شیوہ نہیں، اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہو گئی، یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی مرتد ہو گئے، ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بنا پر ہر ساکنِ دیوبند کو بھی کافر نہیں کہتے، چہ جائیکہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں، ہم اور

ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبند یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے، ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و محبوبان ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں اور باوجود تنبیہہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہیں کی، نیز وہ لوگ جو ان کی گستاخیوں پر مطلع ہو کر اور ان کے صریح مفہوم کو جان کر ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں، اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہل حق، اپنا مقتداء اور پیشوا مانتے ہیں اور بس، ان کے علاوہ ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی، ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے، اگر ان کو ٹٹولا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں، ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے، نہ بریلی کا، نہ لیگی نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

مفتیانِ دیوبند بھی اپنے اکابر علماء دیوبند کی عباراتِ متنازعہ کو عبارات کفریہ سمجھتے ہیں

عرب وعجم کے علماء اہل سنت نے جو علماء دیوبند کی توہین آمیز عبارات پر تکفیر فرمائی، اگر آپ سچ پوچھیں تو مفتیان دیوبند کے نزدیک بھی وہ تکفیر حق ہے، اور علماء دیوبند اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان عبارات میں کفرِ صریح موجود ہے، لیکن محض اس لئے کہ وہ ان کے اپنے مقتداؤں اور پیشواؤں کی عبارات ہیں، تکفیر نہیں کرتے، اور اگر مفتیان دیوبند سے ان ہی کے پیشواؤں کی کسی ایسی عبارت کو لکھ کر فتویٰ طلب کیا جائے جس کے متعلق انہیں یہ علم نہ ہو کہ یہ ہمارے بڑوں کی عبارت ہے، تو اس عبارت کے لکھنے والے پر بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر فرمادیتے ہیں، پھر جب انہیں یہ بتایا جائے کہ جس عبارت پر آپ نے کفر کا فتویٰ دیا یہ آپ کے فلاں دیوبندی مقتداء کا قول ہے، تو پھر بجز ذلت آمیز سکوت کے کوئی جواب نہیں بن پڑتا، اس کی بہت سی مثالیں پیش کی

جا چکی ہیں، سرِ دست ہم ایک تازہ مثال ناظرین کرام کی ضیافت طبع کے لئے پیش کرتے ہیں ، اور وہ یہ کہ ایک دیوبندی العقیدہ مولوی صاحب نے جو مودودیت کا شکار ہو چکے ہیں، مودودی صاحب کو دیوبندیوں کے عائد کردہ الزاماتِ توہین سے بری الذمہ ثابت کرنے کے لئے مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کی ایک عبارت ان کی کتاب ''تصفیۃ العقائد'' سے نقل کر کے دیوبند بھیجی، اور اس پر فتویٰ طلب کیا، مگر یہ نہ بتایا کہ یہ عبارت کس کی ہے، تو دیوبند کے مفتی صاحب نے اس عبارت پر بے دھڑک کفر کا فتویٰ صادر فرمادیا، ملاحظہ فرمائیے! اشتہار بعنوان

(دارلعلوم دیوبند کے مفتی کا مولانا محمد قاسم نانوتوی کو فتویٰ کفر)

''یہ فتویٰ دیوبندیوں کے گلے میں مچھلی کے کانٹے کی طرح پھنس کر رہ گیا''

دار الافتاء دیوبند کی طرف سے جو فتویٰ موصول ہوا ہے وہ درج ذیل ہے ، مولانا محمد قاسم صاحب دارلعلوم دیوبند کی عبارت۔

''دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے، ہر قسم کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں، بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں، خالی غلطی سے نہیں''۔

فتویٰ ٣١/٧٨٦ الجواب: انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں، ان کو مرتکب معاصی سمجھنا العیاذ باللہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہیں، اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات پڑھنا جائز بھی نہیں۔ فقط واللہ اعلم، سیّد احمد سعید مفتی دار العلوم دیوبند۔

جواب صحیح ہے، ایسے عقیدے والا کافر ہے جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے، اس سے قطع تعلق کریں۔ مسعود احمد عفی اللہ عنہ مہر دار الافتاء فی دیو بند الہند

المشتہر۔ محمد عیسیٰ نقشبندی ناظم مکتبہ اسلامی لودھراں ضلع ملتان

ناظرین کرام غور فرمائیں کہ دیو بند سے مولوی محمد قاسم صاحب پر یہ فتویٰ کفر منگوا کر اشتہار میں چھاپنے والا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور اکابر علماء دیو بند کا معتقد اور پیشوا ماننے والا ہے، مگر مودودی ہونے کی وجہ سے اس نے مودودی صاحب کے مخالفین علماء دیو بند کو نیچا دکھانے کے لئے اور مودودی صاحب پر علماء دیو بند کے صادر کئے ہوئے فتووں کو غلط ثابت کرنے کے لئے یہ چال چلی، اگر چہ مشتہر دیو بندی العقیدہ ہونے کی وجہ سے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند پر مفتی دیو بند کے اس فتویٰ کفر صحیح تسلیم نہیں کرتا، لیکن ہمارے ناظرین کرام پر اس فتویٰ کو پڑھ کر یہ حقیقت بخوبی واضح ہوگئی ہوگی کہ مفتیان دیو بند کی نظر میں بھی علماء دیو بند کی عبارات کفریہ یقیناً کفریہ ہیں، لیکن چونکہ وہ اپنے مقتداء اور پیشوا ہیں، اس لئے ان کی عبارات کے سامنے خدا اور رسول کے احکام کی کچھ وقعت نہیں۔

اہل سنت پر پیر پرستی کا الزام لگانے والے ذرا اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ اس سے بڑھ کر بھی کوئی پیر پرستی ہوسکتی ہے کہ خدا اور سول سے اپنے پیروں اور پیشواؤں کو بڑھا دیا جائے، اہل انصاف کے نزدیک فی زمانہ یہی لوگ آیہ کریمہ "اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ" کے صحیح مصداق ہیں، یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے احبار ورہبان (عالموں اور درویشوں) کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے، اور وہ اس طرح کہ ایک بات کوئی

دوسرا کہے تو اسے کافر بنا ڈالیں، اور وہی بات ان کے علماء اور پیشوا کہیں تو پکے مومن رہیں۔ العیاذ باللہ والی اللہ المشتکی۔

مسلمانوں کو کافر کہنے والا کون ہے؟

وہی لوگ مسلمانوں کو کافر کہنے والے ہیں جو بات بات پر کفر و شرک کا فتویٰ لگاتے رہتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے: تقویت الایمان صفحہ ۴، بلغتہ الحیران (مؤلفہ مولوی حسین علی دیوبندی) صفحہ ۴، ان دونوں کتابوں میں ایسی عبارتیں اور فتوے درج کیے گئے ہیں جن کی رو سے عہدِ صحابہ سے لے کر قیامت تک پیدا ہونے والا کوئی مسلمان بھی کفر و شرک سے نہیں بچا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا قائل، حاضر و ناظر ہونے کا معتقد، امور خارقہ للعادت میں بزرگانِ دین کے تصرف کا ماننے والا، یارسول اللہ کہنے والا، بزرگان دین کی تعظیم بجا لانے والا، مجلسِ میلاد شریف میں قیام تعظیمی اور اولیاء کرام کو ایصال ثواب کرنے والا، غرض ہر وہ مسلمان جو ان لوگوں کے مسلک کے خلاف ہو، معاذ اللہ کافر و مشرک بدعتی گمراہ ملحد اور بے دین ہے، ناظرین کرام غور فرمائیں کہ اس قسم کے فتووں سے کون سا مسلمان بچ سکتا ہے، تعجب ہے خود تمام مسلمانوں کو کافر و مشرک کہیں اور اہل سنت پر الزام لگائیں۔ فالی اللہ المشتکی

افضلیّت و اصالتِ مصطفویه صلی اللّٰه علیه وسلم

اظہارِ کمالات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں علماء امت کا ہمیشہ یہ مسلک رہا کہ جب انہوں نے کسی فردِ مخلوق میں کوئی ایسا کمال پایا جو از روئے دلیل بہ ہیئت مخصوصہ اس فرد کے ساتھ مختص نہیں تو اس کمال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس بنا پر تسلیم کرلیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کے وجود اور اس کے ہر کمال کی اصل ہیں، جو کمال اصل میں نہ ہو فرع میں نہیں ہو

سکتا، لہذا فرع میں ایک کمال کا پایا جانا اس امر کی روشن دلیل ہے کہ اصل میں یہ کمال ضرور ہے اور اس میں شک نہیں کہ یہ اصول بالکل صحیح ہے، معمولی سمجھ رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جب فرع کا ہر کمال اصل سے مستفاد ہے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک کمال فرع میں ہو اور اصل میں نہ ہو۔

بخلاف عیب کے، یعنی یہ ضروری نہیں کہ فرع کا عیب اصل کے عیب کی دلیل بن جائے، ہم اکثر دیکھتے ہیں کہ ہرے بھرے درخت کی بعض ٹہنیاں سوکھ جاتی ہیں مگر جڑ تروتازہ رہتی ہے، اس لئے کہ اگر جڑ ہی خشک ہو جاتی تو اس کی ایک شاخ بھی سرسبز و شاداب نہ رہتی، اور جب سوائے چند شاخوں کے سب ٹہنیاں سرسبز اور شاداب ہوں، تو معلوم ہوا کہ جڑ تروتازہ ہے اور یہ چند شاخیں جو مرجھا کر خشک ہوگئی ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اندرونی اور باطنی طور پر ان کا تعلق اصل سے ٹوٹ گیا ہے، یہ صحیح ہے کہ بعض اوقات فرع کا عیب اصل کی طرف منسوب ہو جاتا ہے، لیکن یہ اسی وقت ہوتا ہے جب اصل میں عیب پایا جائے اور جب اصل کا بے عیب ہونا دلیل سے ثابت ہو تو پھر فرع کا کوئی عیب اصل کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا، اور اس میں شک نہیں کہ اصلِ کائنات یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بے عیب ہونا دلیل سے ثابت ہے، خود نام پاک ''محمد'' ہی اس کی دلیل ہے کیونکہ لفظ ''محمد'' کے معنی ہیں بار بار تعریف کیا ہوا، اور ظاہر ہے کہ نقص و عیب مذمّت کا موجب ہے نہ کہ تعریف کا، لہذا واضح ہو گیا، موجودات ممکنہ کے عیوب و نقائص اصل ممکنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں ہو سکتے، بلکہ ان کا اصل عیب یہی ہے کہ وہ باطنی اور معنوی طور پر اپنی اصل سے منقطع ہو کر اس کے فیوض و برکات سے محروم ہو گئے۔

علیٰ ہذا القیاس ہم کہہ سکتے ہیں کہ موجوداتِ عالم کا ہر کمال کمالِ محمدی کی دلیل ہے، مگر کسی فردِ عالم کا عیب معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عیب کی دلیل نہیں ہو سکتا، کیونکہ جس فرد میں عیب پایا جاتا ہے، درحقیقت وہ اندرونی اور باطنی طور پر اصلِ کائنات یعنی روحانیت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ سے منقطع ہو چکا ہے، گویا اصل سے کٹ جانا ہی عیب ہے۔

اسی اصول کے مطابق حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ مصنف ''انوارِ ساطعہ'' نے تحریر فرمایا تھا کہ جب چاند سورج کی چمک دمک تمام روئے زمین پر پائی جاتی ہے، اور شیطان و ملک الموت تمام محیط زمین پر موجود رہتے ہیں، بنی آدم کو دیکھتے اور ان کے احوال کو جانتے ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ بیک وقت بہت سے مقامات پر تمام روئے زمین میں رونق افروز ہونا اور اس کا علم رکھنا کس طرح کفر و شرک ہو سکتا ہے۔

ظاہر ہے کہ مولانا محمد عبدالسمیع رحمتہ اللہ علیہ کا یہ کلام تو اسی اصل پر مبنی تھا، لیکن مولوی (خلیل احمد) انبیٹھوی صاحب جب انوارِ ساطعہ کے ردّ میں ''براہین قاطعہ'' لکھنے بیٹھے تو انہوں نے اپنی بلادت طبع کے باعث انوار ساطعہ میں لکھے ہوئے حضور کے اس کمال کو حضور کے وصفِ اصالت کی بجائے اسے افضلیت پر مبنی سمجھ لیا، یعنی مولوی انبیٹھوی صاحب نے یہ سمجھا کہ صاحبِ انوار ساطعہ نے جو شیطان و ملک الموت کے ہر جگہ موجود ہونے اور روئے زمین کی اشیاء کا عالم ہونے کو بیان کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر جگہ موجود ہونے اور روئے زمین کے علوم سے متصف ہونے کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا ہے، اس کا مبنیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت محضہ ہے، انبیٹھوی صاحب نے اپنی غلط فہمی سے بزعمِ خود ایک بنیاد فاسد قائم کر دی، اور اس پر

مفاسد کی تعمیر کرتے چلے گئے، چنانچہ اسی بناء الفاسد علی الفاسد کے سلسلے میں وہ تحریر فرماتے ہیں!

> ''اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ'' (براھین قاطعہ، مطبوعہ ساڈھورہ، صفحہ ۵۲)

ع۔ بریں عقل و دانش بباید گریست

انبیٹھوی جی! آپ سے کس نے کہہ دیا کہ صاحبِ انوار ساطعہ نے ملک الموت سے محض افضل ہونے کی وجہ سے حضور کا علم ملک الموت سے زیادہ تسلیم کیا ہے، صاحب انوار ساطعہ کیا کسی سُنی عالم دین نے بھی افضلیت محضہ کو زیادتی علم کی دلیل نہیں بنایا، ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصالت کو حضور کی اعلمیت کی دلیل قرار دیتے ہیں اور اگر بالفرض کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت کو حضور کی اعلمیت کی دلیل بنایا بھی ہو تو اس سے افضلیت محضہ سمجھنا انتہائی حماقت ہے، کیونکہ حضور کی افضلیت حضور کے ساتھ خاص ہے، جس کا تحقق اصالت کے بغیر ناممکن ہے۔

ہمارے اس بیان کی روشنی میں مخالفین کا ان تمام حوالہ جات کو پیش کرنا بے سود ہو گیا، جن سے وہ ثابت کیا کرتے ہیں کہ افضلیت کو اعلمیت مستلزم نہیں، مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے افضل ہیں، لیکن بعض علوم حضرت خضر علیہ السلام کے لئے ثابت ہیں، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ان کا حصول ثابت نہیں وغیرہ وغیرہ۔

مخالفین نے ابھی تک اس حقیقت کو سمجھا ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر دوسروں کی افضلیت کا قیاس کرنا درست نہیں، اس لئے کہ حضور اصل کائنات ہیں اور یہ وصفِ اصالتِ عامہ حضور کے علاوہ کسی کو نہیں ملا، بنا بریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت اعلمیت کو

مستلزم ہوگی اور حضور کے علاوہ کسی دوسرے کی افضلیت میں اعلمیت کا استلزام نہ ہوگا۔

اس بات کی تائید وتصدیق کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں سے افضل اور سب انبیاء کے خاتم ہیں، نیز یہ کہ تمام انبیاء علیہم السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد حاصل کرتے ہیں، شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رضی اللہ عنہ کے اس قول سے ہوتی ہے جو شیخ رضی اللہ عنہ نے باب ۴۹۱ کے علوم میں ارشاد فرمایا ہے کہ مخلوق کا کوئی فرد، دنیا اور آخرت کا کوئی علم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنیت (روحانیت) کے بغیر کسی ذریعہ سے حاصل نہیں کر سکتا، برابر ہے کہ انبیاء متقدمین ہوں یا وہ علماء ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے متاخر ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے اولین وآخرین کے تمام علوم عطا کئے گئے ہیں، اور اس میں شک نہیں کہ ہم آخرین سے ہیں (پھر ہمارا کوئی علم بلا واسطہ روحانیت محمدیہ کیونکر حاصل ہوسکتا ہے) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان علوم کے حکم میں تعمیم فرمائی، لہذا یہ حکم ہر قسم کے علوم کو شامل ہے، خواہ وہ علم منقول ومعقول ہو یا مفہوم وموہوب، لہذا ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہیئے کہ بواسطۂ نبی کریم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرے، کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں علی الاطلاق سب سے زیادہ علم والے ہیں۔

(شیخ محی الدین ابن عربی، الیوقیت والجواہر، مطبوعہ مصر، جلد۲، صفحہ ۳۹)

بعض علوم کو بُرا کھہ کر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ سے اس کی نفی کرنا بد ترین جہالت اور بارگاہِ نبوت سے کھلی عداوت ھے

دیوبندی حضرات اہل سنت کے مواخذہ سے تنگ آکر یہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم حضور

کے لئے وہی علوم مانتے ہیں جو نبوت و رسالت سے متعلق اور حضور کی شان کے لائق ہیں، غیر ضروری علوم اور نجاستوں، غلاظتوں، مکر و فریب، چوری، دغابازی، ضلالت و گمراہی کے طریقوں اور ان کی تفصیلات کا برا اور مذموم علم اور شیطانی علوم کو حضور کے لئے ثابت کرنا حضور کے حق میں عیب ہے، جس سے حضور کا پاک ہونا ضروری ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ علم کا مقابل جہل ہے اور جہل فی نفسہ نقص و عیب ہے، تو لامحالہ علم فی نفسہ حسن و کمال ہوگا، دیکھئے حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ تفسیر فتح العزیز میں ارقام فرماتے ہیں:

"دریں جا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چونکہ باشد"

(تفسیر فتح العزیز، مطبوعہ مطبع العلوم متعلقہ مدارس دہلی، جلد اول، صفحہ ۴۴۵)

(ترجمہ) یہاں جاننا چاہیئے کہ علم جیسا بھی ہو فی نفسہ برا نہیں ہوتا۔

اس کے بعد شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ان اسباب کا تفصیلی بیان فرمایا ہے، جن کی وجہ سے کسی علم میں برائی آسکتی ہے، جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ توقع ضرر

۲۔ استعداد عالم کا قصور

۳۔ علوم شرعیہ میں بے جا غور کرنا

ہمارے ناظرین کرام عقل و انصاف کی روشنی میں اتنی بات بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ حضرت شاہ صاحب کے بیان فرمودہ تینوں سببوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پایا جانا ممکن نہیں کیونکہ عصمتِ الٰہیہ کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ضرر کی توقع نہیں ہو

سکتی، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی استعداد مقدسہ میں قصور کا پایا جانا بھی محال ہے، علی ھذا القیاس امور شرعیہ میں بے جا غور وفکر کرنا بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قطعاً ناممکن ہے، ورنہ علوم شرعیہ بھی معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مذموم ہو جائیں گے، معلوم ہوا کہ جن اسباب خارجہ کی وجہ سے کسی علم میں برائی پیدا ہو سکتی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ان کا پایا جا ممکن نہیں، لہذا ثابت ہو گیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواہ کیسا ہی علم کیوں نہ ہو وہ حضور کے حق میں برا نہیں ہو سکتا، اور اگر ہم آنکھیں بند کر کے یہ تسلیم ہی کر لیں کہ بعض علوم فی نفسہا برے ہوتے ہیں، تو میں عرض کروں گا کہ جو چیز فی نفسہ بری اور مذموم ہو وہ عیب ہے، اور عیب صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں محال نہیں بلکہ حضور علیہ السلام سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے، نہ صرف محال بلکہ محال عقلی اور ممتنع لذاتہ ہے، لہذا ایسے علم کو جو فی نفسہ برا ہو اور حضور کے حق میں اس کا ہونا عیب قرار، پائے اسے اللہ تعالیٰ کے لئے بھی ثابت کرنا ناممکن ہوگا، کیونکہ صفتِ ذمیمہ کا اثبات حقیقتاً عیب لگانا ہے، جب اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے، تو برے علم سے بھی پاک ہونا اس کے لئے یقیناً واجب ہوگا، جو چیز (فی نفسہ) بندوں کے حق میں عیب ہو، اللہ تعالیٰ کا اس سے منزہ ہونا ضروری ہے، دیکھئے کذب، جہل، ظلم، سفہ وغیرہ امور فی نفسہا جس طرح بندوں کے حق میں عیب ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حق میں بھی عیب ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ان سے پاک ہونا ضروری ہے، اسی لئے (کتاب) ''مسامرہ'' جز ثانی صفحہ ۶۰ مطبوعہ مصر میں علامہ کمال ابن ابی شریف ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں!

''ہم کہیں گے کہ اشعری اور ان کے علاوہ (تمام اہل سنت) اس بات پر متفق ہیں کہ ہر وہ چیز جو (فی نفسہ) بندوں کے حق میں عیب اور نقص کی صفت ہو، اللہ تعالیٰ

اس سے پاک ہے، اور وہ صفتِ نقص اللہ تعالیٰ پر محال ہے“

ایسی صورت میں حضرات علماء دیو بند سے مخلصانہ استفسار ہے کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کو ہر عیب سے پاک سمجھتے ہیں تو کیا اس کی ذاتِ مقدسہ سے ان تمام علوم کی نفی کریں گے، جنہیں نجاست وغلاظت، مکر وفریب کا علم اور شیطانی علوم کہہ کر برا اور مذموم قرار دیا گیا ہے، اگر نہیں تو کیا اللہ تعالیٰ کو آپ عیوب ونقائص سے مبرّا نہیں مانتے؟۔

حیرت ہے کہ جن لوگوں کی عبارات توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملوّث ہیں اس مسئلے میں انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر حد سے زائد محبت کس طرح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ سے بھی ان کے نزدیک حضور کی تقدیس زیادہ اہم اور ضروری قرار پاگئی۔ فیا للعجب۔

درحقیقت یہ بھی عداوتِ رسول کا ایک بیّن ثبوت ہے، کیونکہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی اچھی چیز سے کسی کو بربنائے عداوت محروم رکھنا ہو تو اس چیز کو برا اور مذموم کہہ دیا جاتا ہے، تاکہ دوسروں پر یہ ظاہر کیا جائے کہ ہم اس شخص کی محبت وخیر خواہی کی بنا پر اس بری چیز سے اسے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں، لیکن حقیقتاً عداوت کی وجہ سے اس کو ایک اچھی اور مفید چیز سے محروم رکھنا مقصود ہوتا ہے، بالکل یہی صورت حال یہاں ہے کہ بری چیزوں کے فی نفسہٖ علم کو (جو عین کمال ہے) نقص وعیب قرار دے دیا گیا، تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت نہ ہو سکے۔ العیاذ باللہ والیہ المشتکیٰ۔

ایک کثیر الوقوع شبہ کا ازالہ

بعض لوگوں کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ علماء دیو بند نے دین کی بہت خدمت کی، سینکڑوں علماء ان سے پیدا ہوئے، انہوں نے بے شمار کتابیں لکھیں، ان میں بہت سے لوگ پیری مریدی کرتے ہیں اور ان میں عابد وزاہد بھی پائے جاتے ہیں، انہوں نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے

دین کی بہت کچھ تبلیغ واشاعت کی، ایسی صورت میں ذہن اس بات کو قبول نہیں کرتا کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی شان میں توہین آمیز عبارات لکھی ہوں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس قسم کے لوگوں سے توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سرزد ہو جانا عقلاً یا شرعاً کسی طرح بھی محال نہیں، بلعم بن باعور کتنا بڑا عابد وزاہد اور مستجاب الدعوات تھا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت اور ان کی اہانت کا مرتکب ہو کر **ولکنہ اخلد الی الارض** کا مصداق بن گیا، اور ہمیشہ کے لئے قعرِ مذلت میں گر گیا، شیطان کا عابد وزاہد اور عالم وعارف ہونا سب کو معلوم ہے، جب وہ حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کر کے راندۂ درگاہ ہو گیا تو دوسروں کے لئے توہین رسول کا ارتکاب کیونکر ناممکن قرار پا سکتا ہے۔

خوارج ومعتزلہ اور دیگر فرق باطلہ کے علمی اور عملی کارنامے اگر تاریخ کی روشنی میں دیکھے جائیں تو اس زمانہ کے حضرات مذکورین سے ان کے علم وعمل کا پلہ کہیں بھاری تھا، ان کی مزعومہ دینی خدمات تدریس وتبلیغ اور تصنیف وتالیف کے مقابلے میں ابناء زمانہ کی خدمات اور کار گزاریاں ذرہ بے مقدار کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں، لیکن ان کے یہ تمام علمی اور عملی کارنامے ان کو قعرِ ذلت سے بچا نہ سکے، رہی خدمت وحمایت دین، تو اس کے لئے ضروری نہیں کہ اہلِ حق ہی کے ذریعے ہو، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی تائید نافرمانوں اور فاجروں سے بھی کرا لیتا ہے، چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے **"ان اللہ یؤیّد ھذا الدین بالرجل الفاجر"** لہذا اعانت و حمایت دین اور ظاہری علم وعمل کے پائے جانے سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ ایسے لوگ فی الواقع اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اور محبوب ہوں۔

کفروشرک وبدعت:

اگر غور سے دیکھا جائے تو ان حضرات کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے تمام امتِ مسلمہ کو کافر و مشرک اور بدعتی بنا ڈالا، مثلاً یا رسول اللہ کہنا شرک، اولیاء کرام کی نذر (لغوی) شرک، مزارات اولیاء پر جانا کفر، میلاد بدعت، عرس حرام، گیارھویں شرک، اذان میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی سن کر انگوٹھے چومنا بدعت، الغرض کفر و شرک کی ایسی بھرمار کی کہ جس سے دوسرے تو کیا بچتے، خود بھی محفوظ نہ رہ سکے، اس مختصر میں تفصیل کی تو گنجائش نہیں، البتہ اجمالاً اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ منصوص قطعی کا انکار کفر ہے، غیر خدا کو خدا ماننا یا خدا کی کوئی صفت کسی غیر کے لئے ثابت کرنا شرک ہے اور دین میں ایسی چیز پیدا کرنا جس کی اصل دینِ متین میں نہ پائی جائے، بدعت ہے، یعنی ہر وہ چیز جو کسی دلیل شرعی کے معارض ہو، بدعتِ شرعیہ ہے۔

یہ عرس و میلاد و دیگر اعمال مستحسنہ جنہیں کفر و شرک اور بدعت قرار دیا جاتا ہے، حقیقتاً امورِ مستحبہ ہیں، الحمدللہ آج تک کوئی منکر ان امور میں سے کسی امر کو نہ کسی نص قطعی کے خلاف ثابت کر کے ان کے کفر ہونے پر دلیل لا سکا اور نہ ان کو کسی دلیل شرعی کے خلاف ثابت کر کے ان کے بدعت ہونے پر استدلال کر سکا، البتہ اتنی بات ضرور کہی جاتی ہے، کہ جس طریقہ سے تم یہ کام کرتے ہو اسی طرح خیر القرون میں یہ کام کسی نے نہیں کئے، لہذا یہ سب امور بدعت ہیں، اس کے جواب مین تحقیق و تفصیل تو ان شاء اللہ دوسرے رسالہ میں ہدیۂ ناظرین ہوگی، سردست اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اگر ان امور کی ہیئت کذائیہ کی تفصیلات قرونِ اولی مین نہیں پائی گئیں، تو صرف اس وجہ سے ان کو بدعت کہنا ہرگز درست نہیں ہو سکتا، دیکھئے قرآن مجید کی تیس پاروں میں تقسیم، اعراب قرآن، جمع احادیث، بناء مدارس، تعلیم دین پر اجرت لینا، اوراد و اعمالِ مشائخ وغیرہ بے شمار کام ایسے ہیں کہ خیر القرون میں ان کا وجود نہیں پایا گیا، لیکن علماء دیوبند بھی انہیں بدعت

نہیں کہتے، معلوم ہوا کہ یہ بات قطعاً غلط اور نا قابلِ قبول ہے۔

اسی طرح کوئی منکر کسی حجت شرعیہ سے ان امور کے اعتقاد یا عمل کا شرک ہونا بھی ثابت نہ کر سکا، شرک کے متعلق ہمارے ناظرین کرام یہ بات ضرور یاد رکھیں کہ شرک توحید کا مقابل ہے اور مسئلہ توحید واجب عقلی ہے، لہذا شرک لامحالہ اعتقاد امر ممتنع لذاتہ کا نام ہوگا۔

ظاہر کہ تصرفات انبیاء و اولیاء علیہم السلام اور ان کے باقی کمالات علمیہ و عملیہ سب مقید بالعطاء و باذن اللہ ہیں اور یہ امر بھی روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ عطاءِ الٰہی اور اذن خداوندی کے ساتھ اللہ کے کسی محبوب کے لئے علمی یا عملی کمالات و تصرفات کا ہونا ہرگز ممتنع لذاتہ نہیں، اس لئے اذن و عطا کی قید کے ساتھ ان کا اعتقاد کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا، البتہ الوہیت اور وجوبِ وجود اور غناء ذاتی ایسے امور ہیں، جن کی عطا ممتنع لذاتہ ہے، اس لئے جو شخص کسی کے حق میں ان امور میں سے کسی امر کی عطا کا اعتقاد رکھے گا وہ یقیناً مشرک ہوگا، جیسا کہ مشرکین عرب اپنے الٰہ باطلہ کے حق میں اسی قسم کا اعتقاد رکھتے تھے، اور کسی مسلمان کا کسی غیر اللہ کے حق میں ہرگز یہ اعتقاد نہیں، الحمد للہ اس مختصر بیان سے اہل علم پر مخالفین کے وہ تمام مکروفریب آشکارا ہو گئے جن میں بعض حضرات مبتلا ہو جاتے ہیں۔ (وللہ الحجۃ البالغۃ)

انصاف کیجئے

جو دیوبندی حضرات علماء دیوبند کی صریح توہینی عبارتوں میں توہین نہیں مانتے، ان کی خدمت میں مخلصانہ گذارش ہے کہ آپ کے علماء کی عبارات کے مقابلے میں مودودی صاحب کی وہ عبارتیں توہین کے مفہوم سے بہت دور ہیں جن سے خود آپ کے علماء دیوبند نے توہین کا مفہوم نکال کر مودودی صاحب پر الزاماتِ توہین عائد کیے ہیں، اگرچہ ہمارے نزدیک دونوں میں

کوئی فرق نہیں لیکن عبارات میں صراحت ووضاحتِ توہین کے بیّن تفاوت کا انکار نہیں کیا جاسکتا، ہم مودودی صاحب کی ان عبارات میں سے صرف ایک عبارت بلاتشریح تحریر کرتے ہیں، جس کی بناء پر علماء دیوبند نے مودودی صاحب کو توہینِ خدا اورسول کا مجرم گردانا ہے، اسی طرح اس عبارت کے مقابلے میں تین عبارتیں اکابر علماء دیوبند کی بھی بلاتشریح پیش کرتے ہیں، جن سے علماء اہل سنت نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سمجھی ہے، اور یہ فیصلہ آپ پر چھوڑتے ہیں کہ مفہومِ توہین میں کس کی عبارت زیادہ واضح اور صریح ہے۔

مودودی صاحب کی وہ عبارت جس سے علماء دیوبند نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اخذ کر کے مودودی صاحب پر خدا اورسول کی توہین کا الزام عائد کیا ہے۔

> ”حضور کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا، کہ شاید دجال آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے، یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو، لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا، کہ حضور کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا، اب ان چیزوں کو اس طرح نقل وروایت کئے جانا، کہ گویا یہ بھی اسلامی عقائد ہیں، نہ تو اسلام کی صحیح نمائندگی ہے، اور نہ اسے حدیث ہی کا صحیح مفہوم کہا جا سکتا ہے، جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں، اس قسم کے معاملات میں نبی کے قیاس وگمان کا درست نہ نکلنا ہرگز منصبِ نبوۃ پر طعن کا موجب نہیں ہے“۔ ماخوذ از ترجمان القرآن، ربیع الاول ۱۳۶۵ھ، جلد ۲۸

(رسالہ ”حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب“ مؤلفہ مولوی احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین، دروازہ شیرانوالہ، لاہور، صفحہ ۱۸)

اب ملاحظہ ہوں اکابر علماء دیوبند کی وہ عبارات جن سے علماء اہل سنت نے اللہ تعالیٰ اور

اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین سمجھ کر ان پر توہینِ خدا اور رسول کا حکم لگایا ہے۔

(۱) ''اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں، اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا، اور آیات قرآنیہ جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں''۔

(بلغۃ الحیر ان، مصنفہ مولوی حسین علی صاحب، صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸)

(۲) ''پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں''

(تصفیۃ العقائد، از مولوی محمد قاسم نانوتوی، صفحہ ۲۵)

(۳) ''بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں، خالی غلطی سے نہیں''۔

(تصفیۃ العقائد، از مولوی محمد قاسم نانوتوی، صفحہ ۲۸)

مودودی صاحب اور علماء دیوبند دونوں کی اصل عبارات بلا کم و کاست آپ کے سامنے موجود ہیں، اگر آپ نے خوفِ خدا کو دل میں جگہ دے کر پوری دیانتداری سے بنظر انصاف غور فرمایا تو آپ یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ مودودی صاحب کی عبارت کے مقابلہ میں علماء دیوبند کی عبارات مفہومِ توہین میں زیادہ صریح ہیں۔

دیوبندی حضرات کا علماء اہل سنت پر ایک اعتراض اور دیوبندی عالم کی تحریر سے اس کا جواب

دیوبندی حضرات علماء اہل سنت پر اعتراض کرتے ہیں کہ علماء دیوبند پر اعتراض کرنے والے ان کی عبارتوں کے سیاق وسباق کو نہیں دیکھتے جو فقرہ قابل اعتراض ہوتا ہے فقط اس کو پکڑ لیتے ہیں، اور صرف اسی فقرہ کے باعث علماء دیوبند پر طعن و تشنیع شروع کر دیتے ہیں۔

برادران اسلام! سیاق وسباق سے دیوبندی حضرات کی مراد یہ ہوتی ہے کہ اگلی پچھلی عبارتوں کو دیکھ کر پھر اعتراض ہو تو کرنا چاہیئے۔

جواباً عرض ہے مودودی صاحب پر اعتراض کرنے والے دیوبندیوں پر بعینہ یہی اعتراض انہی الفاظ میں مودودیوں کی طرف سے آپ کے مولوی احمد علی صاحب دیوبندی نے اپنے رسالہ ''حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب'' کے صفحہ ۸۰ پر نقل کیا ہے، اور اس کا جواب بھی صفحہ ۸۱ پر دیا ہے، ہم بعینہ وہی جواب نقل کئے دیتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے۔

> ''اگر دس سیر دودھ کسی کھلے مونہہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے، اور اس دیگچے کے مونہہ پر ایک لکڑی رکھ کر ایک تاگہ میں خنزیر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اس لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے، پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے، وہ کہے گا کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیؤں گا، کیونکہ سب حرام ہو گیا ہے، پلانے والا کہے کہ بھائی ۱۰ سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں، آپ فقط اس بوٹی کو کیوں دیکھتے ہو، دیکھیئے اس بوٹی کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اس کے نیچے چار انچ کی گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے، وہ مسلمان یہی کہے گا، یہ سارا دودھ خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہو گیا ہے، یہی قصہ مودودی صاحب کی عبارتوں کا ہے، جب مسلمان مودودی صاحب کا یہ لفظ پڑھے گا، کہ خانہ کعبہ کے ہر طرف جہالت اور گندگی

ہے، اس کے بعد مودودی صاحب ہزار تعریف کریں، مگر جب تک مودودی صاحب اس فقرہ سے توبہ کر کے اعلان نہیں کریں گے، مسلمان کبھی راضی نہیں ہوں گے، جب تک کہ یہ خنزیر کی بوٹی اس دودھ سے نہیں نکالیں گے''۔ (ص، ۸۰، ۸۱)

پس دیوبندی حضرات یہی جواب ہماری طرف سے سمجھ لیں، اور خوب یاد رکھیں کہ علماء دیوبند کی عبارات میں محبوبانِ حق تبارک وتعالےٰ کی ہزار تعریفیں ہوں، مگر جب تک وہ توہین آمیز فقروں سے توبہ نہیں کریں گے، اہل سنت ان سے کبھی راضی نہیں ہو گے۔

ایک بات قابل ذکر یہ ہے کہ بعض حضرات توہین آمیز عبارات کے صریح مفہوم کو چھپانے کے لئے علماء دیوبند کی وہ عبارات پیش کر دیتے ہیں جن میں انہوں نے توہین وتنقیص سے اپنی برأت ظاہر کی ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف کے ساتھ عظمتِ شانِ نبوت کا اقرار کیا ہے۔

اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ وہ عبارات انہیں قطعاً مفید نہیں جب تک ان کی کوئی ایسی عبارت نہ دکھائی جائے کہ ہم نے فلاں مقام پر جو توہین کی تھی اب اس سے ہم رجوع کرتے ہیں، مثلاً مولوی محمد قاسم نانوتوی نے (اپنی کتاب) ''تحذیر الناس'' میں خاتم النبیین کے معنی منقول متواتر ''آخر النبیین'' کو عوام کا خیال بتایا ہے، اب اگر ان کی دس بیس عبارتیں بھی اس مضمون کی پیش کر دی جائیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں، یا حضور علیہ السلام کے بعد مدعی نبوت کافر ہے، تو اس سے کچھ فائدہ نہ ہوگا، تاوقتیکہ مولوی محمد قاسم صاحب کا یہ قول نہ دکھایا جائے کہ میں نے جو ''خاتم النبیین'' کے معنی منقول متواتر ''آخر النبیین'' کا انکار کیا تھا، اب میں اس سے توبہ کر کے رجوع کرتا ہوں، دیکھئے مرزائی لوگ مرزا غلام احمد کی برأت میں جو عبارتیں مرزا صاحب کی کتابوں سے پیش کرتے ہیں، ان کے جواب میں مولوی مرتضےٰ حسن صاحب

در بھنگی ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند نے بھی یہی لکھا ہے ، ملاحظہ فرمائیں ، (کتاب) اشد العذاب ، مطبوعہ مطبع مجتبائی جدید دہلی ، صفحہ ۱۵ ، سطر ۱۶ ، ۱۷

''جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیوں کی لکھی جاتی ہیں ، جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائیں یا توبہ نہ کریں ، تو ان کا کچھ اعتبار نہیں''

دیوبندیوں کی توہین آمیز عبارات کے اظہار کی ضرورت

بعض دیوبندی حضرات کہا کرتے ہیں کہ علماء دیوبند کی ان عبارات کے اظہار واشاعت کی کیا ضرورت ہے ، جن سے آپ لوگ توہین سمجھتے ہیں ، اس زمانے میں ان عبارات کی اشاعت بلا وجہ شور وشر ، فتنہ وفساد کا موجب ہے اور یہ بڑی ناانصافی ہے کہ علماء دیوبند کے ساتھ لڑائی مول لی جائے ، اس کا جواب یہ ہے کہ علماء دیوبند کی توہینی عبارتوں کے اظہار کی وہی ضرورت ہے جو مولوی احمد علی صاحب کو مودودیوں کا پول کھولنے کے لئے پیش آئی ، کہ علماء دیوبند نے تمام مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف اللہ تعالیٰ اور انبیاء واولیاء علیہم السلام کی مقدس شان میں وہ شدید اور ناقابل برداشت حملے کئے ہیں جنہیں کوئی مسلمان برداشت نہیں کرسکتا ، مولوی احمد علی صاحب اس ضرورت کو حسب ذیل عبارت میں بیان فرماتے ہیں :

''کیا جب ڈاکو کسی کے گھر میں گھس آئے تو گھر والا ڈاکو سے مقابلہ کرکے اپنا مال اور اپنی جان نہ بچائے اور اگر مال اور جان بچانے کے لئے ڈاکو سے مقابلہ کرے تو پھر یہ کہنا صحیح ہے کہ گھر والا بڑا ہی بے انصاف ہے کہ ڈاکو سے لڑ رہا ہے'' ۔ (حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب ، از مولوی احمد علی صاحب ، صفحہ ۸۴)

:علماء دیوبند کی تہذیب کا ایک مختصر نمونہ:

دیوبندی حضرات عام طور پر کہتے ہیں کہ بریلوی مولوی علماء دیوبند کو گالیاں دیا کرتے ہیں، اس الزام کی حقیقت تو ہمارے اسی رسالہ سے منکشف ہو جائے گی، اور ہمارے ناظرین کرام پر روشن ہو جائے گا کہ جس شائستگی اور تہذیب سے ہم نے علماء دیوبند کے خلاف یہ رسالہ لکھا ہے، اس کی مثال ہمارے مخالفین کی ایک کتاب سے بھی نہیں پیش کی جاسکتی، لیکن مزید وضاحت کے لئے بطور نمونہ ہم مولوی حسین احمد صاحب مدرس مدرسہ دیوبند کی کتاب ''الشہاب الثاقب'' سے چند وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ العزیز کو شدید ترین قسم کی دل آزار گالیاں دی گئی ہیں، ان عبارات کو پڑھ کر ہمارے ناظرین کرام علماء اہل سنت اور فضلاء دیوبند کی تہذیب کا مقابلہ کرلیں، ملاحظہ فرمائیے۔

۱۔ پھر تعجب ہے کہ مجدد بریلوی آنکھوں میں دھول ڈال رہا ہے، اور کذب خالص مشہور کر رہا ہے، لعنۃ اللہ تعالیٰ فی الدارین، آمین، یعنی لعنت کرے اللہ تعالیٰ اس (مجدد بریلوی) پر دونوں جہانوں میں۔ (الشہاب الثاقب، ص ۸۱)

۲۔ آپ حضرات ذرا انصاف فرمائیں، اور اس بریلوی دجال سے دریافت کریں۔ (الشاب الثاقب، ص ۸۶)

۳۔ مجدد الضالین صاحب فرماتے ہیں۔

۴۔ ہم آگے چل کر صاف طور سے ظاہر کر دیں گے کہ دجال بریلوی نے یہاں پر محض بے سمجھی اور بے عقلی سے کام لیا ہے۔ (ص، ۹۵)

۵۔ اس کے بعد مجدد الضالین علیہ ما علیہ۔ الخ (ص، ۱۰۳)

٦۔ سلب اللہ ایمانک وسود وجھک فی الدارین وعاقبک بہا عاقب بہ ابا جہل و عبداللہ بن اُبی یا رئیس المبتدعین، آمین، یعنی اے بدعتیوں کے سردار (مجدد بریلوی) سلب کرے اللہ تعالیٰ تیرا ایمان اور دونوں جہانوں میں تیرا منہ کالا کرے، اور تجھے وہی عذاب دے جو ابوجہل اور عبداللہ بن ابی کو دیا تھا (ص، ۱۰۴، ۱۰۵)

۷۔ مگر تہذیب علم کوئی لفظ مجدد بریلوی کے شایانِ شان قلم سے نہیں نکلنے دیتی۔ (ص، ۱۰۵)

۸۔ فسوّد اللہ وجہہ فی الدارین واسکنہ بحبوحۃ الدرک الاسفل من النار مع اعداء سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام آمین یا رب العالمین۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس (مجدد بریلوی) کا دونوں جہان میں منہ کالا کرے اور اسے حضور کے دشمنوں کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے گڑھے میں رکھے۔ (ص ۱۱۹)

۹۔ یہ سب تکفیریں اور لعنتیں بریلوی اور اس کے اتباع کی طرف لوٹ کر قبر میں ان کے واسطے عذاب اور بوقت خاتمہ ان کے لئے موجب خروج ایمان وازالۂ تصدیق وایقان ہوں گی اور قیامت میں ان کے جملہ متبعین کے واسطے اس کی موجب ہوں گی، کہ ملائکہ حضور علیہ السلام سے کہیں گے انك لا تدری ما احد ثوا بعدك اور رسول مقبول علیہ السلام دجال بریلوی اور ان کے اتباع کو سحقاً سحقاً فرما کر اپنے حوض مورود وشفاعت محمود سے کتوں سے بدتر کر کے دھتکار دیں گے اور امت مرحومہ کے اجر وثواب ومنازل ونعیم سے محروم کئے جاویں گے، سوّد اللہ

وجوھھم فی الدارین وجعل قلوبھم قاسیہ فلایؤمنوا حتی یروا العذاب الالیم، یعنی اللہ ان بریلویوں کا منہ دونوں جہان میں کالا کرے اور ان کے دلوں کو سخت کردے تو وہ ایمان نہ لائیں، یہاں تک کہ عذاب الیم کو دیکھ لیں۔ (الشہاب الثاقب، ص ۱۲۰)

ان تمام بددعاؤں اور گالیوں کے جواب میں صرف اتنا عرض ہے کہ الحمدللہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ تو ہرگز اس بدگوئی کے مصداق نہیں ہوسکتے، البتہ بمقتضائے حدیث اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ جیسی مقدس ہستی کے حق میں ایسے ناپاک کلمے بولنے والا انشاء اللہ دنیا اور آخرت میں اپنے کلمات کا خود مصداق بنے گا۔ وماذالک علی اللہ بعزیز

بعض لوگ کھتے ھیں

کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے جو علماء دیوبند کی عبارات پر علماء حرمین طیبین سے کفر کے فتوے حاصل کر کے حسام الحرمین میں شائع کیے، اس کے جواب میں علماء دیوبند نے حسام الحرمین کے خلاف اپنی تائید میں علماء حرمین طیبین کے فتوے ''المھند'' میں چھاپے اور تمام ملک میں اس کی اشاعت کی، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے علماء دیوبند کی عبارات کو توڑ مروڑ کر غلط عقائد ان کی طرف منسوب کیے تھے، جب علماء دیوبند کی اصل عبارات اور ان کے اصل عقائد سامنے آئے تو علماء حرمین طیبین نے ان کی تصدیق وتائید فرمادی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے دیوبندیوں کی عبارتوں میں ردوبدل کیا ہے، یا غلط عقائد ان کی طرف منسوب

کئے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حسام الحرمین کے شائع ہونے کے بعد دیوبندی حضرات نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنی عبارتوں میں خود قطع و برید کی، اور اپنے اصل عقائد کو چھپا کر علماء عرب و عجم کے سامنے اہل سنت کے عقیدے ظاہر کئے، جس پر علماء دین نے تصدیقیں فرمائیں، چونکہ اس مختصر رسالہ میں تفصیل کی گنجائش نہیں اس لئے صرف ایک دلیل اپنے دعویٰ کے ثبوت میں پیش کرتا ہوں، ملاحظہ فرمائیے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کے بارے میں دیوبندیوں کا اعتقاد یہ ہے کہ وہ بہت اچھا آدمی تھا، اس کے عقائد بھی عمدہ تھے، دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ جلد ۱ ص ۱۱۱ پر مولوی رشید احمد گنگوھی نے لکھا ہے کہ!

> ''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے مذہب ان کا حنبلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدّت تھی، مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں، مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آگیا، اور عقائد سب کے متحد ہیں، اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوھی''

ناظرین کرام نے فتاویٰ رشیدیہ کی اس عبارت سے معلوم کرلیا ہوگا کہ دیوبندیوں کے مذہب میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اچھا آدمی تھا، لیکن جب علماء حرمین طیبین نے دیوبندیوں سے سوال کیا کہ بتاؤ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق تمہارا کیا اعتقاد ہے، وہ کیسا آدمی تھا تو حیلہ سازی سے کام لے کر اپنا مذہب چھپالیا اور لکھ دیا ہم اسے خارجی اور باغی سمجھتے ہیں، ملاحظہ ہو ''المہند'' ص ۱۹، ۲۰۔

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب درمختار نے فرمایا ہے، اس کے چند

سطر بعد مرقوم ہے،

علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے، اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اور اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ انتہی۔

یہاں دیکھئے اپنے مذہب کو کیسے چھپایا اور فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت کو صاف ہضم کر گئے، یہ تو ایک نمونہ تھا، تمام کتاب کا یہی حال ہے کہ جان بچانے کے لئے اپنے مذہب پر پردہ ڈال دیا، اپنی عبارات کو بھی چھپا دیا اب ناظرین خود فیصلہ فرمالیں کہ خیانت کرنے والا کون ہے۔

آخری سہارا

اس بحث میں ہمارے مخالفین (حضرات علماء دیوبند) کا ایک آخری سہارا یہ ہے کہ بہت سے اکابر علماء کرام و مشائخ عظام نے علماء دیوبند کی تکفیر نہیں کی، جیسے سند المحدثین حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ اور قبلۂ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، اسی طرح بعض دیگر اکابر امت کی کوئی تحریر ثبوتِ تکفیر میں پیش نہیں کی جاسکتی، اس کے متعلق گذارش ہے کہ تکفیر نہ کرنے والے حضرات میں بعض حضرات تو وہ ہیں جن کے زمانے مین علماء دیوبند کی عبارات کفریہ (جن میں التزام کفر متیقن ہو) موجود ہی نہ تھیں، جیسے مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری رحمۃ اللہ علیہ ا، یسی صورت میں تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

، اور بعض وہ حضرات ہیں جن کے زمانے میں اگرچہ وہ عبارات شائع ہو چکی تھیں، مگر ان کی نظر سے نہیں گزریں، اس لئے انہوں نے تکفیر نہیں فرمائی، ہمارے مخالفین میں سے آج تک کوئی شخص اس امر کا ثبوت پیش نہیں کر سکا کہ فلاں مسلّم بین الفریقین بزرگ کے سامنے علماء دیوبند کی عبارات متنازعہ فیہا پیش کی گئیں اور انہوں نے ان کو صحیح قرار دیا، یا تکفیر سے سکوت فرمایا، علاوازیں یہ کہ جن اکابر امت مسلّم بین الفریقین کی عدم تکفیر کو اپنی برأت کی دلیل قرار دیا جا سکتا ہے، ممکن ہے کہ انہوں نے تکفیر فرمائی ہو اور منقول نہ ہوئی ہو، کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ کسی کی کہی ہوئی ہر بات منقول ہو جائے، لہذا تکفیر کے باوجود عدمِ نقل کے احتمال نے اس آخری سہارے کو بھی ختم کر دیا۔ وللہ الحمد۔

ایک تازہ شبہ کا جواب

ایک مہربان نے تازہ شبہ یہ پیش کیا ہے کہ کسی کو کافر کہنے سے ہمیں کے رکعت کا ثواب ملے گا، ہم خواہ مخواہ کسی کو کافر کیوں کہیں، توہین آمیز عبارات لکھنے والے مر گئے، اس دنیا سے رخصت ہو گئے، حدیث شریف میں وارد ہے اذکروا موتاکم بالخیر تم اپنے مردوں کو خیر کے ساتھ یاد کرو، پھر یہ بھی ممکن ہے کہ مرتے وقت انہوں نے توبہ کر لی ہو، حدیث شریف میں ہے انما الاعمال بالخواتیم اعمال کا مدار خاتمہ پر ہے، ہمیں کیا معلوم کہ ان کا خاتمہ کیسا ہوا، شاید ایمان پر ان کی موت واقع ہوئی ہو۔

اسکا جواب یہ ہے کہ کفر و اسلام میں امتیاز کرنا ضروریاتِ دین میں سے ہے، آپ کسی کافر کو عمر بھر کافر نہ کہیں، مگر جب ان کا کفر سامنے آجائے تو بر بنائے کفر اسے کافر نہ ماننا خود کفر میں مبتلا ہونا ہے، بے شک اپنے مردوں کو خیر سے یاد کرنا چاہیئے، مگر توہین کرنے والوں کو مومن اپنا

نہیں سمجھتا، نہ وہ واقع میں اپنے ہو سکتے ہیں اس لئے مضمونِ حدیث لوان سے دور کا تعلق بھی نہیں، ہم مانتے ہیں کہ خاتمہ پر اعمال کا دارومدار ہے، مگر یاد رکھیے، دمِ آخر کا حال اللہ تعالیٰ جانتا ہے، اور اس کا مآل بھی اس کی طرف مفوض ہے، احکام شرع ہمیشہ ظاہر پر مرتب ہوتے ہیں، اس لئے جب کسی شخص نے معاذ اللہ علانیہ التزام کفر کرلیا، تو وہ حکمِ شرعی کی رو سے قطعاً کافر ہے، تاوقتیکہ توبہ نہ کرے، اگر کوئی مسلمان ایسے شخص کو کافر نہیں سمجھتا تو کفر واسلام میں امتیاز نہیں کرتا، اور ظاہر ہے کہ کفر واسلام کو معاذ اللہ یکساں سمجھنا کفر قطعی ہے، لہذا کافر کو کافر نہ ماننے والا یقیناً کافر ہے، اور اگر بفرضِ محال ہم یہ تسلیم کریں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیں کرنے والوں کو کافر نہ کہنا چاہیئے، اس لئے کہ شاید انہوں نے توبہ کرلی ہو اور خاتمہ بالخیر ہو گیا ہو، تو اسی دلیل سے مرزائیوں کو کافر کہنے سے بھی ہمیں زبان روکنی پڑے گی، کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین سب کے حق میں یہ احتمال پایا جاتا ہے کہ شاید ان کا خاتمہ بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان پر مقدر فرما دیا ہو، تو ہم انہیں کس طرح کافر کہیں، لیکن ظاہر ہے کہ مرزائیوں کے بارے میں یہ احتمال کارآمد نہیں، تو گستاخانِ نبوت کے حق میں کیونکر مفید ہو سکتا ہے۔

ایک ضروری تنبیہ

بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ توہین آمیز عبارات پر تو سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں، اور بسا اوقات مجبور ہو کر اقرار کر لیتے ہیں کہ واقعی ان عبارات میں حضور صلی اللہ علیہ وسم کی توہین ہے، لیکن جب ان عبارات کے قائلین کا سوال سامنے آتا ہے تو ساکت اور متامل ہو جاتے ہیں، اور اپنی استادی شاگردی، پیری مریدی یا رشتہ داری و دیگر تعلقات دنیوی خصوصاً کاروباری تجارتی نفع ونقصان کے پیش نظر ان کو چھوڑنا، ان کے کفر کا اقرار کرنا ہرگز گوارا نہیں کرتے، ان کی

خدمت میں مخلصانہ گذارش ہے کہ وہ قرآن مجید کی حسب ذیل آیتوں کو ٹھنڈے دل سے ملاحظہ فرمائیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

یا یھا الذین ا منوا لا تتخذوا اباء کم و اخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان و من یتو لھم منکم فاو لئك ھم الظلمون۔ قل ان کان اباؤ کم و ابناؤ کم و اخوانکم و ازواجکم و عشیر تکم و اموال ن اقتر فتمو ھا تجارۃ تخشون کسا د ھا و مساکن تر ضو نھا احبّ الیکم من اللّٰه و رسوله فی سبیله فتر بصوا حتی یاتی اللّٰه بامره واللّٰه لا یھدی القوم الفا سقین۔ (سورہ التوبہ، آیت ۲۳،۲۴)

(ترجمہ) اے ایمان والو! اگر تمہارے باپ اور بھائی ایمان کے مقابلے میں کفر کو عزیز رکھیں تو ان کو اپنا رفیق نہ بناؤ، اور جو تم میں سے ایسے باپ بھائیوں کے ساتھ دوستی کا برتاؤ رکھے گا تو یہی لوگ ہیں جو خدا کے نزدیک ظالم ہیں، اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ مسلمانوں سے فرما دیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبہ دار اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا تم کو اندیشہ ہو، اور مکانات جن میں رہنے کو تم پسند ہو، اگر یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے سے تم کو زیادہ عزیز ہوں تو ذرا صبر کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنے حکم کو لے آئے، اور اللہ تعالیٰ نافرمانوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

ان دونوں آیتوں کا مطلب واضح ہے کہ عقیدے اور ایمان کے معاملے میں اور نیکی کے

کاموں میں بسا اوقات خویش و اقارب کنبہ اور برادری، محبت اور دوستی کے تعلقات حائل ہو جایا کرتے ہیں، اس لئے ارشاد فرمایا کہ جن لوگوں کو ایمان سے زیادہ کفر عزیز ہے ایک مومن انہیں کس طرح عزیز رکھ سکتا ہے، مسلمان کی شان نہیں کہ ایسے لوگوں سے رفاقت اور دوستی کا دم بھرے ، خدا اور رسول کے دشمنوں سے تعلقات استوار کرنا یقیناً گنہ گار بننا اور اپنی جانوں پر ظلم کرنا ہے، جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ الحق سے اگر یہ خیال مانع ہو کہ کنبہ اور برادری چھوٹ جائے گی، استادی شاگردی یا دنیاوی تعلقات میں خلل واقع ہوگا، اموال تلف ہوں گے، یا تجارت میں نقصان ہوگا، راحت اور آرام کے مکانات سے نکل کر بے آرام ہونا پڑے گا، تو پھر ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے عذاب کے حکم کا منتظر رہنا چاہیئے، جو اس نفس پرستی، دنیا طلبی اور تن آسانی کی وجہ سے ان پر آنے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اُس واضح اور روشن ارشاد کو سننے کے بعد کوئی مومن کسی دشمن رسول سے ایک آن کے لئے بھی اپنا تعلق برقرار نہیں رکھ سکتا، نہ اس کے دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والوں کے کافر ہونے کے متعلق کوئی شک باقی رہ سکتا ہے۔

حرفِ آخر

دیوبندی مبلغین و مناظرین اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم خیال علماء کی بعض عبارات بزعم خود قابلِ اعتراض قرار دے کر پیش کیا کرتے ہیں۔

اس کے متعلق سر دست اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اگر فی الواقع علماء اہل سنت کی کتابوں میں کوئی توہین آمیز عبارت ہوتی تو علماء دیوبند پر فرض تھا کہ وہ ان علماء کی تکفیر کرتے جیسا

کہ علماء اہل سنت نے علماء دیوبند کی عبارات کفریہ کی وجہ سے تکفیر فرمائی، لیکن امر واقع یہ ہے کہ دیوبندیوں کا کوئی عالم آج تک اعلیٰ حضرت یا ان کے ہم خیال علماء کی کسی عبارت کی وجہ سے تکفیر نہ کرسکا، نہ کسی شرعی قباحت کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز قرار دے سکا، دیکھئے دیوبندیوں کی کتاب ''قصص الاکابر'' ملفوظات مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، شائع کردہ کتب خانہ اشرفیہ دہلی، ص ۹۹، ۱۰۰ پر ہے۔

> ''ایک شخص نے پوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ فرمایا (حضرت حکیم الامت مدظلہ العالی نے) ہاں ہم ان کو کافر نہیں کہتے''۔

اس کے چند سطر بعد مرقوم ہے:

> ''ہم بریلی والوں کو اہل ہوا کہتے ہیں، اہل ہوا کافر نہیں''

اس سلسلہ میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا ایک اور مزیدار ملفوظ ملاحظہ فرمائیے، ''الافاضات الیومیہ'' جلد پنجم، مطبوعہ اشرف المطابع، تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر) ص ۲۲۰ پر ملفوظ نمبر ۲۲۵ میں مرقوم ہے:

> ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ دیوبند کا بڑا جلسہ ہوا تھا اس میں ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے، میں نے کہا ہماری طرف سے کوئی جنگ نہیں، وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں، ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے تو ان کو آمادہ کرو (مزاحاً فرمایا کہ ان سے کہو کہ آ، مادہ! نر آ گیا) ہم سے کیا کہتے ہو۔

اس عبارت سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ علماء اہل سنت (جنہیں بریلوی کہا جاتا ہے) دیوبندیوں کے نزدیک مسلمان ہیں، اور ان کا دامن ہر قسم کے کفر وشرک سے پاک ہے، حتیٰ کہ دیوبندیوں کی نماز ان کے پیچھے جائز ہے، عبارت منقولہ بالا سے جہاں اصل مسئلہ ثابت ہوا، وہاں علماء دیوبند کے مجدد اعظم، حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب کی تہذیب اور مخصوص ذہنیت کا نقشہ بھی سامنے آگیا، جس کا آئینہ دار مولوی اشرف علی صاحب کے ملفوظ شریف کا یہ جملہ ہے کہ ''ان (بریلویوں) سے کہو کہ آ: مادہ: نر آگیا''۔

دیوبندی حضرات کو چاہیئے کہ اس جملہ کو بار بار پڑھیں اور اپنے عارف ملت وحکیم امت کے ذوقِ حکمت ومعرفت سے کیف اندوز ہوکر اس کی داد دیں۔

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ملفوظ منقول الصدور سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ بعض اعمال وعقائد مختلف فیہا کی بناء پر مفتیانِ دیوبند کا اہل سنت (بریلویوں) کو کافر ومشرک قرار دینا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو ناجائز یا مکروہ کہنا قطعاً غلط، باطل محض اور بلا دلیل ہے، صرف بغض وعناد اور تعصب کی وجہ سے انہیں کافر ومشرک کہا جاتا ہے، ورنہ درحقیقت اہل سنت (بریلوی) حضرات کے عقائد واعمال میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی، جس کی بناء پر انہیں کافر ومشرک قرار دیا جاسکے، یا ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ کہا جاسکے۔

ہمیں امید ہے کہ یہ چند امور جو ہم نے پہلے بیان کیۓ ہیں، ان شاء اللہ العزیز آئندہ چل کر ہمارے ناظرین کے لئے مشعل راہ ثابت ہوں گے۔

اب آئندہ صفحات میں دیوبندی حضرات اور اہل سنت کا مسلک ملاحظہ فرما کر حق و باطل میں امتیاز کیجیئے۔

سیّد احمد سعید کاظمی غفرلہٗ۔ ۱۵/اکتوبر ۱۹۵۷ء

۱۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی حضرات کے مقتداء مولوی رشید احمد صاحب گنگوهی کے شاگرد رشید مولوی حسین علی صاحب، ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی اور ان کے شاگرد و بعض دیگر علماء دیوبند کے نزدیک اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے کاموں کا علم پہلے سے نہیں ہوتا بلکہ بندوں کے کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کو ان کے کاموں کا علم ہوتا ہے، دیکھئے مولوی حسین علی صاحب اپنی تفسیر بلغۃ الحیران [۱]، مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور باراوّل، صفحہ ۱۵۷، ۱۵۸ پر ارقام فرماتے ہیں۔

> ”اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں، اور اللہ کو پہلے اس سے کوئی علم بھی نہیں کہ کیا کریں گے بلکہ اللہ کو ان کے کرنے کے بعد معلوم ہوگا، اور آیات قرآنیہ جیسا کہ ولیعلم الذین وغیرہ بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں“۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک علم الٰہی کا منکر خارج از اسلام ہے، دیکھئے شرح فقہ اکبر، صفحہ ۲۰۱

”من اعتقد ان اللہ لا یعلم الا شیئا قبل وقوعها فهو کافر ان عد قائله من اهل البدعته“

---

[۱] اس تفسیر کے صفحہ ۴ پر آخری سطر یہ ہے، ملاحظہ فرمائیے۔

”یہ تقریریں جو آگے آتی ہیں حضرت صاحب (مولوی حسین علی) نے غلام خاں سے قلم بند کروائی ہیں اور بذات خود ان پر نظر فرمائی ہے۔

(بلغۃ الحیران، مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور باراول، صفحہ ۴)

(ترجمہ) ”جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو اس کے واقع ہونے سے پہلے نہیں جانتا وہ کافر ہے اگرچہ اس کا قائل اہل بدعت سے شمار کیا گیا ہو“

آیہ کریمہ ولیعلم الذین اور اس قسم کی دیگر آیات واحادیث میں مجاہدین وغیر مجاہدین اور مومنین ومنافقین کا امتیاز باہمی مراد ہے اور معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے منافقین کو مومنین سے اور غیر مجاہدین کو مجاہدین سے ابھی تک جدا نہیں کیا آئندہ (علم الٰہی کے مطابق) انہیں الگ کر دیا جائے گا، یہاں ”علم“ سے ”تمیز“ مراد ہے، ”فلیعلمن اللّٰہ“ بمنزلہ ”فلیمیز اللّٰہ“ کے ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے قول ”لیمیز اللّٰہ الخبیث من الطیب“ میں خبیث کا طیّب سے جدا ہونا منصوص ہے ایسے ہی ان آیات میں (جنہیں مولوی حسین علی نے نفی علم الٰہی کی دلیل سمجھا) مومنین و منافقین اور مجاہدین وغیر مجاہدین کا ایک دوسرے سے الگ ہونا مذکور ہے، دیکھئے بخاری شریف، جلد ثانی، صفحہ ۷۰۳ پر مرقوم ہے فلیعلمن اللّٰہ علم اللّٰہ ذٰلك انما ھی بمنزلۃ فلیمیز اللّٰہ کقولہ لیمیز اللّٰہ الخبیث۔ انتھٰی

یہ مطلب ہرگز نہیں کہ معاذ اللہ خدائے علیم وخبیر کو ان کا علم نہیں اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کو جانتا ہے۔[1]

---

[1] اس مقام پر یہ کہنا کہ اس عبارت میں مولوی حسین علی صاحب نے اپنا مذہب بیان نہیں کیا بلکہ معتزلہ کا مذہب نقل کیا ہے، انتہائی مضحکہ خیز ہے، اس لئے کہ جب مولوی صاحب مذکور نے قرآن وحدیث کو اس مذہب پر منطبق مانا تو اس کی حقانیت کو تسلیم کر لیا خواہ وہ معتزلہ کا مذہب ہو، اگر دوسرے کا قرآن وحدیث جس پر منطبق ہے اس کا انکار کیونکر ہو سکتا ہے۔

۲۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند اللہ تعالیٰ کے حق میں کذب کے قائل ہیں، دیکھئے ضمیمہ براہین قاطعہ، مطبوعہ ساڈھورہ، صفحہ ۲۷۴۔

”الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحتِ قدرت باری تعالیٰ ہے“

اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوھی فتاویٰ رشیدیہ، جلد اوّل، صفحہ ۱۹ پر تحریر فرماتے ہیں۔

”پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام وصوفیائے کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحتِ قدرتِ باری تعالیٰ ہے“۔ اھ۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کہتے ہیں کہ کذب کے تحت قدرتِ باری تعالیٰ ہونے سے بندوں کے جھوٹ کی تخلیق اور اس کے باقی رکھنے یا نہ رکھنے پر قدرتِ خداوندی کا ہونا مراد ہے یا یہ مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود صفتِ کذب سے متصف ہو سکتا ہے، اگر پہلی شق مراد ہے تو آج تک کسی سُنی نے اختلاف نہیں کیا، پھر یہ کہنا کہ امکانِ کذب کے مسئلہ میں شروع سے اختلاف رہا ہے [۱] باطل محض اور جہالت وضلالت ہے اور اگر دوسری شق مراد ہو تو اس سے بڑھ کر شانِ الوہیت میں کیا گستاخی ہو سکتی ہے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کے متصف بالکذب ہونے کو ممکن قرار دیا جائے، اہل سنت کے نزدیک ایسا عقیدہ کفر خالص ہے۔ اعاذنا اللہ منہا۔

---

[۱] براہین قاطعہ، صفحہ ۲ ”امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدماء میں اختلاف ہوا ہے۔

۳۔ دیوبندیوں کا مذہب

کبراء علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ قرآن کریم نے کفار کو اپنی فصاحت و بلاغت سے عاجز نہیں کیا تھا اور فصاحت و بلاغت سے عاجز کرنا علماء دیوبند کے نزدیک کوئی کمال بھی نہیں، چنانچہ مولوی حسین علی صاحب تلمیذ رشید مولوی رشید احمد گنگوھی اپنی کتاب "بلغة الحیران"، مطبوعہ حمایت اسلام پریس لاہور، طبع اوّل میں صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں:

> "یہ خیال کرنا چاہیئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت و بلاغت سے نہ تھا، کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا اور یہ کمال بھی نہیں"۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم نے یقیناً اپنی فصاحت و بلاغت سے کفار فصحاء عرب کو عاجز کیا تھا اور قرآن کی یہ شانِ اعجاز قیامت تک باقی رہے گی، جو شخص اس اعجاز قرآنی کا منکر ہے اور قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کو کمال نہیں سمجھتا وہ دشمنِ قرآن، ملحد و بے دین خارج از اسلام ہے۔

۴۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند کے نزدیک شیطان اور ملک الموت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے اور شیطان اور ملک الموت کے لئے محیط زمین کی وسعتِ علم دلیل شرعی سے ثابت ہے اور فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے، دیکھئے "براہین قاطعہ" مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی و مصدقہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی، مطبوعہ ساڈھورہ،

صفحہ ۵۱

''الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو ردّ کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے''۔

اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۲ پر ہے۔

''اعلیٰ علییّن میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں شیطان کے لئے محیط زمین کا علم ثابت کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے اس کی نفی کرنا بارگاہِ رسالت کی سخت توہین ہے۔

اہل سنت کے نزدیک شیطان و ملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن وحدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی، جو شخص نص کا دعویٰ کرتا ہے وہ قرآن وحدیث پر نہایت ہی ناپاک بہتان باندھتا ہے، اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو نصوص قطعیہ کے خلاف کہنا بھی قرآن و حدیث پر افتراء عظیم ہے، قرآن وحدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جس سے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کے حق میں محیطِ زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو، بلکہ قرآن وحدیث کے بے شمار نصوص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہر چیز کا علم ثابت ہے۔

اہل سنت کا مسلک ہے کہ کسی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم کی کمی ثابت کرنا حضور کی شانِ اقدس میں بدترین گستاخی ہے۔

۵۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی حضرات کا مذہب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ اپنی عاقبت کا علم ہے، نہ دیوار کے پیچھے حضور جانتے ہیں، اسی براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۱ پر ہے:

''خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں: واللہ لا ادری ما یفعل بی و لا بکم: اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مسلک یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اپنی ہی نہیں بلکہ تمام مومنین وکفار کی بھی عاقبت کا حال جانتے ہیں اور زمین وآسمان کا کوئی گوشہ نگاہِ رسالت سے مخفی نہیں۔

واللہ لا ادری والی حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اور دوسروں کے انجام کار سے لاعلم ہونے پر استدلال کرنا انتہائی مضحکہ خیز ہے، کیا قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے عسیٰ ان یبعثك ربك مقاماً محمودا، اور وللاخرة خیرٌ لك من الاولیٰ وارد نہیں ہوا، اور کیا مومنین کے حق میں لیدخل المومنین والمومنات جنتٍ

تجری من تحتھا الانہار خلدین فیھا، (الآیہ) قرآن مجید میں موجود نہیں؟ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ حضور کے علم کی نفی کس بنا پر کی جاتی ہے، حدیث لا ادری کے معنی صرف یہ ہیں کہ میں بغیر تعلیمِ خداوندی کے محض اٹکل سے نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا ہوگا، وہی حدیث جو بحوالہ روایت شیخ عبدالحق رحمتہ اللہ علیہ پیش کی گئی ہے اس کے متعلق پہلے تو یہ عرض ہے کہ شیخ عبدالحق صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اگر اس حدیث کو لکھا ہے تو وہ بطور نقل و حکایت کے تحریر فرمایا ہے، اس کو روایت کہنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے، پھر لطف یہ ہے کہ یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی اپنی کتاب ''مدارج النبوت'' (فارسی، جلد ا صفحہ ۷) میں اس روایت کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں ''جوابش آنست کہ ایں سخن اصلی ندارد و روایتی بداں صحیح نشدہ'' ایسی بے اصل روایتوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات علمی کا انکار کرنا اہل سنت کے نزدیک بدترین جہالت وضلالت ہے۔

٦۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی مولوی صاحبان کے مقتداء مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کو زید و عمر، بچوں، پاگلوں بلکہ تمام حیوانوں اور جانوروں کے علم سے تشبیہ دینا، ملاحظہ فرمایئے ''حفظ الایمان'' مصنفہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی، صفحہ ۸

> ''پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام کائنات کے علم سے ممتاز ہے اور اس قسم کی تشبیہ شانِ نبوت کی شدید ترین توہین و تنقیص ہے۔

۷۔ دیوبندیوں کا مذہب

حضرات علماء دیوبند کے نزدیک نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانا بیل اور گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر ہے، دیکھئے علماء دیوبند کی مسلّمہ و مصدقہ کتاب ''صراط مستقیم''، صفحہ ۸۶، مطبوعہ مجتبائی دہلی۔

> ''از وسوسۂ زنا خیال مجامعت زوجۂ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے مسلک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک تکمیل نماز کا موقوف علیہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کریمہ کو دل میں حاضر کرنا مقصدِ عبادت کے حصول کا ذریعہ اور وسیلۂ عظمیٰ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانے کو گائے بیل کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدتر کہنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ توہین شدید ہے جس کے تصور سے مومن کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، اہل سنت ایسا کہنے والے کو جہنمی اور ملعون تصور کرتے ہیں۔

۸۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبند کے مقتدر علماء کے نزدیک لفظ ''رحمتہ للعلمین'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت خاصہ نہیں، فتاویٰ رشیدیہ، حصہ دوم، صفحہ ۹ پر تحریر ہے۔

''سوال۔ لفظ رحمتہ للعالمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

جواب۔ لفظ رحمتہ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک رحمتہ للعلمین خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصفِ جمیل ہے، اس میں دوسرے کو شریک کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو گھٹانا ہے۔

۹۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند کے نزدیک قرآن کریم میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی مراد لینا عوام کا خیال ہے۔ ملاحظہ فرمائیے، تحذیر الناس، صفحہ ۳، مصنفہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند۔

''بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد

اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں جو لفظ خاتم النبیین وارد ہوا ہے، اس کے معنی منقول متواتر ''آخر النبیین'' ہی ہیں، جو شخص اس کو عوام کا خیال قرار دیتا ہے، وہ قرآن کریم کے معنی منقول متواتر کا منکر ہے۔

۱۰، دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی حضرات کا مذہب یہ ہے کہ اگر بالفرض زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی حضور کی خاتمیت میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ دیکھئے اسی تحذیر الناس کے صفحہ ۲۸ پر مرقوم ہے۔

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اگر بالفرضِ محال بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی

پیدا ہو تو خاتمیتِ محمدی میں ضرور فرق آئے گا جیسا کہ بفرضِ محال دوسرا الٰہ پایا جائے تو اللہ تعالیٰ کی توحید میں ضرور فرق آئے گا، جو شخص اس فرق کا منکر ہے وہ نہ توحید باری کو سمجھا، نہ ختم نبوت پر ایمان لایا۔

۱۱۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی علماء کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُردو زبان کا علم اس وقت حاصل ہوا جب حضور کا معاملہ علماء دیوبند سے ہوگیا، اس سے پہلے حضور اُردو نہ جانتے تھے، دیکھئے براہین قاطعہ میں مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی صفحہ ۲۶ پر لکھتے ہیں۔

> ''مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھ کر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اُردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی، سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوّل امر سے ہر زبان کے عالم ہیں، جو شخص حضور کے لئے کسی زبان کے علم کو اس اہل زبان سے معاملہ ہونے کے بعد ثابت کرے اور اس کا مسلک یہ ہو کہ حضور کو یہ زبان اس وقت آگئی جب اس زبان والوں سے

حضور کا معاملہ ہوا، یعنی اس سے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زبان کے عالم نہ تھے، وہ شخص کمالاتِ رسالت کو مجروح کررہا ہے۔

۱۲۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی حضرات کو ایسی خوابیں نظر آتی ہیں جن میں وہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گرتا ہوا دیکھتے ہیں اور پھر حضور کو گرنے سے روکتے اور بچاتے ہیں، دلیل کے طور پر مولوی حسین علی صاحب شاگرد مولوی رشید احمد صاحب گنگوھی کا ارشاد بلغۃ الحیر ان صفحہ ۸ پر دیکھئے۔

"و رائیت انه یسقط فا مسکته و اعصمته من السقوط"

ترجمہ۔ (اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور گر رہے ہیں، تو میں نے حضور کو روکا اور گرنے سے بچالیا)

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مسلک ہے کہ ذات جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ کر حضور کے علاوہ کوئی دوسری چیز مراد نہیں لی جاسکتی، جس نے حضور کو دیکھا اس نے لاریب حضور ہی کو دیکھا، ایسی صورت میں جو شخص یہ کہے کہ (معاذ اللہ) میں نے حضور کو گرتا ہوا دیکھ کر حضور کو گرنے سے بچالیا وہ بارگاہِ رسالت میں دریدہ دہن نہایت گستاخ ہے۔

۱۳۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند کے مقتداء مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نہ صرف خواب بلکہ بیداری کی حالت میں بھی لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی پڑھنے کو اپنے متبع سنت ہونے کا اشارہ غیبی قرار دے کر پڑھنے والے کی حوصلہ افزائی فرمائی، دیکھئے روئداد مناظرہ (شہر) گیا (ضلع صوبہ بہار. بھارت) ماہنامہ الفرقان، جلد ۳ ،شمارہ نمبر ۱۲ کے صفحہ ۸۵ پر دیوبندی حضرات کے مایہ ناز مناظر مولوی منظور احمد سنبھلی نعمانی تحریر فرماتے ہیں۔

’’یہ پنجاب کے رہنے والے ہیں، انہوں نے مولانا تھانوی کو ایک طویل خط لکھا ہے، اخیر میں اپنے خواب کا واقعہ ان الفاظ میں لکھتے ہیں، کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں، اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی، کلمہ شریف کے پڑھنے میں، اس کو صحیح پڑھنا چاہیئے، اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں، دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے، دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی، زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے

اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی، اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسّی تھی اور اثر ناطاقتی بدستور تھا، لیکن جب حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے، بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی، حالانکہ اب خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں، مجبور ہوں، زبان اپنے قابو میں نہیں"۔

اس خط میں جو لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی پڑھنے کا واقعہ لکھا ہوا ہے، اس کے جواب میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے جو عبارت لکھی وہ ہم اسی "روئدادِ مناظرہ گیا" سے نقل کرتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے "روئداد مناظرہ گیا" صفحہ ۸۷ "اس واقعہ میں تسلّی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہٖ تعالیٰ متبع سنت ہے"۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی کے خبیث اور ناپاک الفاظ کلماتِ کفریہ ہیں، خواب یا بیداری میں یہ الفاظ پڑھنا، پڑھنے والے کے مغضوبِ الٰہی ہونے کی دلیل ہے، جو شخص بے اختیار ان کو ادا کرتا ہے وہ غلبۂ شیطانی سے مغلوب ہو کر بے اختیار ہوا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف اس سلبِ اختیار کی

نسبت کرنا اور یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے اشرف علی تھانوی کے متبع سنت ہونے کی طرف اشارہ کرنے کے لئے اس کے اختیار کو سلب کر لیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کلماتِ کفریہ اس کی زبان پر جاری کرائے گئے تھے، مزید غضب الٰہی اور عذابِ خداوندی کا موجب ہے۔ سبحانک ہذا بہتان عظیم۔

اہل سنت کے نزدیک حالتِ مذکورہ اغوا اور اضلالِ شیطان سے ہے، جس سے توبہ کرنا فرض ہے، اگر خدانخواستہ قائل ایسی حالت میں توبہ سے پہلے مر جائے تو ناری اور جہنمی قرار پائے۔

۱۴۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی علماء کے پیشواء مولوی حسین علی صاحب ساکن واں بھچراں ضلع میانوالی کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بغیر عدت گزارے نکاح کر لیا، بلغتہ الحیران، صفحہ ۲۶۷ پر ہے۔

> ”اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدّت لازم نہ ہوگی، جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلعم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا“۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے مذہب میں یہ کہنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء ہے کہ حضور نے عدت گزرنے سے پہلے حضرت زینب سے نکاح کر لیا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام

نے ان کی عدت گزرنے سے پہلے پیغامِ نکاح تک نہیں بھیجا جیسا کہ مسلم شریف جلد اوّل صفحہ ۴۶۰ پر حدیث وارد ہے:

> "لما انقضت عدة زينب قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزيد فاذكرها علی الحديث"

یعنی جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی عدت پوری ہوگئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید سے فرمایا کہ تم زینب کو میری طرف سے نکاح کا پیغام دو، لہذا جو شخص حضور پر یہ افتراء کرتا ہے وہ بارگاہِ رسالت کا سخت ترین دشمن اور بدترین گستاخ ہے۔

۱۵۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی علماء کے مذہب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیئے، تقویت الایمان کے صفحہ نمبر ۳۳ پر ہے۔

> "سب انسان آپس میں بھائی ہیں، جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے، سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے"۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے مذہب میں جس طرح تمام حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں کے روحانی باپ ہیں اسی طرح حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنی امت کے روحانی باپ ہیں، اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کو امہات المومنین فرمایا، لہذا حضرات انبیاء علیہم السلام بالخصوص حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و

تکریم ان کی نبوت و رسالت اور ابوۃ روحانیہ کے موافق کی جائے گی، بڑے بھائی کی طرح ان کی تعظیم کرنا، ان کی شان کو گھٹانا اور ان کے حق میں بدترین قسم کی توہین و تنقیص کا مرتکب ہونا ہے۔

۱۶۔ دیوبندیوں کا مذہب

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی مصنف تقویت الایمان کا عقیدہ ہے کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مر کر مٹی میں مل گئے، ملاحظہ فرمائیے تقویت الایمان صفحہ ۳۴ پر مرقوم ہے ”یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں“۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک انبیاء علیہم السلام باوجودِ موت عادی طاری ہونے کے حیاتِ حقیقی کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں اور ان کے اجسامِ کریمہ صحیح و سالم رہتے ہیں، حدیث شریف میں وارد ہے۔ ”ان اللہ حرم علی الارض ان تا کل اجساد الانبیاء فنبی حی یرزق“ (مشکوۃ، جلد اوّل صفحہ ۱۲۱)، لہذا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ اعتقاد رکھنا کہ معاذ اللہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے صریح گمراہی ہے اور حضور کی طرف منسوب کر کے یہ کہنا کہ معاذ اللہ میں بھی مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء محض اور شانِ اقدس میں توہین صریح ہے (العیاذ باللہ)

۱۷۔ دیوبندیوں کا مذہب

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے نزدیک جس طرح حضور نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم متصف بحیات بالذات ہیں بالکل اسی طرح معاذ اللہ دجال بھی متصف بحیات بالذات ہے اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ سوتی تھی دل نہیں سوتا تھا اسی طرح دجال کی بھی آنکھ سوتی ہے دل نہیں سوتا ، ملاحظہ فرمایئے مولوی صاحب مذکور اپنی کتاب آبِ حیات، مطبع قدیمی واقع دہلی صفحہ ۱۶۹ پر لکھتے ہیں:

> ”چنانچہ آنحضرت صلعم کا کلام اس ہیچمدان کی تصدیق کرتا ہے، فرماتے ہیں تنام عینای ولا ینام قلبی او کما قال لیکن اس قیاس پر دجال کا حال بھی یہی ہونا چاہیئے ، اس لئے جیسے اللہ رسول صلعم بوجہ منشائیت ارواح مومنین جس کی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہیں ، متصف بحیات بالذات ہوئے ایسے ہی دجال بھی بوجہ منشائیت ارواح کفار جس کی طرف ہم اشارہ کر چکے ہیں متصف بحیات بالذات ہوگا اور اس وجہ سے اس کی حیات قابل انفکاک نہ ہوگی ، اور موت ونوم میں استتار ہوگا انقطاع نہ ہوگا اور شاید یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ابن صیاد جس کے دجال ہونے کا صحابہ کو ایسا یقین تھا کہ قسم کھا بیٹھتے تھے ، اپنی نوم کا وہی حال بیان کرتا ہے جو رسول اللہ صلعم نے اپنی نسبت ارشاد فرمایا یعنی بشہادت احادیث وہ بھی یہی کہتا تھا کہ تنام عینای ولا ینام قلبی“ ۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا متصف بحیات بالذات ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا کمال ہے جو حضور کے سوا کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہے چہ جائیکہ دجال لعین کے لئے ثابت ہو ، اہل سنت تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات کے قائل ہیں مگر

بالذات حیات سے موصوف ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی شان ہے، اسی طرح آنکھ کا سونا اور دل کا نہ سونا بھی ایسی صفت ہے جو انبیاء علیہم السلام کے سوا کسی دوسرے کے لئے کسی دلیل شرعی سے ثابت نہیں، چہ جائیکہ قولِ دجال کو دلیل شرعی سمجھ کر اس کے لئے بھی یہ وصفِ نبوت ثابت کر دیا جائے۔

اہل سنت کے مسلک میں اسلام حیات اور موت کفر ہے اس لئے دجال کو اگر منشاء ارواحِ کفار مانا جائے تو وہ منبعِ کفر ہونے کی وجہ سے متصفِ ممات بالذات ہوگا، نہ متصفِ بحیاتِ بالذات۔ الحاصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی اوصاف دجال کے لئے ثابت کرنا معاذ اللہ تنقیصِ شانِ نبوت ہے۔

۱۸۔ دیوبندیوں کا مذہب

مقتداء علماء دیوبند مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی عبارات میں مقربین بارگاہِ ایزدی کی شان میں دریدہ دہنی اور بیباکی سے اشد ترین توہین و تنقیص کے چند نمونے۔

۱۔ تقویت الایمان میں مولوی اسماعیل صاحب دہلوی نے صفحہ ۹ پر لکھا:

"اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر"۔

۲۔ تقویت الایمان کے صفحہ ۱۰ پر تحریر کیا:

"ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہیئے کہ اپنے ہر کاموں پر اسی کو پکاریں، اور کسی سے ہم کو کیا کام، جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا، تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر"۔

۳۔ تقویت الایمان صفحہ ۱۶ پر تحریر ہے:

''اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے، تو وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں''۔

۴۔ تقویت الایمان کے صفحہ ۱۶ پر لکھتے ہیں:

''اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن اور فرشتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے''۔

۵۔ تقویت الایمان کے صفحہ ۲۲ پر ہے:

''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں''۔

۶۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۲ پر ہے: (نسخہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ ۵۸)

''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔

اہل سنت کا مذہب

۱۔ اہل سنت کے نزدیک اللہ کے سوا کسی کو نہ ماننا یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف اللہ پر ایمان لانا چاہیئے اور کسی پر ایمان لانا جائز نہیں، کفرِ خالص ہے، دیکھئے تمام امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جب تک اللہ، ملائکہ، آسمانی کتابوں، اللہ کے تمام رسولوں، یومِ آخرت اور خیر و شر کے منجانب اللہ مقدر ہونے اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان نہ لائے، اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔

۲۔ ہر سنی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے تمام کاموں میں متصرف حقیقی صرف اللہ

تعالیٰ ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نبیوں، رسولوں اور اس کے مقرب بندوں سے ہمارا کوئی کام ہی نہ ہو، کتاب وسنت میں بے شمار نصوص وارد ہیں، جن کا مفاد یہ ہے کہ ہمیں اپنے کاموں میں محبوبانِ خداوندی کی طرف رجوع کرنا چاہیئے، دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو انھم اذظلموا انفسھم جاؤك، الآیہ، کاش وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا آپ کے پاس آجاتے، دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون، الآیہ، اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت کرلو، دیکھئے ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں سے ہمارا کام وابستہ فرمایا ہے یا نہیں؟

اس عبارت میں جو تمام ماسویٰ اللہ کو چوہڑے چمار سے تعبیر کیا گیا ہے، اہل سنت کے نزدیک یہ مقربین بارگاہ ایزدی کی شان میں بدترین گستاخی ہے، نعوذ باللہ من ذالک۔

۳۔ اہل سنت کے نزدیک انبیاء کرام یا ملائکہ مقربین پر خوف وخشیت الٰہی کا طاری ہونا تو حق ہے مگر انہیں بے حواس کہنا ان کی شان میں بے باکی اور گستاخی ہے، العیاذ باللہ۔

۴۔ اہل سنت کے نزدیک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ونظیر کے پیدا کرنے سے قدرت ومشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال عقلی ہے، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش میں تمام انبیاء سے حقیقتاً اول ہیں اور بعثت میں تمام انبیاء سے آخر اور خاتم النبین ہیں، ظاہر ہے کہ جس طرح اول حقیقی میں تعدد محال بالذات ہے، اسی طرح خاتم النبین میں بھی تعددِ ممتنع لذاتہ ہے اور اس بنا پر قدرت ومشیت خداوندی کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا، بلکہ اسی امر محال کا قبیح ومذموم ہونا ثابت ہوتا ہے کہ وہ اس بات کی صلاحیت ہی نہیں رکھتا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ومشیت اس سے متعلق ہوسکے۔

۵۔ اہل سنت کا مذہب ہے کہ مِلک و اختیار بالاستقلال تو خاصہ خداوندی ہے اور مِلک واختیار ذاتی کسی فردِ مخلوق کے لئے ثابت نہیں، لیکن اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا اختیار اور اس کی عطا کی ہوئی مِلک عام انسانوں کے لئے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے، اور یہ ایسی روشن اور بدیہی بات ہے کہ جس کے تسلیم کرنے میں کوئی مخبوط الحواس بھی تامل نہیں کرسکتا، چہ جائیکہ سمجھدار آدمی اس کا انکار کرے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے مالک ومختار نہیں، شانِ اقدس میں صریح توہین ہے اور ان تمام نصوص شرعیہ اور ادلہ قطعیہ کے قطعاً خلاف ہے، جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی مِلک اور اختیار ثابت ہوتا ہے۔

۶۔ اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ مقربین بارگاہ ایزدی عبودیت کے اس بلند مقام پر ہوتے ہیں کہ ان کی ذواتِ قدسیہ مظہر صفات ربانی ہو جاتے ہیں اور بمقتضائے حدیث قدسی بی یسمع و بی یبصر ان کا دیکھنا، سننا، چلنا پھرنا ارادہ ومشیت سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے، وہ میدانِ تسلیم ورضا کے مرد ہوتے ہیں، ان کا چاہنا اللہ کا چاہنا اور ان کا ارادہ اللہ کا ارادہ ہوتا ہے، ایسی صورت میں حضور سید المقربین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ کہنا کہ ”رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا“ عظمتِ شانِ رسالت کے منافی ہے، بلکہ مقامِ نبوت کی توہین وتنقیص ہے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفاتِ الٰہیہ کا مظہرِ اتم ہیں اور ان کی مشیت مشیتِ ایزدی کا ظہور ہے، تو اس کا پورا نہ ہونا معاذ اللہ مشیتِ خداوندی کی ناکامی ہو گی، یہی توہینِ نبوت اور کفر، خالص ہے اور کمالات انبیاء علیہم السلام کی تنقیص اسی لئے کفر ہے کہ کمالاتِ نبوت قطعاً صفاتِ الٰہیہ کا ظہور ہوتے ہیں۔

۱۹۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی حضرات کے مذہب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بشر کی سی کی جائے بلکہ اس میں بھی اختصار کیا جائے، تقویت الایمان صفحہ ۲۵ پر لکھا ہے:

"یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو، سو اس میں بھی اختصار ہی کرو"۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک ہر بزرگ کی تعریف اس کی شان اور مرتبہ کے لائق کی جائے گی کہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف بشر کی سی ہونا تو درکنار ملائکہ مقربین سے بھی زیادہ ہوگی، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ سلم کا مرتبہ ان سے بلند و بالا ہے۔

۲۰۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی علماء کے مذہب میں انبیاء رسل ملائکہ معاذ اللہ سب ناکارے ہیں، تقویت الایمان صفحہ ۱۵، ۱۶ پر لکھ دیا۔

"اللہ جیسے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجئے"۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک محبوبانِ خداوندی انبیاء کرام رسل و ملائکہ عظام کے حق میں لفظ ''ناکارہ'' بولنا ان کی شان میں بیہودہ گوئی اور دریدہ دہنی ہے، نعوذ باللہ من ذالک۔

۲۱۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی بڑی مخلوق انبیاء و رسل کرام علیہم السلام کی شان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معاذ اللہ چوہڑے چمار سے بھی گری ہوئی ہے، تقویت الایمان کے صفحہ ۸ پر ہے۔

> ''اور یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا، وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے مذہب میں یہ عبارت حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سخت ترین توہین کا نمونہ ہے۔

ہر چھوٹی اور بڑی مخلوق کے الفاظ سے بڑی مخلوق کے معنی رسل کرام اور اولیاء عظام کا ہونا متعین ہو گیا ہے کیونکہ چھوٹی مخلوق کے لفظ سے چھوٹے مرتبہ کی کل مخلوقات عامہ اور ہر بڑی مخلوق کے لفظ سے بڑے مرتبہ کی کل خاص مخلوق کے معنی بغیر تاویل و تامل کے ہر شخص کی سمجھ میں آتے ہیں، ظاہر ہے کہ بڑے مرتبہ کی خاص مخلوق انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور اولیاء عظام ہی ہیں، اب انہیں بارگاہ خداوندی میں معاذ اللہ چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل کہنا جس قسم کی شدید توہین ہے محتاج تشریح نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے مقرب بندوں کو عِبادٌ مُکرَمُون اور کان عند اللہ وجیھا فرما کرانہیں اپنی بارگاہ میں بڑی عزت و بزرگی والا اور ذی وجاہت فرمایا ہے، نیز اپنے پاک بندوں کو منعم علیہم قرار دے کر اور ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم فرما کران کی شان بڑھائی ہے لیکن اس کے بالمقابل دیو بندی علماء خصوصاً صاحبِ تقویت الایمان نے انہیں چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل قرار دے کران کی توہین و تنقیص کی ہے، اہل سنت اس عبارت کو گندگی اور نجاست تصور کرتے ہیں اور ایسے عقیدہ کو کفرِ خالص سمجھتے ہیں۔ (اعاذنا اللہ منہ)

۲۲۔ دیوبندیوں کا مذہب

حضرات علماء دیوبند کے نزدیک معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک گنوار کی بات سن کر بے حواس ہو گئے، اسی تقویت الایمان کے صفحہ ۳۱ پر لکھا ہے۔

> ”سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے“۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے حواس تمام انسانوں کے حواس سے اقویٰ اور اعلیٰ ہیں، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ کہنا کہ حضور ایک گنوار کی بات سن کر بے حواس ہو گئے، سخت ترین توہین و تنقیص ہے بارگاہِ نبوت میں۔

۲۳۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیو بند کے مذہب میں فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا جائز ہے، مولوی حسین علی صاحب، ساکن واں بھچراں اپنی تفسیر بلغۃ الحیران کے صفحہ ۴۳ پر فرماتے ہیں:

"اور طاغوت کا معنی کلما عبد من دون اللہ فھو الطاغوت اس معنی بموجب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا"۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک فرشتوں اور رسولوں کو طاغوت کہنا ان کی سخت توہین ہے اور ملائکہ و رسل کرام کی توہین کرنے والا خارج از اسلام ہے۔

۲۴۔ دیو بندیوں کا مذہب

دیو بندی حضرات کا مذہب یہ ہے کہ صریح جھوٹ کی ہر قسم سے نبی کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے، مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیو بند اپنی کتاب تصفیۃ العقائد، مطبوعہ مجتبائی دہلی کے صفحہ ۲۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"۱۔ پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔

۲۔ بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شانِ نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے نہیں"۔ (تصفیۃ العقائد صفحہ ۲۸)

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہر قسم کے کذب و معاصی سے علی العموم معصوم ہیں اور ان کے حق میں کسی معصیت کا تصور یا کسی قسم کے دروغ صریح کو ان کے لئے ثابت کرنا عزت و ناموسِ رسالت پر بدترین حملہ ہے۔

۲۵۔ دیوبندیوں کا مذہب

حضرات اکابر دیوبند کے نزدیک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امت سے صرف علم میں ممتاز ہوتے ہیں، عملی امتیاز انہیں حاصل نہیں ہوتا، مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند اپنی کتاب تحذیر الناس میں صفحہ ۵ پر تحریر فرماتے ہیں۔

''انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔''

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے مذہب میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی امت سے جس طرح علم میں ممتاز ہوتے ہیں اسی طرح عمل میں بھی پوری امتیازی شان رکھتے ہیں، جو شخص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اس امتیاز کا منکر ہے وہ شانِ نبوت میں تخفیف کا مرتکب ہے۔

۲۶۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیو بند اللہ تعالیٰ کے چھوٹے بڑے سب بندوں کو بے خبر اور نادان کہتے ہیں، دیکھئے تقویت الایمان صفحہ ۳ پر لکھا ہے۔

''ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں

اور نادان''۔

اہل سنت کا مذہب

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بے خبر اور نادان کہنا بارگاہِ نبوت میں سخت دریدہ دہنی ہے اور ایسا کہنا بدترین جہالت اور گمراہی ہے۔

۲۷۔ دیوبندیوں کا مذہب

حضرات علماء دیوبند انبیاء علیہم السلام کو اپنی امتوں کا سردار کن معنوں میں مانتے ہیں، تقویت الایمان صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے۔

''جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سوان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو اپنی امت پر وہ سرداری حاصل ہے جو کسی مخلوق کے لئے ثابت کرنا توہینِ رسالت ہے۔

۲۸۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی حضرات کے نزدیک مفسرین جھوٹے ہیں، مولوی حسین علی صاحب شاگرد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی بلغۃ الحیران صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں۔

''ادخلوا الباب سجدًا باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے، جو کہ نزدیک

تھے، اور باقی تفسیروں کا کذب ہے"۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے عقیدہ میں تفسیروں کو کذب کہنے والا خود کذاب ہے۔

۲۹۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند کے نزدیک محمد بن عبدالوہاب اور اس کے مقتدی وہابیوں کے عقائد عمدہ تھے، فتاوی رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۱۱ پر ہے۔

"سوال۔ وہابی کون لوگ ہیں اور محمد بن عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا اور اہل نجد کے عقائد میں اور سنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

الجواب۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں، ان کے عقائد عمدہ تھے، اور مذہب ان کا حنبلی تھا، البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی، مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں، مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے، ان میں فساد آ گیا، اور عقائد سب کے متحد ہیں، اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوہی۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک محمد بن عبدالوہاب باغی، خارجی بے دین و گمراہ تھا، اس کے عقائد کو عمدہ کہنے والے اسی جیسے دشمنانِ دین ضال و مضل ہیں۔

۳۰۔ دیوبندیوں کا مذہب

مولوی رشید احمد صاحب گنگوھی پیشوائے علماء دیو بند کے نزدیک کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے، اس کے سب مسائل صحیح ہیں، اس کا رکھنا پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے، ملاحظہ فرمائیے، فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۱۳، ۱۱۴۔

> ''سوال۔ تقویت الایمان میں کوئی مسئلہ ایسا بھی ہے جو قابل عمل نہیں یا کل اس کے مسائل صحیح ہیں.......
>
> الجواب۔ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں......تمام تقویت الایمان پر عمل کرے۔''

اس ی طرح فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۲۰ پر ہے۔

> ''اور کتاب تقویت الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لا جواب ہے، استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ و احادیث سے ہیں، اس کا رکھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت مولوی اسماعیل صاحب دہلوی کی کتاب تقویت الایمان کو تمام انبیاء کرام و اولیاء عظام کی توہین و تنقیص کا مجموعہ قرار دیتے ہیں، درحقیقت یہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب 'التوحید' کا خلاصہ ہے۔ جس میں تمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کو کافر و مشرک کہا گیا ہے، اور دل کھول کر خدا کے مقدس اور محبوب بندوں کی شان میں گستاخیاں کی گئی ہیں۔

۳۱۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی علماء یا شیخ عبدالقادر کہنے والوں کو کافر، مرتد، ملعون، جہنمی کہتے ہیں، پھر جو شخص جان بوجھ کر انہیں ایسا نہ کہے، اس کو بھی ویسا ہی کافر، مرتد، ملعون، جہنمی اور زانی قرار دیتے ہیں اور ان کے نکاح کو باطل سمجھتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے فتویٰ مندرجہ بلغتہ الحیران صفحہ ۴۔

”یا شیخ عبدالقادر یا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام می گویند شرک و کفر است، فتویٰ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیم دیوبند بحوالہ پرچہ اخبار امرتسر ۱۴/۱ اکتوبر ۱۹۲۷ء۔

ان عقائد باطلہ پر مطلع ہو کر انہیں کافر، مرتد، ملعون، جہنمی نہ کہنے والا بھی ویسا ہی مرتد و کافر ہے، پھر اس کو جو ایسا نہ سمجھے وہ بھی ایسا ہی ہے، کوکب یمانی علیٰ اولاد الزوانی، کوکب یمانین علیٰ الجعلان والخراطین، توضیع المراد لمن تخبط فی الاستمداد، کالا کافر ان کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقائد رکھنے والے کالے کافر ہیں، ان کا نکاح کوئی نہیں، سب زانی ہیں“۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک صحت اعتقاد کے ساتھ یا شیخ عبدالقادر جیلانی اور اس قسم کے تمام الفاظِ نداء کہنا جائز ہیں، جو شخص کہنے والوں کو کافر، مرتد، ملعون، جہنمی اور زانی قرار دیتا ہے، وہ اکابر اولیاء امت کی شان میں گستاخی کر کے خود ملعون جہنمی اور زانی ہے۔

۳۲۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند کے نزدیک بزرگان دین کو اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اس کی مخلوق مان کر اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت تسلیم کر کے انہیں اپنا سفارشی سمجھنے والے اور ان کی نذر و نیاز کرنے والے (گویا صحابہ کرام سے لے کر آج تک کے تمام مسلمان، اولیاء، علماء مجتہدین، صالحین) سب کافر و مرتد اور ابو جہل کی طرح مشرک ہیں، تقویت الایمان صفحہ ۴ پر مرقوم ہے۔

> ''کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے، بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے، اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے، مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا، سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گویا کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک ایسے لوگوں کو کافر و مشرک کہنا خود کفر و شرک کے وبال میں مبتلا ہونا ہے، مقربین بارگاہِ خداوندی کے لئے مقید بالاذن تصرف طاقت و قدرت اور سفارش ثابت کرنا حق اور درست ہے اور اس کا انکار موجبِ ضلال باعث نکال ہے۔

۳۳۔ دیوبندیوں کا مذہب

اکابر علماء دیوبند کے حسب ذیل عقائد و مسائل مندرجہ ذیل عبارات و حوالہ جات منقولہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا عقیدہ رکھنا صریح شرک ہے۔

۲۔ عرس کا التزام کرے یا نہ کرے، بہر حال ناجائز ہے۔

۳۔ تاریخ معین پر قبروں پر جمع ہونا بغیر لغویات کے بھی گناہ ہے۔

۴۔ متبع سنت اور دیندار کو وہابی کہتے ہیں۔

۵۔ تیجہ وغیرہ ناجائز ہے، قرآن شریف وکلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھ کر ثواب پہنچانا اور چنے تقسیم کرنا سب ناجائز ہے۔

۶۔ چالیسواں اور گیارھویں بھی بدعت ہے۔

۷۔ کھانے یا شیرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا بدعت اور گمراہی ہے اور ایسا کرنے والے سب بدعتی اور گمراہ ہیں۔

"فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۴۱ پر ہے۔

۱۔ اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔ فقط

۲۔ عرس کا التزام کرے یا نہ کرے بدعت اور نادرست ہے۔

۳۔ تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماعِ کرنا گناہ ہے، خواہ اور لغویات ہوں یا نہ ہوں۔

۴۔ اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں۔

۵۔ نیز فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صفحہ ۱۰۱ پر ہے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ فی زمانہ رواج ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب اس روز یا دوسرے روز یا

تیسرے روز یا کسی اور روز جمع ہو کر مسجد یا کسی اور مکان میں قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور درود شریف پڑھ کر بلا تعین شمار ثواب اس پڑھے ہوئے کا متوفی کو بخشتے ہیں اور چنے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں تو اس طرح جمع ہونا اور قرآن مجید وغیرہ پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟ بینوا بالکتاب توجروا فی یوم الحساب مزین بمہر فرمائیں۔

الجواب: صورت مسئولہ کا یہ ہے کہ مجتمع ہونا عزیز و اقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ کے جمع ہو کر روز وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت و مکروہ ہے، شرع شریف میں اس کی کچھ اصل نہیں۔

۶۔ اسی طرح فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم ص ۹۲ پر ہے:

سوال: مرنے کے بعد چالیس روز تک روٹی ملا کو دینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب: چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے، ایسے ہی گیارھویں بھی بدعت ہے، بلا پابندی رسم قیود و ایصال ثواب مستحسن ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ رشید احمد گنگوھی

۷۔ اس کے علاوہ فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم ص ۱۵۰ پر ہے

مسئلہ: فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں؟

الجواب: فاتحہ کھانے یا شرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیئے

۔فقط رشید احمد

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت و جماعت کے عقائد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ باعلامِ خداوندی رسولوں کے لئے علم غیب حاصل ہونے کا عقیدہ عین ایمان ہے۔

۲۔ اہل سنت کے نزدیک بغیر وجوب التزام کے عقیدہ کے التزام کے ساتھ عرس کرنا جائز ہے اور بلا التزام بھی جائز ہے۔

۳۔ تاریخ معین پر مزارات اولیاء اللہ پر مسلمانوں کی حاضری اور بزرگوں کی روحانیت سے فیض حاصل کرنا اہل سنت کے عقائد کی رو سے نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے، بشرطیکہ وہاں فسق و فجور اور معصیت نہ ہو۔

۴۔ اہل سنت کے نزدیک محمد بن عبدالوہاب کے متبعین کو وہابی کہتے ہیں، جن کے عقائد کی رو سے صرف وہی لوگ مسلمان ہیں جو ان کے ہم مسلک اور ہم مشرب ہوں، باقی تمام مسلمانوں کو وہ کافر و مشرک اور مباح الدم کہتے ہیں۔

۵۔ اہل سنت کے نزدیک تیجہ وغیرہ اور قرآن شریف وکلمہ طیبہ و درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب ارواح مومنین کو پہنچانا اور چنے تقسیم کرنا سب جائز اور موجب رحمت و برکت ہے، بشرطیکہ یہ امور خلوصِ اعتقاد اور نیک نیتی سے کئے جائیں۔

۶، ۷۔ چالیسواں، گیارھویں شریف اور کھانے یا شیرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنا سب جائز اور باعثِ اجر و ثواب ہے، اور ایسا کرنے والے مسلمان صحیح العقیدہ اہل سنت و جماعت ہیں، ان کاموں کو بدعت قرار دینا اور ان کے کرنے والے سُنی مسلمان کو بدعتی کہنا سخت گناہ اور

بدعت وضلالت ہے۔

۳۴۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی صاحبان کے نزدیک بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمہ ہے، فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۷۴ پر ہے۔

”سوال۔ بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب۔ مکروہ تحریمہ ہے (فی درالمختار باب الامامتہ) واللہ تعالیٰ اعلم، بندہ رشید احمد گنگوھی عفی عنہ

اور اسی فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم کے صفحہ ۵۰، ۵۱ پر ہے۔

سوال۔ جمعہ کی نماز جامع مسجد میں باوجودیکہ امام بدعقیدہ ہے، پڑھے یا دوسری جگہ پڑھ لے۔

الجواب۔ جس کے عقیدے درست ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے“۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ عرس ومیلاد کرنے والوں اور کھانے یا شیرینی وغیرہ پر فاتحہ پڑھنے والوں اور گیارھویں کرنے والوں کو بدعتی کہنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمہ جاننا سخت گناہ اور بدترین قسم کی گمراہی ہے، اہل سنت کے نزدیک فی زمانہ عرس وفاتحہ کرنے والوں ہی کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے، ان کے مخالفین مذکورین کے پیچھے جائز نہیں۔

۳۵۔ دیوبندیوں کا مذہب

اکابر حضرات علماء دیوبند کے نزدیک کوئی مجلس میلاد اور کوئی عرس کسی حال میں درست نہیں، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۵۰ پر ارقام فرماتے ہیں۔

"مسئلہ۔ انعقاد مجلس میلاد بدوں قیام بروایت صحیحہ درست ہے یا نہیں؟ بینوا وتوجروا۔ رقمیہ نیاز محمد، امتیاز علی طالب علم مدرسہ قصبہ سہنپور، جواب طلب مع حوالہ کتب۔ فقط

الجواب۔ انعقاد مجلس میلاد بہر حال ناجائز ہے، تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے۔ فقط، واللہ تعالیٰ اعلم، اگر پڑھو گے حوالہ کتب معلوم ہو جائیں گے، نہ پڑھو گے تو تقلید سے عمل کرنا۔ فقط والسلام۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

سوال۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب۔ کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم، بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ، فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۹۴

مسئلہ۔ محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایاتِ موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں، شریک ہونا کیسا ہے۔

الجواب۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے، فقط رشید احمد، فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۵۵"

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے مذہب میں مجلس میلاد پاک افضل ترین مندوبات اور اعلیٰ ترین مستحنات سے ہے اور اعراسِ بزرگانِ دین بھی اہل سنت کے نزدیک منجملہ مستحبات ہیں، جو شخص یہ کہتا ہے کہ بزرگانِ دین کے عرس میں کوئی لغویت اوامر ممنوع نہ ہو تب بھی ناجائز اور بدعت ہے، وہ بزرگان دین کا سخت معاند اور ان کے فیوض و برکات سے محروم اور خائب و خاسر ہے۔

اسی طرح میلاد شریف کو بہر حال ناجائز و بدعت قرار دینا حتیٰ کہ سلام و قیام نہ ہو اور روایات موضوعہ نہ ہوں بلکہ صحیح روایتوں کے ساتھ میلاد شریف پڑھا جائے تب بھی اسے ناجائز اور بدعت و حرام کہنا اہل سنت کے نزدیک بارگاہ رسالت سے بغض و عناد کی روشن دلیل ہے۔

۳۶۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی علماء کے نزدیک بروایات صحیحہ محرم میں حضرات حسنین علیہما السلام کی شہادت کا بیان، شربت اور دودھ پلانا، سبیل لگانا سب حرام ہے، ملاحظہ فرمایئے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۳۔

> ''سوال۔ محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا بروایات صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟
>
> الجواب۔ محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نا درست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں''۔

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے مسلک میں روایات صحیحہ کے ساتھ محرم وغیرہ میں حضرات حسنین علیہما السلام کا ذکرِ شہادت باعثِ رحمت و برکت ہے، اسی طرح شہداء کرام کو ایصال ثواب کے لئے شربت دودھ وغیرہ پلانا سب جائز اور مستحسن ہے تشبہ بالروافض کی آڑ لے کر ان امور مستحسنہ کو ناجائز وحرام کہنا مسلمانوں کو حصول خیر و برکت سے محروم رکھنا ہے۔

۳۷۔ دیوبندیوں کا مذہب

اکابر علماء دیوبند کے مذہب میں ہندوؤں کے سودی روپے سے جو پانی پیاؤ (سبیل) لگائی جائے اس کا پانی پینا مسلمانوں کے لئے جائز ہے، دیکھئے فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم صفحہ ۱۱۴ پر ہے۔

”سوال۔ ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں، سودی روپیہ صرف کر کے، مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں، فقط واللہ تعالیٰ اعلم، رشید احمد گنگوھی عفی عنہ۔“

دیوبندی حضرات کے مسلک میں ہندوؤں کی ہولی اور دیوالی کی پوریاں وغیرہ مسلمانوں کے لئے کھانا حلال طیب ہے، فتاویٰ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۲۳ پر مرقوم ہے۔

”مسئلہ۔ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں، ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد یا حاکم و نوکر

مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درست ہے، فقط"

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک یہ امر اہل بیت اطہار خصوصاً سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ساتھ عداوت قلبی کی بیّن دلیل ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی فاتحہ کے شربت کو تشبہ بالروافض کی آڑ لے کر حرام کہا جائے اور اس کے بالمقابل تشبہ بالہنود سے آنکھیں بند کر کے ہندوؤں کے مشرکانہ تہوار ہولی، دیوالی کی پوری کچوری کو جائز و حلال قرار دیا جائے، نیز اہل سنت اس بات کو اہل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدترین دشمنی تصور کرتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام کو ایصال ثواب کے لئے لگائی ہوئی سبیل کے پانی کو ناجائز سمجھا جائے اور اس کے مقابلہ میں ہندوؤں کے سودی روپے سے لگائے ہوئے پیاؤ کا پانی حلال طیب جائز اور پاک مانا جائے، مقام تعجب ہے کہ تشبہ بالروافض تو ملحوظ رہے اور تشبہ بالکفار والمشرکین بالکل نظر انداز کر دیا جائے، اہل انصاف غور فرمائیں کہ یہ عداوتِ حسین نہیں تو کیا ہے؟ العیاذ باللہ والیہ المشتکی:

۳۸۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند کے پیشوایان کرام کے مذہب میں زاغ معروفہ (مشہور کوا جو عام طور پر پایا جاتا ہے) کھانا ثواب ہے، فتاوئ رشیدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۳۰ کو دیکھئے اس پر لکھا ہے:

"مسئلہ۔ جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا؟ یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب؟

الجواب۔ ثواب ہوگا، فقط رشید احمد

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ پاک غذا پاک لوگوں کے لئے ہے اور خبیث و ناپاک غذا خبیثوں اور ناپاکوں کے لئے ہے، زاغ معروفہ (مشہور کوّا) حرام اور خبیث ہے جس کا کھانا مومنین طیّبین کے لئے جائز نہیں، کوّا کھانے والے حرام خور اور عذاب آخرت کے سزاوار ہیں۔

۳۹۔ دیوبندیوں کا مذہب

علماء دیوبند کی نظر میں مولوی رشید احمد گنگوھی بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے "ثانی" ہیں، ملاحظہ فرمایئے مرثیہ، مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی، مطبوعہ ساڈھورہ صفحہ ۶۔

زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اُعل ہُبَل شاید
اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم لاثانی و بے نظیر ہیں اور مرثیہ کا زیر نظر شعر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین و تنقیص ہے، اس شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہا گیا ہے۔

بانی اسلام سے مراد اللہ تعالیٰ ہوگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، لہذا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ کے ثانی ہوئے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

ظاہر ہے کہ یہ گنتی اور شمار کا موقع نہیں، اس لئے تسلیم کرنا پڑے گا کہ مولوی محمود الحسن

صاحب دیوبندی نے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل قرار دے کر خدا اور رسول کی شان میں توہین کی۔

تعجب ہے کہ اگر آج کسی جاہل آدمی کو مولوی اشرف علی صاحب تھانوی یا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا ثانی کہہ دیا جائے تو دیوبندیوں کے دل میں فوراً درد پیدا ہوگا کہ اُف ہمارے مقتداؤں کی توہین ہوگئی، لیکن یہ خود ایک مولوی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہیں تو انہیں توہین رسول کا قطعاً احساس نہیں ہوتا، بلکہ ایسے توہین آمیز کلام کی تاویلات فاسدہ میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے لگتے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۴۰۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندیوں کے نزدیک مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے حقیر اور چھوٹے سے کالے غلاموں کا لقب ''یوسف ثانی'' ہے، دیکھئے مرثیہ مولوی محمود الحسن صاحب صفحہ ۱۱۔

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سُود کا ان کے لقب ہے یوسفِ ثانی

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ کسی کو وصفِ عیب سے تعبیر کر کے یوسف ثانی اس کا لقب قرار دینا سیّدنا یوسف علیہ السلام کی شان میں توہین و تنقیص ہے، ''عبید سود'' کے معنی ہیں کالے رنگ کے حقیر اور چھوٹے غلام جن کو دوسرے لفظوں میں ''کالے غلمٹے'' بھی کہا جا سکتا ہے، اگر کسی نے کسی کو یوسفِ ثانی سے تعبیر بھی کیا ہے تو اس کے حسن کو تسلیم کر کے اور اسے حسین قرار

دے کر کہا ہے، لیکن اس شعر میں تو مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے غلاموں کو "عبید سود" کالے غلمٹے کہہ کر اور ان کے محقر و مصغر ہونے کا اظہار کر کے پھر انہیں سیاہ فام ماننے کے بعد ان کا لقب یوسف ثانی رکھا ہے، جس میں جمالِ یوسفی کی صریح توہین ہے۔ العیاذ باللہ۔

۴۱۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی مسلک میں مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی مسیحائی سیدنا عیسیٰ بن مریم کی مسیحائی سے بڑھ چڑھ کر ہے، دیکھئے مرثیہ، مصنفہ مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندی، صفحہ ۳۳۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ کسی نبی کے معجزات اور کمالات میں کسی غیر نبی کو نبی سے بڑھ چڑھ کر ماننا توہین نبوت ہے، اس شعر میں مردہ اور زندہ سے حقیقی مردہ اور زندہ مراد ہو یا مجازی، ہر صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین ہے، اس لئے کہ مولوی رشید احمد صاحب کی مسیحائی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی سے مقابلہ کیا گیا ہے، اور پھر مولوی رشید احمد صاحب کی مسیحائی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی پر ترجیح دی گئی ہے جو سیدنا مسیح ابن مریم علیہما السلام کی شان میں صریح گستاخی ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

۴۲۔ دیوبندیوں کا مذہب

دیوبندی حضرات کے نزدیک کعبہ میں بھی گنگوہ کا رستہ تلاش کرنا چاہیئے، مولوی محمود

الحسن صاحب دیو بندی اپنے تصنیف کردہ مرثیہ کے صفحہ ۱۳ پر ارشاد فرماتے ہیں: ؎

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کے نزدیک کعبہ مطہرہ تمام دنیائے انسانیت کا مرکز و مرجع اور سب کے لئے امن و عافیت کا گہوارہ ہے، مرد مومن کا دل خود بخود کعبہ کی طرف کھنچتا ہے، خصوصاً عارفِ باذوق پر کعبہ کے حقیقی حسن و جمال اور اس کے انوار و تجلیات کا انکشاف ہوتا ہے، ایسی صورت میں جو لوگ کعبہ میں پہنچ کر بھی گنگوہ کا رستہ ڈھونڈتے ہیں وہ علم و عرفان اور ذوق و شوق سے قطعاً محروم ہیں، کعبہ میں پہنچنے کے بعد گنگوہ کا متلاشی ہونا یقیناً کعبہ مطہرہ کی عظمتِ شان کو گھٹانا ہے۔

ناظرین کرام: تصویر کے دونوں رخ آپ کے سامنے موجود ہیں، اب آپ کو اختیار ہے جسے چاہیں پسند فرمائیں، میں اپنے معبود حقیقی رب کائنات مجیب الدعوات جل مجدہٗ سے بصد تضرع و زاری دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ قبول حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ وھو یھدی الیٰ صراط مستقیم و اخر دعو انا ان الحمد للہ رب العلمین، والصلوٰۃ و السلام علیٰ سید المرسلین و علی الہ و صحبہ و اولیاء ملتہ و علماء امتہ اجمعین۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ

۲۰ مئی ۱۹۵۶ء

مولانا حسین احمد صاحب مدنی اور بعض دیگر علمائے دیوبند کے

جماعت اسلامی سے اختلافاتِ عقیدہ و مسلک

کی

حقیقت

از قلم

علامہ عامر عثمانی فاضل دیوبند

برادرزادہ حضرت علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

مدیرِ عام ماہنامہ تجلی دیوبند

فرینڈز پبلی کیشنز حسین آگاہی ملتان

حقیقت، ص ۱۱

جماعت اسلامی کے کسی فرد کی ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ اس کا انداز بیان اور اسلوب بداہتہً اب سے کافی پہلے زمانے کے طرزِ نگارش کا حامل ہے۔ لیکن جس طرح غصہ، نفرت، جوشِ انتقام اور حرص و ہوس میں سے کوئی سا بھی جذبہ جب اپنی شدّت و وسعت کے ساتھ کسی انسان پر طاری ہوتا ہے تو عقل و ہوش اور احساس و رجحان اور بصیرت و بصارت سب مغلوب و ماؤف ہو جاتے ہیں، اور اس سے وہ حرکات سرزد ہو جاتی ہیں جن کا ارتکاب وہ عام حالت میں ہرگز نہ کرتا۔ اسی طرح مفتیانِ کرام کے دل و دماغ پر چھائی ہوئی بغض و عناد کی کہر نے ان کی ساری علمیت اور بصیرت و دانائی کو مغلوب کر کے یہ وسوسہ ڈالا کہ ہو نہ ہو یہ جماعت اسلامی کے کسی فرد کی خامہ فرسائی ہے، جب یہ وسوسہ پیدا ہو گیا تو کارگہ عناد میں فتویٰ کفر کے ڈھلنے میں کیا دیر لگتی تھی۔

تفصیل اس اجمال کی سہ روزہ "دعوت" دہلی کی ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء کی اشاعت میں ملاحظہ فرمایئے کسی نے حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی چند سطریں ان کی کتاب "تصفیۃ العقائد" سے نقل کر کے دار الافتاء دار العلوم دیوبند کو بھیجیں اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے والے کے بارے میں آنجناب کا شرعی فیصلہ کیا ہے؟

خدا جانے کونسی منحوس گھڑی تھی کہ ان عقیل و فہیم مفتیوں کے دماغ میں جن کے ہزاروں فتوے ملک کے کونے کونے کو علمِ دین کی روشنی پہنچاتے رہے ہیں، اور جن کے علم و فضل کی قسمیں تک کھائی گئی ہیں، یہ بات آ گئی کہ ہو نہ ہو یہ عبارت مودودی کی یا اس کے کسی چیلے کی ہے بس پھر کیا تھا، آؤ دیکھا نہ تاؤ مندرجہ ذیل فتوے صادر فرما دیا۔

فتویٰ نمبر الجواب

- انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں، ان کو مرتکب معاصی

حقیقت، ص ۱۲

سمجھنا (العیاذ باللہ) اہلسنت والجماعت کا عقیدہ نہیں، اس کی یہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز بھی نہیں"

فقط واللہ اعلم۔ سید احمد علی سعید، نائب مفتی دار العلوم دیوبند

جواب صحیح ہے، ایسے عقیدے والا کافر ہے، جب تک وہ تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔

مہر دار الافتاء فی دیوبند۔ الہند　　مسعود احمد عفا اللہ عنہ

سنا گیا ہے کہ فخر الاماثل محترم و معظم جناب مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند نے اس فتوے سے متعلق کوئی بہت طویل توضیحی مضمون لکھ کر اشاعت کے لئے اخبارات کو بھیجا ہے یہ ابھی تک ہماری نظروں سے نہیں گزرا۔ بے شک مذکورہ فتوے سے حضرت العلامہ مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کے دامن صافی پر جو سیاہی حد درجہ افسوسناک طور پر ڈالی گئی ہے اس کو دھونا نہ صرف حضرت موصوف کا فرض ہے، بلکہ ہر اس شخص کا فرض ہے، جو حضرت مولانا قاسمؒ کی فضیلت و عظمت سے باخبر ہو، اور جو بدنامی اس فتوے سے دار العلوم جیسے معزز ادارے کی ہوئی ہے اس کی مناسب تلافی کرنے کے لئے حضرت مہتمم صاحب سے زیادہ موزوں اور بہتر کون ہو سکتا ہے؟

تاہم یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حضرت مہتمم صاحب قبلہ صرف یہی تو کر سکتے ہیں کہ فتویٰ مذکور کی غلطی اور حضرت مولانا قاسمؒ کی عبارت کی صحت و صداقت کو بیش از بیش دلائل سے واضح فرما دیں۔ لیکن یہ چیز فی الحقیقت مناسب تلافی نہیں کرے گی کیونکہ حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا خاکم بدہن کافر گمراہ ہونا تو کجا معمولی غلط نویس

إن الذين يلحدون في آياتنا لا يخفون علينا

سلسلة المطبوعات رقم ٣٧

إكفار الملحدين

في ضروريات الدين

لإمام العصر المحدث الكبير الشيخ محمد أنور شاه الكشميري
المتوفى ١٣٥٢هـ

قام بنشرها

المجلس العلمي في كراتشي باكستان

ص ۴۲

على كل أحد . "كتاب الفصل" لابن حزم (١) .

هذا مع سماعهم قول الله تعالى : (ولكن رسول الله وخاتم النبيين . وقول رسول الله ﷺ : «لا نبي بعدي» . فكيف يستجيز مسلم أن يثبت بعده عليه السلام نبياً في الأرض ؟ حاشا ما استثناه رسول الله ﷺ في الآثار المسندة الثابتة في نزول عيسى بن مريم عليه السلام في آخر الزمان . (٢) . وصح الإجماع على أن كل من جحد شيئاً صح عندنا بالاجماع أن رسول الله ﷺ أتى به فقد كفر ، وصح بالنص أن كل من استهزأ بالله تعالى أو بملك من الملائكة ، أو بنبي من الأنبياء عليهم السلام ، أو بآية من القرآن ، أو بفريضة من فرائض الدين ، فهي كلها آيات الله تعالى بعد بلوغ الحجة إليه ، فهو كافر . ومن قال نبي بعد النبي عليه الصلاة والسلام ، أو جحد شيئاً صح عنده بأن النبي ﷺ قاله فهو كافر (٣) . كتاب "الفصل" لابن حزم (٤) .

أجمع عوام أهل العلم على أن من سب النبي ﷺ يقتل الخ . وحكى الطبري مثله — أي مثل القول بأنه ردة — عن أبي حنيفة وأصحابه فيمن تنقصه ﷺ أو برئ منه أو كذبه الخ . قال محمد بن سحنون : أجمع العلماء على أن شاتم النبي ﷺ المستنقص له كافر ، ومن شك في كفره وعذابه

---

(١) ص — ٢٤٩ ج — ٣

(٢) كتاب الفصل ص ١٨٠ ج — ٤

(٣) وفيه حديث عند أبي داود من باب الرسل من الجهاد ، وهو عند الحاكم أيضاً و" الكنز" ص — ١٧١ ج — ٧ .

(٤) ص ٢٥٥ و٢٥٦

ص، ٧٨

نص عليه أبو يوسف فى " الأمالى " فقال: أكره أن يكون الإمام صاحب هوى وبدعة، لأن الناس لايرغبون فى الصلاة خلفه هل تجوز الصلاة خلفه؟ قال بعض مشائخنا: إن الصلاة خلف المبتدع لاتجوز، وذكر فى " المنتقى " رواية عن أبى حنيفة: أنه كان لايرى الصلاة خلف المبتدع . والصحيح أنه إن كان هوى يكفره لاتجوز ، وإن كان لايكفره تجوز مع الكرهة اهـ . وهذا " المنتقى " هوالذى نسب إليه فى " المسايرة " مسألة عدم إكفار أهل القبلة ، ففسر بعض كلامه بعضه ، وفصل كذلك فى الشهادة ، ونص فى " الخلاصة " أنه صرح به فى " الأصل " ، وكذا نقله عنها صاحب " البحر " . ويراجع ما ذكره فى " الفتح " من حيلة تحليل المطلقة ثلاثاً .

والتأويل فى ضروريات الدين لا يدفع الكفر. "علامـــه عبد الحكيم سيالكوتى" على " الخيالى " ، وهو كذلك فى " الخيالى " :

> وچون اين فرقه مبتدعه اهل قبله اند در تكفير آنها جرأت نبايد نمود تا زمانيكه انكار ضروريات دينيه ننمايند، ورد متواترات احكام شرعيه نكنند، و قبول ما علم مجيئه من الدين بالضرورة نكنند. "مكتوبات امام ربانى" (١) .

وجعل فى " الفتوحات " (٢) التأويل الفاسد كالكفر ، فراجعها من الباب التاسع والثمانين ومائتين .

والقول الموجب للكفر إنكر مجمع عليه ، فيه نص ، ولافرق بين أن يصدر عن اعتقاد أو عناد . " كليات أبى البقاء " من لفظ " الكفر " .

قال الكمال : والصحيح أن لازم المذهب ليس بمذهب، وإنه لاكفر بمجرد اللزوم لأن اللزوم غير الالتزام . وقد وقع فى " المواقف " ما يقتضى

---

(١) ص ـ ٣٨ ج ـ ٣ وص ـ ٩٠ ج ـ ٨

(٢) ص ـ ٨٥٧ ج ـ ٢

تأويله ليوافقها ، فأما إذا اطردت كلها على وتيرة واحدة صارت بمنزلة النص وأقوى ، وتأويلها ممتنع ، فتأمل هذا . "بدائع الفوائد" (١) .

وهذا يجرى فى نحو لفظ " التوفى " فى عيسى عليه السلام أنه الإستيفاء لا الإماتة ، فإن كل ما ورد فى حاله فى القرآن والحديث اطرد فى حياته .

قال حبيب بن الربيع : لأن ادعاءه التأويل فى لفظ صراح لا يقبل — "شرح شفاء"(٢) — فى من قال : فعل الله برسول الله كذا وكذا . وقال : أردت به العقرب — والعياذ بالله — وأقره الحافظ ابن تيمية بعينه فى " الصارم المسلول " (٣) .

فعلم أن التأويل كما لا يقبل فى ضروريات الدين كذلك لا يقبل فى ما يظهر أنه احتيال فى كلام الناس ، وتمحل غير واقعى ، وقد كان الأئمة رحمهم الله يعتبرون إرادة التأويل وقصده ، فجاء المتسللون فاعتبروا ايجاده ، ففى " جامع الفصولين " : وعن مالك رحمه الله أنه سئل عن من أراد أن يضرب أحداً ؟ فقيل له : ألا تخاف الله تعالى ؟ فقال : لا ، قال : لا يكفر ، إذ يمكنه أن يقول : التقوى فيما أفعل له ، ولو قيل له ذلك فى معصيته ، فقال : لا أخافه يكفر ، إذ لا يمكنه ذلك التأويل اه . ونحوه فى " الخانية " فى قصة شداد بن حكيم مع زوجته ، وذكرها فى " طبقات الحنفية " من شداد عن محمد رحمه الله أيضاً ، وهو أولى بالاعتبار مما ذكره من اعتبار مجرد الإمكان ، فإنه لا حجر

---

(١) وأيضاً فى ص - ٥ ج - ١ من " البدائع والفوائد " فى الفرق بين الرواية والشهادة . منه .

(٢) ص — ٣٧٨ ج — ٤

(٣) ص — ٥٢٩

فيه ، وقالوا فى الإكراه على كلمة الكفر : إن خطر بباله التورية ولم يور كفر ، فاعتبروا القصد وإرادة التأويل فى حقه ، وإلا فالتمحل لا يعجز عنه أحد ، ففى " الميزان " (١) بإسناد قوى: فوالله إن المؤمن ليجادل بالقرآن فيغلب ، وإن المنافق ليجادل بالقرآن فيغلب ، ألا ذكره من ترجمة الحكم بن نافع .

ولذا قال ابن حجر بعد سياق كلام المصنف : وما ذكره ظاهر موافق لقواعد مذهبنا ، إذ المدار فى الحكم بالكفر على الظواهر ، ولانظر للمقصود ، والنيات ، ولانظر لقرائن حاله ، نعم يعذر مدعى الجهل إن اعتذر لقرب عهده بالإسلام أو بعده عن العلماء . كما يعلم من كلام " الروضة " انتهى . " خفاجى " شرح " شفاء " (٢) . أى فيما أتى بالسب لقلة مراقبة ، وضبط للسانه ، وتهور فى كلامه ، ولم يقصد السب .

فإن قيل : كيف تأولت أمر الطائفة التى منعت الزكاة على الوجه الذى ذهبت إليه ، وجعلتهم أهل بغى ؟ وهل إذا أنكرت طائفة من المسلمين فى زماننا فرض الزكاة ، وامتنعوا من أدائها ، يكون حكمهم حكم أهل البغى ؟

قلنا : لا فإن من أنكر فرض الزكاة فى هذه الأزمان كان كافراً بإجماع المسلمين ، والفرق بين هؤلاء وأولئك أنهم إنما عذروا لأسباب وأمور لا يحدث مثلها فى هذا الزمان .

منها : قرب العهد بزمان الشريعة الذى كان يقع فيه تبديل الأحكام بالنسخ .

---

(١) ص — ٢٧٢ ج — ١

(٢) ص ٤٢٦ ج — ٤

سرى ذلك فى أتباعه الملاعنين ، فهم يصنفون فى هجاء عيسى عليه السلام ويشيعونه فى أهل الإسلام ، دع النصارى ، وغرضهم بذلك أن لا يبقى للناس اشتياق إلى عيسى بن مريم عليه السلام ، فيسلموا ذلك الشقى الهاذى المهذار ، خذله الله تعالى . وقد ذكر العلماء أن التهور فى عرض الأنبياء وإن لم يقصد السب كفر ، وليس من شأن المؤمن ، والله يقول الحق وهو يهدى السبيل .

ومما قلت فيه (١)

ألا يا عباد الله قوموا و قوموا   خطوباً ألمت مما لمن يدان
وقد كاد ينقض الهدى و مناره   وزحزح (٢) خير ما لذاك تدان
يسب رسول من أولى العزم فيكم   تكاد السماء (٣) والأرض تنفطران
وطهره (٤) من أهل كفر وليه   وأبقى لنار بعض كفر أمانى
وحارب قوم ربهم و نبيه (٥)   فقوموا لنصر الله إذ هو دان
وقد عيل صبرى فى انتهاك حدوده   فهل ثم داع أو مجيب أذانى
وإذ عز خطب جئت مستنصراً بكم   فهل ثم غوث يا لقوم يدانى
لعمرى لقد نبهت من كان نائماً   وأسمعت من كانت له أذنان

---

(١) وقد سمى الشيخ إمام العصر هذه القصيده بإسم: "صدع النقاب عن جساسة الفنجاب". القادرى .

(٢) قد جاء هذا اللفظ لازماً . منه .

(٣) حكاه فى "القاموس" مقصوراً ، اسم جنس . منه .

(٤) ومطهرك من الذين كفروا . منه .

(٥) من آذى ولياً لى فقد آذنته بالحرب . منه .

قولہ تعالیٰ: ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ
ترجمہ: جو شخص اسلام کے سوا اور دین اختیار کریگا پھر اس سے قبول نہیں کیا جائیگا

حق پرست علماء کی
مودودیت سے ناراضگی کے اسباب

مرتبہ

مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

المشیع

سلسلہ قادریہ راشدیہ
دفتر انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور
بار چہارم
پنجاب پریس لاہور
قیمت ۵۰ پیسے

ص ۱۸

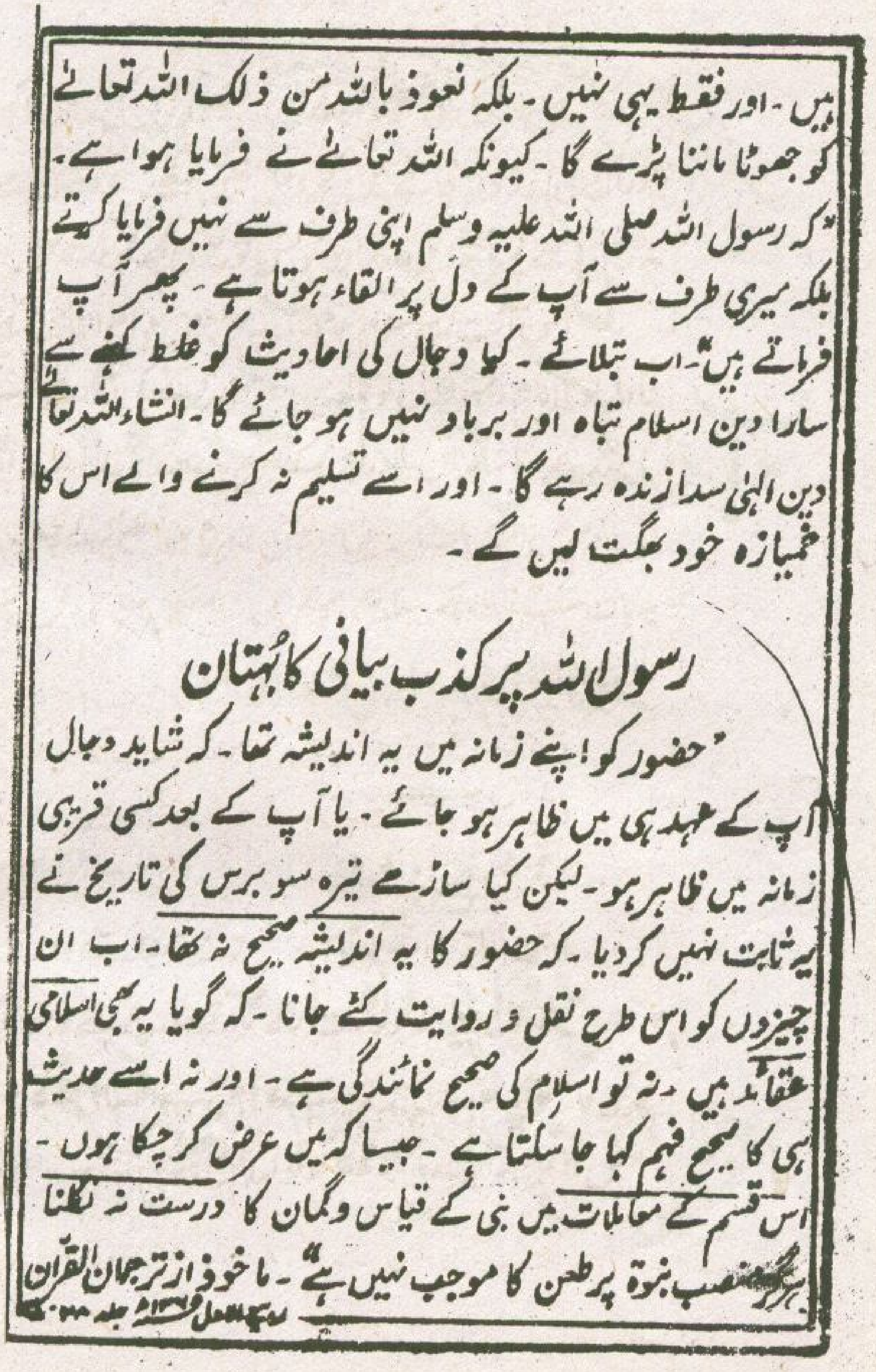

ہیں۔ اور فقط یہی نہیں۔ بلکہ نعوذ باللہ من ذلک اللہ تعالےٰ کو جھوٹا ماننا پڑے گا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہوا ہے۔ "کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے نہیں فرمایا کرتے بلکہ میری طرف سے آپ کے دل پر القاء ہوتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں"۔ اب تبلائیے۔ کیا دجال کی احادیث کو غلط کہنے سے سارا دین اسلام تباہ اور برباد نہیں ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ دین الہٰی سدا زندہ رہے گا۔ اور اسے تسلیم نہ کرنے والے اس کا خمیازہ خود بھگت لیں گے۔

رسول اللہ پر کذب بیانی کا بہتان

"حضور کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا۔ کہ شاید دجال آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے۔ یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو۔ لیکن کیا ساڑھے تیرہ سو برس کی تاریخ نے یہ ثابت نہیں کر دیا۔ کہ حضور کا یہ اندیشہ صحیح نہ تھا۔ اب ان چیزوں کو اس طرح نقل و روایت کئے جانا۔ کہ گویا یہ بھی اسلامی عقائد ہیں۔ نہ تو اسلام کی صحیح نمائندگی ہے۔ اور نہ اسے حدیث ہی کا صحیح فہم کہا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں۔ اس قسم کے معاملات میں نبی کے قیاس و گمان کا درست نہ نکلنا ہرگز منصب نبوۃ پر طعن کا موجب نہیں ہے"۔ ماخوذ از ترجمان القرآن ربیع الاول [illegible] جلد [illegible]

سیاق و سباق سے مودودیوں کی یہ مراد ہوتی ہے۔ کہ اگلی پچھلی عبارتوں کو دیکھ کر پھر اعتراض ہو تو کرنا چاہیے۔

اگر دس سیر دودھ کسی کھلے مونہہ والے دیگچے میں ڈال دیا جائے۔ اور اس دیگچے کے مونہہ پر ایک لکڑی رکھ کر ایک تاگہ میں خنزیر کی ایک بوٹی ایک تولہ کی اس لکڑی میں باندھ کر دودھ میں لٹکا دی جائے۔ پھر کسی مسلمان کو اس دودھ میں سے پلایا جائے وہ کہے گا۔ کہ میں اس دودھ سے ہرگز نہیں پیونگا۔ کیونکہ سب حرام ہوگیا ہے۔ پلانے والا کہے۔ کہ بھائی ۱۰ سیر دودھ کے آٹھ سو تولے ہوتے ہیں۔ آپ فقط اس بوٹی کو کیوں دیکھتے ہو۔ دیکھئے اس بوٹی کے آگے پیچھے دائیں بائیں اور اس کے نیچے چار انچ کی گہرائی میں دودھ ہی دودھ ہے۔ وہ مسلمان یہی کہے گا۔ یہ سارا دودھ خنزیر کی ایک بوٹی کے باعث حرام ہوگیا ہے۔ یہی قصہ مودودی صاحب کی عبارتوں کا ہے جب مسلمان مودودی صاحب کا یہ لفظ پڑھے گا۔ کہ خانہ کعبہ کے ہر طرف جہالت اور گندگی ہے۔ اس کے بعد مودودی صاحب ہزار تعریف کریں۔ مگر جب تک مودودی صاحب اس فقرہ سے توبہ کرکے اعلان نہیں

ص ۸۲

کریں گے یہ مسلمان کبھی راضی نہیں ہوں گے۔ جب تک کہ یہ خنزیر کی بوٹی اس دودھ سے نہیں نکالیں گے۔

پھر مودودی صاحب کے حمایتی کہتے ہیں۔ کہ معترضین مودودی صاحب کی عبارتوں میں سے چن چن کر قابل گرفت فقرے نکال لیتے ہیں۔ مودودی صاحب کے حمایتوں سے پوچھتا ہوں۔ کیا مودودی صاحب نے جو تمام محدثین تمام مفسرین۔ تمام مجددین اور صحابہ کرام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نکتہ چینی کی ہے۔ کیا ان سب مقدس حضرات کی سوانح عمریاں بالتفصیل لکھ کر نکتہ چینی کی ہے۔ کیا یہی نہیں کیا۔ جو ان کے خیال میں قابل گرفت چیزیں تھیں۔ ان کو چن چن کر اعتراض کر دیا ہے۔ مودودی دوستو۔ یہ چن چن کر کا راستہ مودودی صاحب ہی کا گھڑا ہوا ہے

اللہ والوں کا طریقہ

تحریک مودودیت کے جان نثارو۔ اللہ والوں کا طریقہ یہ نہیں ہوتا۔ جو مودودی صاحب نے اختیار کر رکھا ہے۔ کہ ہر مقدس ہستی کی توہین کرنا۔ حضرت شیخ احمد سرہندی، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے

ص ۸۴

(۱۰)

مودودیت

کا

پول کھولنے کی ضرورت

مودودی صاحب کی طرف سے تمام مسلمانوں کو اعلان جنگ

مودودی صاحب نے تمام مسلمانوں کے خلاف پہلے اعلان جنگ کیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے متفقہ اور مسلمہ عقائد پر وہ شدید اور ناقابل برداشت حملے کئے ہیں جنہیں کوئی مسلمان برداشت (سوائے ان کے جن کی آنکھوں پر مودودیت کی پٹی باندھی جا چکی ہے) نہیں کر سکتا اب یہ کہنا۔ کہ مولوی صاحبان مودودی صاحب سے لڑتے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ کیا جب ڈاکو کسی کے گھر میں گھس آئے۔ تو گھر والا ڈاکو سے مقابلہ کر کے اپنا مال اور اپنی جان نہ بچائے۔ اور اگر مال اور جان بچانے کے لئے ڈاکو سے مقابلہ کرے۔ تو پھر یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ گھر والا بڑا ہی بے انصاف ہے کہ ڈاکو سے لڑ رہا ہے۔

لہذا محض اللہ تعالے کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس

وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا

مرزا غلام احمد قادیانی مسیلمہ پنجاب
نے اسلام کے مٹانے کا قصد کیا مگر خدائے قدیر نے اُن کو اس میں ناکام کیا۔ اور وہ
ناکامی کی حالت مین اپنے اقرار سے لعنتی موت مرے

چونکہ مرزا صاحب کے کفریات اُن کے رسائل میں منتشر تھے اور مسلمانوں کو اسقدر فرصت نہ تھی کہ مرزا صاحب کی کل تصانیف کو مطالعہ کریں۔ اور بہت سے مرزائی وقت پر انکار یا لغو تاویل سے کام لیتے تھے اسلئے بوجہ مسلمانوں کے نفع کے لئے مرزائی کفریات، توہین انبیاء علیہ السلام، دعوی نبوت و رسالت تشریعی وانکار حشر اجساد و دیگر ضروریات کو ایک جگہ جمع کر دیا جو خدا کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوا

اس رسالہ کا نام

اَشَدُّ العَذَاب علیٰ مُسیلمۃ البنجاب

اور لقب

دینِ مرزا کفرِ خالص

یہ رسالہ جس مسلمان کے ہاتھ میں ہوگا خدا کے فضل سے کوئی مرزائی اس سے بات نہ کر سکے گا۔ اس فرقہ کا کفر و ارتداد مرزائی اقوال سے آفتاب کی طرح روشن کر دیا گیا ہی ہر مسلمان اسکو اور دوسرونکو سنائے

مطبع مجتبائی جدید دھلی
میں طبع ہوکر
دار العلوم دیوبند سے شائع ہوا

ہیں اور مرزا صاحب اور مرزائی عقائد کفریہ اقوال کفریہ کو تسلیم کرتے ہین انکا اقرار کرتے ہین اُن کو عین ایمان سمجھتے ہین اور جو کہیں کہیں تاویل کرتے ہیں تو وہ باطل، تاویل الکلام بما لا یرضیٰ بہ قائلہ ہے، ایک جگہ تاویل کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا دوسرا کلام اُس کی تغلیط کرتا ہے بیچارے عاجز ہیں۔ مگر ایمان سے دشمنی ہے مرزا صاحب کو جھوٹا نہیں کہتے، اس غرض سے یہ رسالہ لکھا جاتا ہے اللہ تعالیٰ مرزائیون کو اس سے ہدایت اور مسلمانوں کو استقامت عنایت فرمائے، ابھی تک بفضلہ تعالےٰ مسلمان اس سے ناواقف نہیں ہیں کہ ان صریح کفریات کو بھی دیکھکر مرزا صاحب اور مرزائیون کو مسلمان ہی کہے جائین۔

ایک بات قابل ذکر ہے مرزائی دھوکہ دینے کی غرض سے وہ عبارات مرزا صاحب کی پیش کردیتے ہیں جنمیں ختم نبوت کا اقرار ہے عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم اور عظمتِ شان کا اقرار ہے، اُس کا مختصر جواب یہ ہے کہ مرزا صاحب ماں کے پیٹ سے کافر نہ تھے ایک مدت تک مسلمان تھے اور چونکہ دجّال تھے اس وجہ سے اُن کے کلام میں باطل کیساتھ حق بھی ہے تو پہلی عبارات مفید نہیں جبتک کوئی ایسی عبارت نہ دکھادیں کہ میں نے جو فلان معنی ختم نبوت کے غلط بیان کئے تھے وہ غلط ہیں صحیح معنی یہ ہین کہ آپ کے بعد صلے اللہ علیہ وسلم کوئی نبی حقیقی نہوگا یا عیسیٰ علیہ السلام کو جو فلان جگہ گالیاں دیکر کافر ہوا تھا اس سے توبہ کرکے مسلمان ہوتا ہون۔ ورنہ ویسے تو مرزا صاحب اور تمام مرزائی الفاظ اسلام ہی کے بولتے ہیں اسی وجہ سے مسلمان دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ یہ تو ختم نبوت کے بھی قائل ہیں عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم بھی کرتے ہیں قرآن کو بھی مانتے ہیں حشر اجساد پر بھی ایمان لاتے ہیں غرض تمام آمنت باللہ اور ایمان مجمل اور مفصل از بر ہے یہ مسلمان کیون نہون گے۔ مگر مسلمانو یہ ان کے الفاظ ہیں لیکن معنے وہ نہیں جو قرآن و حدیث نے بتائے ہیں معنے ان کے وہ ہیں جو مرزا صاحب نے تصنیف کرکے کفر کی بنیاد ڈالی ہے۔ لہٰذا جو عبارات مرزا صاحب اور مرزائیون کی لکھی جاتی ہیں۔ جب تک ان مضامین سے صاف توبہ نہ دکھائین یا توبہ نکریں تو اُن کا کچھ اعتبار نہیں۔ مسلمانوں کی واقفیت کے لئے مرزا صاحب اور اُن کے اذناب کے چند اقوال لکھدئے ہین ورنہ تتبع کیجائے تو معلوم اور کسقدر ایسے کفریات بھرے ہون گے۔

جملہ اہل اسلام کی خدمات میں عرض ہے کہ اس عاجز و محتاج الی رحمت اللہ الغفار کے لئے اور جملہ اہل اسلام کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اسلام پر قائم رکھے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ آمین

عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کے متعلق جو مرزائی جواب دیتے ہیں وہ تو اس رسالہ میں بفضلہ تعالیٰ پورے آگئے ہین، رہا مسئلہ ختم نبوت و دعوی نبوت سو پنجابیون کے لئے تو مرزا صاحب کی یہ عبارات ہی کافی ہین کہ مرزا صاحب

قال اللہ تعالیٰ

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ

پ ۱۲ ع ۱۰

چوں آیت مذکورہ دال است بطریق قیاس، برآنکہ بیان اخبار صلحاء مقبولین در تقویت

قلوب اصل است و اساس، در رسالہ

قصص الاکابر

لحصص الاصاغر

ماخوذ از مواعظ و ملفوظات حکیم الامۃ و مجدد الملۃ جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا مولوی

شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

المکتبۃ الاشرفیۃ

جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور

ص ۲۵۲

نے عرض کیا فلسفے کار آمد چیز تو ضرور ہے فرمایا ہاں عمق نظر اور دقت فکر اس سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک طالب علم فلسفہ جانتا ہو اور ایک نہ جانتا ہو تو دونوں میں اتنا فرق ہوتا ہے کہ فلسفہ دان کو سمجھانے میں سہولت ہوتی ہے۔ ایک بار حضرت گنگوہی قدس سرہٗ نے دیوبند کے نصاب سے بعض کتب فلسفہ کو خارج فرمایا تو بعض طلبہ حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب سے شکایت کرنے لگے کہ حضرت نے فلسفہ کو حرام کر دیا۔ فرمایا ہرگز نہیں حضرت نے، نہیں حرام کیا بلکہ تمہاری طبیعتوں نے حرام کیا ہے ہم تو پڑھاتے ہیں اور ہم کو تو یہ امّید ہے کہ جیسے بخاری اور مُسلم کے پڑھانے میں ہم کو ثواب ملتا ہے ایسے ہی فلسفہ کے پڑھانے میں بھی ملے گا۔ ہم اعانت فی الدین کی وجہ سے فلسفہ کو پڑھتے پڑھاتے ہیں (جلد مذکور۔ ص ۱۰۵

(۴۶) ایک شخص نے پُوچھا کہ ہم بریلی والوں کے پیچھے نماز پڑھیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں۔ فرمایا (حضرت حکیم الامۃ مدظلہم العالی نے) ہاں ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔ اگرچہ وہ ہمیں کہتے ہیں۔ ہمارا تو مسلک یہ ہے کہ کسی کو کافر کہنے میں بڑی احتیاط چاہیئے اگر کوئی حقیقت میں کافر ہے اور ہم نے نہ کہا تو کیا حرج ہوا اور اگر ہم نے کافر کہا اور حقیقت حال اس کے خلاف ہے تو یہ بہت خطرناک بات ہے۔ ہم تو قادیانیوں کو بھی کافر نہ کہتے تھے اور وہ ہمیں کہتے تھے ہاں اب جبکہ ثابت ہوگیا کہ وہ مرزا صاحب کی رسالت کے قائل ہیں تب ہم نے کفر کا فتوٰی دیا ہے کیونکہ یہ تو کفر صریح ہے اس کے سوا ان کی تمام باتوں کی تاویل کر لیتے تھے گو وہ تاویلیں بعید ہی ہوتی تھیں۔ ہم بریلی والوں کو اہل ہوٰی کہتے ہیں اہل ہوا کافر نہیں ہاں ایک مسئلہ علم غیب ہمارے اور ان کے درمیان ایسا متنازع فیہ ہے کہ اس میں اثبات صفت باری تعالےٰ غیر کے لئے لازم آتی ہے مگر ان کی تاویل قادیانیوں کے اقوال کی تاویل سے زیادہ دشوار نہیں اور اب تو سُنا ہے کہ وہ علم غیب کو جناب

قسط نمبر ۲۳

قال اللہ تعالیٰ قولوا للناس حسناً الآیہ
چوں نص مزبور مخبر است از مطلوبیت کلمات حسنہ تکلماً بالمطابقہ
واستماعاً واشاعۃً بالالتزام وکراستہ

الافاضات الیومیہ

من

الافادات القومیہ

حصہ ہفتم کا جزو اوّل

کہ حصہ ایست از ملفوظات سراج الملۃ حکیم الامۃ مولانا محمد اشرف علی صاحب
قدس اللہ سرہ مصداقی بوداند بہمچنیں کلمات حسنہ بنا برعلیہ

احقر ظہور الحسن ناظم مکتبہ تالیفات اشرفیہ تھانہ بھون ضلع مظفر نگر

اشاعت کرد

کیا معلوم نہ تھا کہ یہ عشاق کا میدان تھا۔ ایسے ویسے تو اس راہ میں یوں ہی اپنا سا منہ لے کر رہ جاتے ہیں۔ جب ایک چرکہ کبھی برداشت نہیں تو اس راہ میں تو ہزاروں تلواریں اور چھریاں اور ارے چلتے ہیں۔ اس وقت کیا کرو گے۔ اسیکو مولانا فرماتے ہیں ؎

تو بیک زخمے گریزانی زعشق   تو بجز نامے چہ میدانی زعشق
در بہر زخمے تو پُر کینہ شوی   پس کجا صیقل چو آئینہ شوی

۱۱
ملفوظ: فرمایا کہ ایک صاحب کا خط آیا ہے لکھا ہے کہ میں نے آپ کا بتلایا ہوا وظیفہ شروع کیا تھا ایک چلہ ختم ہو گیا کوئی اثر نہیں ہوا۔ اس سے کوئی پوچھے کہ بندہ خدا میں نے یہ کب دعویٰ کیا تھا کہ ضرور اثر ہوگا۔ فرمایا کہ میں جو مناسب قیود لگا دیتا ہوں اُن سے یہ نفع ہے کہ میں اب یہ جواب دے سکتا ہوں۔ پیرجیوں نے لوگوں کے عقاید کا ناس کر دیا ہے۔ ان کی دکانداری ٹھیری اور لوگوں کا دین اور خراب برباد ہوا۔ ان کو تو اپنے نفع سے غرض۔ مُردہ بہشت میں جائے یا دوزخ میں۔ انہیں اپنے حلوے مانڈوں سے کام۔ ان جاہل پیروں اور فقیروں کی بدولت بڑی گمراہی پھیلی۔ اللہ بچائے جہل اور بدفہمی سے۔

۱۲
ملفوظ: ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ دیوبند کا بڑا جلسہ ہوا تھا تو اس میں ایک رئیس صاحب نے کوشش کی تھی کہ دیوبندیوں میں اور بریلویوں میں صلح ہو جائے میں نے کہا ہماری طرف سے تو کوئی جنگ نہیں۔ وہ نماز پڑھاتے ہیں ہم پڑھ لیتے ہیں۔ ہم پڑھاتے ہیں وہ نہیں پڑھتے تو ان کو آمادہ کرو۔ (مزاحاً فرمایا کہ اُن سے کہو آمادہ نر آ گیا) ہم سے کیا کہتے ہو۔ آجکل طبائع میں ایک خاص بات یہ بھی پیدا ہو گئی ہے

تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ

احمد رضا خان صاحب بریلوی کی "حسام الحرمین" کا جواب
خود علمائے حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وتعظیماً کے قلم سے

المُهنّد علی المُفنّد

معروف بہ

التّصدیقات لِدفعِ التّلبیسات

تسمیہ مترجم

ماضی الشّفرتین علی خادعِ اھل الحرمین

○

جس سے جماعت حقہ دیوبند کے عقائد وخیالات کی تائید وتوثیق ہو کر دنیا بھر کے علماء کی مہر وتصدیق
ثبت ہو چکی ہے

—— شائع کنندہ ——

مکتبہ حنفیہ ○ جامع مسجد گنبد والی جہلم

زیر نگرانی : حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب فاضل دیوبند

النجدی یستحل دماء المُسلمین واموالهم واعراضهم وکان ینسب الناس کلهم الی الشرك ویسب السّلف فکیف ترون ذلك وهل تجوزون تکفیر السلف والمُسلمین واهل القبلة ام کیف مشربکم۔

الجواب

الحکم عندنا فیهم ما قال صاحب الدر المختار وخوارج هم قوم لهم منعة خرجوا علیه بتاویل یرون انه علی باطل کفر او معصیة توجب قتاله بتاویلهم یستحلون دماءنا و اموالنا ویسبون نساءنا الی ان قال وحکمهم حکم البغاة ثم قال وانما لم نکفرهم لکونه عن تاویل وان کان باطلا۔ وقال الشامی فی حاشیته کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوهاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذهب الحنابلة لکنهم اعتقدوا انهم هم المسلمُون وان من خالف اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذلك قتل اهل

کے خون اور ان کے مال وآبرو کو اور تمام لوگوں کو منسوب کرتا تھا شرک کی جانب اور سلف کی شان میں گستاخی کرتا تھا، اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے اور کیا سلف اور اہلِ قبلہ کی تکفیر کو تم جائز سمجھتے ہو، یا کیا مشرب ہے؟

جواب

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحبِ درِ مختار نے فرمایا ہے اور خوارج ایک جماعت ہے شوکت والی جنہوں نے امام پر چڑھائی کی تھی تاویل سے کہ امام کو باطل یعنی کُفر یا ایسی معصیت کا مرتکب سمجھتے تھے جو قتال کو واجب کرتی ہے اس تاویل سے یہ لوگ ہماری جان و مال کو حلال سمجھتے اور ہماری عورتوں کو قیدی بناتے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں: ان کا حکم باغیوں کا ہے اور پھر یہ بھی فرمایا کہ ہم ان کی تکفیر صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ فعل تاویل سے ہے اگرچہ باطل ہی سہی اور علامہ شامی نے اس کے حاشیے میں فرمایا ہے "جیسا کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے کو حنبلی مذہب بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو اُن کے

السنة وقتل علمائهم حتى كسرالله شوكتهم ثم اقول ليس هو ولا احد من اتباعه وشيعته من مشائخنا فى سلسلة من سلاسل العلم من الفقه والحديث والتفسير والتصوف واما استحلال دماء المسلمين واموالهم و اعراضهم فاما ان يكون بغير حق او بحق فان كان بغير حق فاما ان يكون من غير تاويل فكفر وخروج عن الاسلام وان كان بتاويل لايسوع فى الشرع ففسق واما ان كان بحق فجائز بل واجب واما تكفير السلف من المسلمين فحاشا ان نكفر احدًا منهم بل هو عندنا رفض وابتداع فى الدين وتكفير اهل القبلة من المبتدعين فلا نكفرهم ما لم ينكروا حكما ضروريا من ضروريات الدين فاذا ثبت انكار امر ضرورى من الدين نكفرهم ونحتاط فيه وهذا دأبنا و دأب مشائخنا رحمهم الله تعالیٰ۔

عقیدہ کے خلاف ہو وہ مُشرک ہے اور اسی بنا پر انہوں نے اہلِ سنّت اور علماء اہلِ سنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا، یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی۔ اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ عبدالوہاب اور اس کا تابع کوئی شخص بھی ہمارے کسی سلسلۂ مشائخ میں نہیں، نہ تفسیر و فقہ و حدیث کے علمی سلسلہ میں، نہ تصوف میں۔ اب رہا مسلمانوں کی جان و مال و آبرو کا حلال سمجھنا۔ سو یا ناحق ہوگا یا حق۔ پھر اگر ناحق ہے تو یا بلا تاویل ہوگا جو کفر اور خارج از اسلام ہوتا ہے۔ اور اگر ایسی تاویل سے ہے جو شرعاً جائز نہیں تو فسق ہے اور اگر بحق ہو تو جائز بلکہ واجب ہے۔ باقی رہا سلف اہلِ اسلام کو کافر کہنا سو حاشا ہم ان میں سے کسی کو کافر کہتے یا سمجھتے ہوں بلکہ یہ فعل ہمارے نزدیک رفض لور دین میں اختراع ہے۔ ہم تو ان بدعقیدوں کو بھی جو اہلِ قبلہ ہیں جب تک دین کے کسی ضروری حکم کا انکار نہ کریں، کافر نہیں کہتے۔ ہاں جس وقت دین کے کسی ضروری امر کا انکار ثابت ہو جائے گا تو کافر سمجھیں گے اور احتیاط کریں گے یہی طریقہ ہمارا اور ہمارے جملہ مشائخ رحمہم اللہ کا ہے۔

اللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب مستطاب اثبات حیات بابرکات فخر کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات مسمّٰی بہ

۱۳۵۵ھ

آب حیات

۱۹۳۶

مصنفہ حجۃ الاسلام آیۃ من آیات اللہ مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی باہتمام [illegible]
باہتمام خادم دین سید حاجی عبد المتین خلف الصدق مولوی حافظ محمد عبد الاحد صاحب

در مطبع مجتبائی واقع دہلی مطبوع شد

ہر قسم کی عمدہ سستی کتابیں ملنے کا پتہ ہے حاجی عبد المتین مطبع [illegible] چوڑی والان دہلی!!

ارشاد فرمایا انک میت اور سوا آپ کے اورونکو بھی جدا ارشاد فرمایا انہم میتون اور مثل جملہ الاحقہ ثم انکم یوم القیمۃ عند ربکم تختصمون سب کو شامل کر کے یون ارشاد فرمایا کہ انکم میتون بالجملہ جیسے حیات نبوی صلعم اور حیات مومنین امت مین فرق ہے چنانچہ اسکے اثبات کے لئے تقریر وافی اور تحریر شافی کافی اوراق گذشتہ مین گذر چکی ہے ایسے ہی موت نبوی صلعم اور موت مومنین مین بھی فرق ہے اور بوجہ فرق بین الموتین وہی فرق بین الحیاتین ہے اور اسی بنا پر لازم ہے کہ نوم نبوی صلعم اور نوم مومنین مین فرق ہو اس لئے کہ النوم اخو الموت چنانچہ خداوند کریم نے بھی اپنے کلام پاک مین موت اور نوم دونون کو ایک سلک مین کھینچا ہے اور ایک ذیل مین داخل کیا ہے فرماتے ہین اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا جب دونوں کی حقیقت توفی اور امساک ہوئی چنانچہ ارسال کا تقدم امساک پر دال ہے جیسے موت تقدم حیات پر دلالت کرتی ہے تو پھر جو حال وقت امساک موت ہوگا وہی حال وقت امساک نوم ہوگا جس کی موت کے وقت استتار حیات ہوگا اس کی نوم کے وقت بھی استتار ہی ہوگا فرق ہو تو شدت استتار و ضعف استتار ہو یا یون کہئے کہ موت مین ستره قوی اور کثیف ہو اور نوم مین ستره ضعیف اور لطیف ہو اور جہان وقت موت انقطاع حیات ہو وہان وقت نوم بھی انقطاع حیات ہو فرق ہو تو یہ ہو کہ موت مین انقطاع تام ہو اور نوم مین من وجہ انقطاع ہو اور من وجہ اتصال بکل خود باقی رہے بالجملہ رسول اللہ صلعم کے نوم مین بھی استتار حیات ہی ہوگا اور اس صورت مین حسب قرار داد سابق وقت استتار حیات مین اور قوت آجائے اور خواب مین اور وہی بیداری مین کچھ فرق نہو چنانچہ آنحضرت صلعم کا کلام اس ہیچمدان کی تصدیق کرتا ہے فرماتے ہین تنام عیناى ولا ینام قلبی او کما قال لیکن اس قیاس پر دجال کا حال بھی یہی ہونا چاہئے اسلئے کہ جیسے رسول اللہ صلعم بوجہ مشائیت ارواح مومنین جسکی تحقیق سے ہم فارغ ہو چکے ہین متصف بحیات بالذات ہوئے ایسے ہی دجال بھی بوجہ مشائیت ارواح کفار جسکی طرف ہم اشارہ کر چکے ہین متصف بحیات بالذات ہوگا اور اس وجہ سے اسکی حیات قابل انفکاک نہوگی اور موت و نوم مین استتار ہوگا انقطاع نہوگا اور شاید یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ ابن صیاد جس کے دجال ہونیکا اصحاب کو ایسا یقین تھا کہ قسم کھا بیٹھتے تھے اپنے نوم کا وہی حال بیان کرتا ہے جو رسول اللہ صلعم نے اپنے نسبت ارشاد فرمایا یعنے بشہادت احادیث وہ بھی یہی کہتا تھا کہ تنام عیناى ولا ینام قلبی اور اس وجہ سے خیال مذکور یعنے دجال کا منشاء ومولد ارواح کفار ہونا اور پھر اس کے ساتھ ابن صیاد ہی کا دجال ہونا زیادہ تر صحیح ہوا جاتا ہے اور اس کی صحت کا گمان قوی ہوتا جاتا ہے یہ سارے مضامین اس بنا پر

إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

الحمد للہ والمنۃ کہ یہ رسالہ مؤلفہ جناب مولینا محمد قاسم صاحب نانوتوی

مزیل التباس و رد وضع اثر ابن عباسؓ ہے

۱۳۵۵ھ

تحذیر النّاس

باہتمام

(احقر) محمد علی مالک کتبخانہ امدادیہ دیوبند نے

بمبئی جوب برقی پریس دہلی سے طبع کرا کر

کتبخانہ امدادیہ دیوبند سے شائع کیا

یہ رسالہ نیز ہر قسم کی اسلامی درسی و غیر درسی
کتب نہایت ہی ارزاں قیمت پر ہم سے طلب کریں
کتب خانہ امدادیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ زید نے بہ تتبع ایک عالم کے جس کی تصدیق ایک مفتی مسلمین نے بھی کی تھی دربارۂ قول ابن عباسؓ جو درمنثور وغیرہ میں ہے ان اللہ خلق سبع ارضین فی کل ارض آدم کآدمکم ونوح کنوحکم وابراہیم کابراہیمکم وعیسیٰ کعیساکم ونبی کنبیکم کے یہ عبارت تحریر کی کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ حدیث مذکور صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقے میں مخلوق الٰہی ہے اور حدیث مذکور سے ہر طبقے میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگرچہ ایک ایک خاتم کا ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہوتا ہے مگر اس کا مثل ہونا ہمارے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت نہیں اور نہ یہ میرا عقیدہ ہے کہ وہ خاتم مماثل آنحضرت صلعم کے ہوں اس لئے کہ اولاد آدم جس کا ذکر وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ میں ہے اور سب مخلوقات سے افضل ہے وہ اسی طبقے کے آدم کی اولاد ہے بالاجماع اور ہمارے حضرت صلعم سب اولاد آدم سے افضل ہیں تو بلاشبہ آپ تمام مخلوقات سے افضل ہوئے پس دوسرے طبقات کے خاتم جو مخلوقات میں داخل ہیں آپ کے مماثل کسی طرح نہیں ہوسکتے انتہی اور باوجود اس تحریر کے زید یہ کہتا ہے کہ اگر شرع سے اس کے خلاف ثابت ہوگا تو میں اسی کو مان لوں گا میرا اصرار اس تحریر پر نہیں بس علماء شرع سے استفسار یہ ہے کہ الفاظ حدیث ان معنوں کو محتمل ہیں یا نہیں اور زید بوجہ اس تحریر کے کافر یا فاسق یا خارج اہل سنت وجماعت سے ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گذارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین؏ معلوم

؏ یعنی آیۂ کریمہ میں جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے تو اول اس کے معنی سمجھنے چاہئیں ۱۲

ص ۳

کہنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام[1] کے خیال میں تو رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا
بایں معنی ہے کہ آپکا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم[2] پر
روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ
وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے ہاں اگر اس وصف کو اوصاف مدح
میں سے نہ کہئے اور اس مقام کو مقام مدح قرار نہ دیجئے تو البتہ خاتمیت باعتبار تاخر زمانی صحیح
ہو سکتی ہے مگر میں جانتا ہوں کہ اہل اسلام میں سے کسیکو یہ بات گوارا نہوگی کہ اس میں ایک تو خدا
کی جانب نعوذ باللہ زیادہ گوئی کا وہم ہے آخر اس وصف میں اور قد و قامت و شکل و رنگ و حسب و
نسب و سکونت وغیرہ اوصاف میں جنکو نبوت یا اور فضائل میں کچھ دخل نہیں کیا فرق ہے جو اسکو
ذکر کیا اوروں کو ذکر نہ کیا دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب نقصان قدر کا احتمال کیونکہ
اہل کمال کے کمالات ذکر کیا کرتے ہیں اور ایسے ویسے لوگوں کے اس قسم کے احوال بیان کیا کرتے
ہیں اعتبار نہو تو تاریخوں کو دیکھ لیجئے باقی یہ احتمال کہ یہ دین آخری دین تھا اس لئے سد باب اتباع
مدعیان نبوت کیا ہے جو کل جھوٹے دعوی کر کے خلائق کو گمراہ کریں گے البتہ فی حد ذاتہ قابل لحاظ ہے
پر جملہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ اور جملہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ میں کیا تناسب
تھا جو ایک کو دوسرے پر عطف کیا اور ایک کو مستدرک منہ اور دوسرے کو استدراک قرار دیا اور
ظاہر ہے کہ اس قسم کی بے ربطی اور بے ارتباطی خدا کے کلام معجز نظام میں متصور نہیں اگر سد باب مذکور منظور
ہی تھا تو اس کے لئے اور بیسیوں موقع تھے بلکہ بناء خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخر زمانی اور
سد باب مذکور خود بخود لازم آجاتا ہے اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے
کہ موصوف بالعرض کا قصہ موصوف بالذات پر ختم ہو جاتا ہے جیسے موصوف بالعرض کا وصف موصوف
بالذات سے مکتسب ہوتا ہے موصوف بالذات کا وصف جسکا ذاتی ہونا اور غیر مکتسب من الغیر ہونا
لفظ بالذات ہی سے مفہوم ہے کسی غیر سے مکتسب اور مستعار نہیں ہوتا مثال درکار ہو تو لیجئے زمین
و کہسار اور در و دیوار کا نور اگر آفتاب کا فیض ہے تو آفتاب کا نور کسی اور کا فیض نہیں اور ہماری
غرض وصف ذاتی ہونے سے اتنی ہی تھی بایں ہمہ یہ وصف اگر آفتاب کا ذاتی نہیں تو جسکا تم کہو
وہی موصوف بالذات ہوگا اور اس کا نور ذاتی ہوگا کسی اور سے مکتسب اور کسی اور کا فیض نہو گا
الغرض یہ بات بدیہی ہے کہ موصوف بالذات سے آگے سلسلہ ختم ہو جاتا ہے چنانچہ خدا کے لئے کسی اور
خدا کے نہونے کیوجہ اگر ہے تو یہی ہے یعنی ممکنات کا وجود اور کمالات وجود سب عرضی یعنی بالعرض

---

[1] یعنی عوام کا خیال تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقط اس معنی کر خاتم النبیین ہیں کہ آپ سب آخری [illegible] جس میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کما حقہ کا اظہار نہیں ہوتا ہے ۱۲

[2] عوام کے اس خیال کے مطابق یعنی محض تقدم و تاخر زمانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بالذات کوئی خاص فضیلت ثابت ہوتی حالانکہ منطوق قرآن بیان فضیلت کامل کے لئے ہے لہذا خاتم النبیین سے ایسے معنی لینے چاہئیں کہ جس سے پورے طور پر کامل و اکمل فضیلت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہو ۱۲

ہونا ثابت ہوتا ہے اور آپ کا اس وصف میں کسی کی طرف محتاج نہ ہونا اس میں انبیاء گذشتہ ہوں یا کوئی اور اسی طرح اگر فرض کیجیے آپ کے زمانہ میں بھی اس زمین میں یا کسی اور زمین میں یا آسمان میں کوئی نبی ہو تو وہ بھی اس وصف نبوت میں آپ ہی کا محتاج ہوگا اور اس کا سلسلہ نبوت بہر طور آپ پر ختم ہوگا اور کیوں نہ ہو عمل کا سلسلہ علم پر ختم ہوتا ہے جب علم ممکن البشری ختم ہو لیا تو پھر سلسلہ علم و عمل کیا چلے غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گذشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے مگر جیسے اطلاق خاتم النبیین اس بات کو مقتضی ہے کہ اس لفظ میں کچھ تاویل نہ کیجیے اور علی العموم تمام انبیاء کا خاتم کہیے اسی طرح اطلاق لفظ مثلہن جو آیہ اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلہن یتنزل الامر بینہن ...... میں واقع ہے اس بات کو مقتضی ہے کہ سوا تباین ذاتی ارض و سما جو لفظ سموات اور لفظ ارض سے مفہوم ہے اور ان دونوں لفظوں کا ذکر کرنا اس باب میں بمنزلہ استثناء ہے اور نیز علاوہ اس تباین کے جو بوجہ اختلاف لوازم ذاتی یا اختلاف مناسبات ذاتی خواہ منجملہ لوازم وجود ہوں یا مفارق بین السماء والارض متصور ہو اور بالالتزام مستثنیٰ سمجھا جائے بوجہ بین السماء والارض مماثلت ہونی چاہیے سو اس میں سے مماثلت فی العدد اور مماثلت فی البعد اور فوق و تحت ہونے میں مماثلت تو اسی حدیث مرفوع سے معلوم ہوتی ہے جس سے تحقق سبع ارضین معلوم ہوا ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے بحوالہ امام ترمذی اور امام احمد باب بدء الخلق میں اس کو روایت کیا ہے اور ترمذی میں کتاب التفسیر میں سورۂ حدید کی تفسیر میں روایت کیا ہے وہ حدیث یہ ہے۔ وعن ابی ہریرۃ قال بینا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جالس واصحابہ اذ اتی علیہم سحاب فقال نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہل تدرون ما ہذا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ہذہ العنان ہذہ روایات الارض یسوقہا اللہ الی قوم لا یشکرونہ ولا یدعونہ ثم قال ہل تدرون ما فوقکم قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال فانہا الرقیع سقف محفوظ وموج مکفوف ثم قال ہل تدرون ما بینکم وبینہا قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال بینکم وبینہا خمس مائۃ عام ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال سماءان بعد ما بینہما خمس مائۃ سنۃ ثم قال ذلک حتی عد سبع سموات ما بین کل سماءین ما بین السماء والارض ثم قال ہل تدرون ما فوق ذلک قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ان فوق ذلک العرش وبینہ وبین السماء بعد ما بین السماءین ثم قال ہل

اب اتنا ہی اقرار کریں بلکہ اس سے بھی بڑھ کر انکار رہیں تو تکذیب رسول اللہ صلعم کا کھٹکا ہی تھا اقرار میں تو کچھ اندیشہ ہی نہیں بلکہ سات زمینوں کی جگہ اگر لاکھ دو لاکھ اوپر نیچے اسی طرح اور زمینیں تسلیم کیجئے تو میں ذمہ کش ہوں کہ انکار سے زیادہ اس اقرار میں کچھ وقعت نہ ہوگی نہ کسی آیۃ کا تعارض کسی حدیث سے معارضہ رہا۔ اثر معلوم اس میں سات سے زیادہ کی نفی نہیں سو جب انکار اثر مذکور بھی باوجود تصحیح ائمہ حدیث یہ جرأت ہے تو اقرار اراضی زائدہ از سبع میں تو کچھ ڈر ہی نہیں علاوہ بریں بر تقدیر خاتمیت زمانی انکار اثر مذکور میں قدر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کچھ افزائش نہیں ظاہر ہے کہ اگر ایک شہر آباد ہو اور اس کا ایک شخص حاکم ہو یا سب میں افضل تو بعد اس کے کہ اس شہر کی برابر دوسرا ویسا ہی شہر آباد کیا جاوے اور اس میں بھی ایسا ہی ایک حاکم ہو سب میں افضل تو اس شہر کی آبادی اور اس کے حاکم کی حکومت یا اس کے فرد افضل کی افضلیت سے حاکم یا افضل شہر اول کی حکومت یا افضلیت میں کچھ کمی نہ آجائیگی اور اگر بصورت تسلیم اور چھ زمینوں کے وہاں کے آدم و نوح وغیرہم علیہم السلام یہاں کے آدم و نوح علیہم السلام وغیرہم سے زمانہ سابق میں ہوں تو باوجود مماثلت کلی بھی آپ کی خاتمیت زمانے سے انکار نہ ہو سکے گا جو وہاں کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوات میں کچھ حجت کیجئے ہاں اگر خاتمیت بمعنے اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کی افراد خارجی ہی پر آپ کی افضلیت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی افضلیت ثابت ہو جائیگی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے بالجملہ ثبوت اثر مذکور دونا مثبت خاتمیت ہے معارض و مخالف خاتم النبیین نہیں جو یوں کہا جائیگا کہ یہ اثر شاذ بمعنی مخالف روایۃ ثقات ہے اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا ہوگا کہ حسب زعم منکران اثر اس اثر میں کوئی علت غامضہ بھی نہیں جو اسی راہ سے انکار صحت کیجئے کیونکہ اول تو امام بیہقی کا اس اثر کی نسبت صحیح لکھنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی علت غامضہ خفیہ قادحہ فی الصحۃ نہیں دوسرے شذوذ تھا تو یہی تھا کہ مخالف جملہ خاتم النبیین ہے اور علت تھی تب بھی تھی اگر اور کوئی آیت یا حدیث ایسی ہی ہوتی جس سے سات سے کم زیادہ زمینوں کا ہونا یا انبیاء کا کم و بیش ہونا یا نہ ہونا ثابت ہوتا تو کہہ سکتے تھے کہ وہ شذوذ یہ ہے مگر آج تک

ہر قسم کی کتب تصانیف علمائے دیوبند خریدتے وقت مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند یو پی کو لکھیے

اللہ لا الہ الا ہو لیجمعنکم الی یوم القیمۃ لا ریب فیہ

حفظ الایمان

مع

بسط البنان

مصنفہ

حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ

جس کو

مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے

باہتمام خاص اپنے

کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع کیا

(زیر نگرانی منشی [illegible] محمد [illegible] جلال پریس [illegible] میں طبع شد ۱۳۹۰)

ہر قسم کی درسی و غیر درسی کتب قرآن مجید ملنے کا پتہ مولوی سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند
حمائل مترجم و غیر مترجم قاعدے سپارے

ین خاصیت دلیل جواز نہیں۔ فافہم و لاتزل واللہ اعلم فقط

جواب سوال سوم ۔ مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور لو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی و امتی و ربی کہنے سے نہی۔ اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہوگا اور اگر ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا ناجائز نہ ہوگا کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہوگا اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہوگا اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل و علا شانہ سے بھی جائز ہوگی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں نعوذ باللہ منہ، تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تمام بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ کیوں شمار کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبویہ سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ

رجسٹرڈ نمبر ۱۲۶

۷۸۶

کان اللہ تعالیٰ لہ

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتخولنا بالموعظۃ مخافۃ السآمۃ علینا

امتثالا للآیہ کہ دال ست بر مطلوبیت زیادتِ علوم و امداد و للحدیث کہ دال ست بر بند و بست کمے :

فصل وار شاد صحیفہ شہریہ ملقب بہ

الامداد

مشتمل بر شعب غنیہ متنوعہ خمسہ مسلسلہ و دائرہ

یعنی امداد الفتاویٰ فی الفقہ والعقائد و حوادث الفتاویٰ فی ما یتعلق بالسوانح الجدیدۃ
و تربیۃ السالک فی الاحوال الخاصۃ من السلوک والرفیق فی سواء الطریق فی الاحوال العامۃ منہ و
ملفوظات خبرت فی الفوائد المختلفۃ النقلیۃ والعقلیۃ کہ کل آن از افادات سلسلہ حضرت مولانا اشرف علی
صاحب مدظلہ است بار جل آن از افاضات حضرت شیخ العرب والعجم مولانا الحاج الشاہ محمد امداد اللہ ست کہ
لقب صحیفہ مشیر ست بہ تبرک بنام نامیش نیز و خاصۃ الاشتات از تحقیقہا طالزہ و دیگر اہل فضل

عدد (۸) بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ھ ہجری جلد (۳)

بادارۃ الاحقر رفیق احمد

از مطبع امداد المطابع تھانہ بھون جلوہ نمودن گرفت

داعی ہوتا ہے بعض اوقات حدود شرعیہ کا خیال بھی نہیں رہتا ایسا شخص مشابہ حضرت صدیق اکبرؓ کے اُس حال کے ہے جب تک وہ اسلام نہ لائے تھے کہ اُس وقت بھی وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت فرماتے تھے مگر محض محبت طبعیہ سے نہ کہ حمیت شرعیہ سے بس خواب میں ایسے خادموں کی حقیقت بتلائی گئی اس خواب میں جزو مہتم بالشان یہی تھا باقی ظاہر ہے والسلام

۲۰ شوال ۱۳۳۵ھ ۔

سوال ۔ اب وجہ اس کی عرض کرتا ہوں کہ بیعت ہونے کا خیال مجھکو کیوں ہوا اور حضور کی طرف کیوں رجوع کیا بیعت کا شوق صرف مطالعہ کتب تصوف سے اور حضور کی جانب رجوع اسلئے کہ ہمارے نانا صاحبان مولانا مولوی محمد صاحب مرحوم مولنا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم و مولانا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم لودیانہ والوں سے حضور کے اعتقادات ملتے جلتے تھے اس سے یہ غرض تھی کہ ہمارے نانا یا اور کوئی اپنے دادا وغیرہ علماء کے اعتقادات گو خراب ہی ہوں اُن کو بلاوجہ ترجیح دی جائے اصل غرض یہ ہے ۱ حضور کے اور بندہ کے اعتقادات بالکل ایک ہیں اور اگر مولوی صاحبان لودیانوی اور حضور کے درمیان کسی فروعات میں اختلاف بھی ہو تو اسمیں بھی جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں (۲) اور حضور کی تصنیف چند کتابیں زیر مطالعہ رہی ہیں جن میں سے بہشتی زیور وتحفہ زجان ہے اور شرح مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی چند تصانیف نظر سے گذریں (۳) ایک دفعہ رامپور ریاست میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب جو طالب علم تھے اُن کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے بیعت ہیں اس لئے اُن سے اور بھی محبت ہو گئی تو اثناء گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس تھانہ بھون سے دو رسالہ الامداد اور حسن العزیز بھی ماہواری آتے ہیں بندہ نے اُن کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو اُن مولوی صاحب طالب علم نے چند رسالہ مجھکو دیکھنے کے واسطے دئے الحمد للہ جو لطف اُن سے اٹھایا بیان سے باہر ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھدیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی اسلئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب کرلیا

اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھکو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔
۲۴ شوال ۱۳۳۵ھ۔

سوال جناب مخدوم ومطاع مولانا دام فیضہم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مکرمت نامہ وارد ہو کر باعث اعزاز ہوا یہ ناچیز حضرت جد امجد قبلہ عالم مدظلہ العالی کا بڑا نواسہ مولوی ...... صاحب مرحوم کا لڑکا ہے اس میں شبہ نہیں کہ جناب نے ضروریات زمانہ کے لحاظ سے دینی خدمت بہت کی ہے اور بہت سے رسائل مفیدہ دینیات میں تصنیف فرما کر لوگوں کو مستفیض فرمایا مگر آپ سے

صراطِ مستقیم
فارسی
یوسفی

یعنی

ملفوظات حضرت سید احمد شہید بریلوی قدس اللہ روحہ

۱۲۱۱ھ ——— ۱۲۴۶ھ

جمع و ترتیب

- سیّد محمّد اِسماعیل شہیدؒ علیہ الرحمۃ
  م ۔ ۱۲۴۶ ہجری
- مولانا عبد الحئ بڈھانوی علیہ الرحمۃ
  م ۔ ۱۲۴۳ ہجری

المکتبۃ السلفیۃ
شیش محل روڈ ○ لاہور ۲

مخل نمی شد بلکه آنهم منجمله کمالات نماز میگردید زیرا که آن تدبیر از جمله ملهمات حضرت حق در دل ایشان بوده بخلاف کسی که خود متوجه بتدبیر امری از امور دینیه یا دنیویه شود بهر کآن مقام منکشف میشود و میداند که بمقتضای ظلمات بعضها فوق بعض از وسوسه زنا خیال مجامعت زوجه خود بهتر است و صرف همت بسوی شیخ و امثال آن از معظمین گو جناب رسالتمآب باشند بچندین مرتبه بدتر از استغراق در صورت گاو و خر خود است که خیال آن با تعظیم و اجلال بسویدای دل انسان میچسپد بخلاف خیال گاو و خر که نه آنقدر چسپیدگی می بود و نه تعظیم بلکه مهان و محقر می بود و این تعظیم و اجلال غیر که در نماز ملحوظ و مقصود میشود بشرک میکشد بالجمله منظور بیان تفاوت مراتب وساوس است آنسان را باید که آگاه شده بهیچ عائق از قصد حضوری حق منجم و پس پا نگردد و غرض درین مقام علاج این مخل است بر وضعیکه فهم هر کس و ناکس تا بآن رسد پس اگر وسوسه از قبیل قبیح ترین وساوس و پس خود بالتجای تمام علاج کند هر چند هر خیر منوط بفضل الهی است لیکن در بعض چیزها اسباب ظاهری چندان دخل ندارد و حصول آن مربوط بفضل الهی است و بس از همین قبیل است دفع این وساوس و بخدمت شیخ خود عرض نماید زیرا که مرشد از روی آثار این کار است بر تدبیری مفید تر شاید آگاه سازد و دعا خواهد کرد و اگر وسوسه از طرف نفس یا از طرف شیطان سوای وساوس مذکور است پس علاجش آن است که اگر مثلا در فرض ظهر پیش آمده بعد از فراغ از فرض و سنت در خلوت و تنهائی بجد چندانکه وسوسه نگردد شانزده رکعت بخواند اگر در تمام رکعات خیالات ممتد مانده بود و اگر در تمام رکعات خیالات نمانده بعض بحضور و خالی از خیالات گزرانیده و بعض آن ملوث بآلودگی خیالات گشته پس مقابل هر رکعات که در آن وسوسه شده چهار رکعت مقرره نموده بحساب آن بگزارد و تدارک نماز عصر بعد مغرب کند و تدارک مغرب بعد آن و علی هذا القیاس عشا و تدارک فجر بعد طلوع آفتاب کند تا نفل نامشروع نشود و چون این کار بر نفس شاق است البته از آن باز خواهد آمد و خود را باز خواهد داشت و چونکه نفس در کار حق تعالی بو آید شکر الهی بسیار بجا آرد و در مدارات نفس و مکافات آن بترفیه و آرام دادن و خواهش او بموجب شرع بوی رسانیدن بعمل آرد و اگر تهجد از ملتزم آن بسبب تسویل نفسانی یا شیطانی قضا شود صباح آن روزه دارد و اگر در روزه مخلی از مخلات شرعیه نفس و شیطان بروی کار آرند تنبیه آن شب بیداری همه شب با آن روزه پیوسته است بیاید و شیطان چون لنا فرخود مایوس میشود نفس را شریک خود می سازد و نامدعای او بر آید و تنبیه و تادیب نفس و شیطان هر دو از شرارت باز می مانند بلکه

يا ايها الناس قد جاءكم برهان من ربكم

اے لوگو تحقیق آئی تمہارے پاس حجت تمہارے رب کی طرف سے

الحمد للہ العلی الاعلیٰ کہ کتاب لاجواب ماحی رسوم و بدعات
دافع اوہام و ظلمات مجلی بحجج لامعہ موشّی بدلائل نافعہ اعنی

البراهین القاطعة علی ظلام الانوار الساطعة

[illegible]

بامر حضرت بقیۃ السلف حجۃ الخلف راس الفقہا و المحدثین تاج العلما
الکاملین جناب مولٰنا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ
حسب فرمایش مولوی محمد یحییٰ صاحب تاجر کتب دینیات مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور

در مطبع بلالی واقع ساڈھورہ مطبوع شد

درود اُس امام رُسل ہادی سُبُل کی روح پُر فتوح پر جسکے فیض تعلیم و ہدایت سے ہر زندہ دل اپنے مُردگان غمناک کی۔ ارواح کو فاتحہ و درود سے راحت رسان ہے۔ ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم اما بعد اہل اسلام کو اپنی اس حالتِ نازک پر رونا چاہیئے کہ اسلام ایک گُل پژمردہ کی طرح سموم اختلافات بیجا سے آناً فاناً کُملایا جاتا ہے اور عناد و فساد ایک تندباد شدید ظلمانی کی طرح ہر طرف سے اُٹھا چلا آتا ہے نہ زبان میں سچی نہ سینے صاف سیکڑوں مفسدی ہزاروں اختلاف کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عزاسمہ جسکی شان عالی یہ ہے

وعلم چند جہلاء کی تحسین پر اپنے جامہ میں نہیں سماتا چنانچہ خود تحریر رسالہ گواہ اس دعوے کی ہے لہذا خوب روشن ہو گیا اور مثل آفتاب نیمروز کے واضح ہوا کہ مؤلف اسکا مولوی عبد السمیع رامپوری ہے جو میرٹھ میں بر مکان شیخ الٰہی بخش مرحوم رہتا ہے کہ اُس نے ابتدائے طفلی سے رسائل مبتدعین کی جمع کر کے یہ ملکہ واہیہ بہم پہونچایا اور باوجودیکہ خدمت جناب مولٰنا احمد علی صاحب سہارنپوری محدث اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب تھانوی اور مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہم میں یہ بضاعۃ مزجاۃ علم بے فہم کی حاصل کی تھی اُن کو بھی مع دیگر علماء متقدمین و متاخرین کے نشان سہام طعن و شتم بنایا۔ اسوجہ سے زیادہ تر موجب ملال و تعجب کا ہوا چونکہ جہلاء ضلال اس کتاب پر نازکرتے ہیں اور خود مؤلف بھی اس تار عنکبوت کو حصن حصین تصور کرتا ہے اسکی حقیقت جہل کو کشف کرنا ضرور جانا تاکہ مؤلف کو مبلغ اپنے علم و فہم کا واضح ہو جاوے اور ہر ناظر پر کیفیت مؤلف کی اور استعداد و لیاقت اس کی ہویدا ہو جاوے۔ اور اس ردّ انوار ساطعہ کا نام **البراہین القاطعہ علیٰ ظلام الانوار الساطعہ** رکھا گیا اور اس رد میں لفظ مؤلف سے مراد مولوی عبد السمیع رامپوری ہوویگا اور مجیب وہ عالم کہ جسکے جواب پر مؤلف نے بحث شروع کی ہے اور اس جواب میں مقاصد مضامین اس رسالہ کا ابطال اور حاصل مراد مؤلف کا قمع کیا گیا ہے اور اُسکے الفاظ و عبارت کی اغلاط اور ہفوات و خرافات کا جواب اور سب و طعن کا انتقام اور جملہ جملہ کا افساد و ابطال بسبب خوف طوالت کے ترک کیا گیا ہے الا ماشاء اللہ تعالیٰ پس بغور ملاحظہ طلب ہے کہ مؤلف کے جملہ مطالب کو نیست و نابود اور جمیع قبائح و مفاسد کو باختصار تمام معائن و مشہود باذنہ تعالیٰ کر دیا گیا ہے کہ تھوڑی فہم والا بھی اس تالیف و مؤلف کی قدر پر مطلع ہو جاویگا واللہ ولی التوفیق و علیہ الاعتماد و بیدہ ازمۃ الحق والتحقیق۔ **قولہ**۔ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عزاسمہ الخ **اقول** امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہیں نکالا بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہیں چنانچہ رد مختار میں ہے بل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصا بل جودا و کرما الخ ایسا ہی دیگر کتب میں لکھا ہے پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے ہاں حق تعالیٰ کو اپنی مخلوق کی مثل پیدا کرنے پر قادر نہ ہونا آج تک کسی اہل علم نے نہ کہا تھا جیسا اس سیزدہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہی اور عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اور ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھیرایا اسپر مؤلف کو افسوس اور عبرت نہ ہوئی پس یہ ماجرا لائق دید ہے کہ تمام

ص ۲۶

وہ جائز نہ ہو ورنہ ناجائز یہ بات ہرگز محققین کامل کے نزدیک مسلم نہیں واضح ہو کہ یہاں تک سوال فتوی انکاری کی شرح کی گئی اب اُسی کے جوابات جو مفتی صاحبوں نے لکھے ہیں اس کی توضیح کرتا ہوں نور دوم میں چند لمعے ہیں لمعہ اولیٰ نقل جواب واضح ہو کہ اس سوال کا جواب اول دہلی میں لکھوایا گیا پھر اصحاب دیوبند نے اُسپر مُہریں لگائیں وہ یہ ہے جواب فتوی انکاری انعقاد مجلس میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلعم کے قرون ثلثہ سے ثابت نہیں ہوا پس یہ بدعت ہے و علیٰ ہذا القیاس بروز عیدین و غیر عیدین و پنجشنبہ وغیرہ میں فاتحہ مرسومہ بالتزام انکا پایا نہیں گیا البتہ ثواب عن المیت بغیر تخصیص ان امور مرقومہ سوال کے بطور صدقہ یا مساکین و فقرا کو دیکر ثواب پہنچانا اور دعا و استغفار کرنے میں اُمید منفعت ہے اور ایسا ہی حال دہم سوم و چہلم وغیرہ اور پنج گزتہ اور عرس و شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث اور کتب دینیہ سے خلاصہ یہ کہ بدعات مخترعات ناپسند شرعیہ ہیں انتہے حرفاً حرفاً۔ اب مؤلف رسالہ ہذا اللہ تعالیٰ کی توفیق اور مدد پر بھروسہ کرکے بیان کرتا ہے اُن اُمور ناصواب کو جو اس جواب میں ہیں واضح ہو کہ اس جواب پر دہلی کے تین صاحبوں کی مُہر ہے الٰہی بخش حفظ اللہ شریف حسین یہ صاحب دہلی میں غیر مقلد ہیں سب کو معلوم ہے ہیں انکا یہ جواب لکھنا کچھ تعجب نہ تھا لیکن اصحاب دیوبند بھی اس فتوی میں اُنکے تابع ہوگئے مدرسہ دیوبند کے طلبا اور مدرسین کی پانچ مہریں اور چند دستخط ایسے ایسے مفتی کہ ان میں سے ایک صاحب کی عبارت یہ ہے "ہذا مسئلہ جواب صحیحہ حسن علی عفی عنہ" سبحان اللہ عبارت ان مفتی صاحب کی دیکھنے کے قابل ہے اور فصاحت و بلاغت تذکروں میں لکھنے کے لائق ہے لفظ ہذا کی تذکیر و تعریف مسئلہ کی تانیث و تنکیر جواب کی تذکیر صحیحہ کی تانیث پھر مسئلہ جیسے سوال مبتدا اور جواب صحیحہ اُسکی خبر سوال کی خبر جواب کیا تماشے ہو رہے ہیں خیر ہم کو ان صاحبوں میں کسی سے کچھ تعارض نہیں الا مولوی محمد یعقوب صاحب۔ کہ اس مدرسہ کے مدرس اول ہیں چونکہ انہوں نے

اول سے لمعہ نور اول کو ظلمات مکنونہ سے کہ ظلمات جہل پر نور شمع علم کے تقدم رفع کرکے اسکی ظلمات اصلیہ کو واضح طور پر نمایاں چھانا کر دکھایا **قولہ**۔ نور دوم الخ **اقول** اس میں مؤلف نے جواب بلفظہ نقل کیا ہے بعد اسکے کچھ اپنے علم کے فقرے کلمات لکھے ہیں کہ اُنکے جواب کی ضرورت نہیں علم مؤلف کا تو نور اول میں ہی خوب منور ہو چکا **قولہ** ان میں سے ایک صاحب کی عبارت یہ ہے الخ **اقول** حسن علی نام کوئی مدرس مدرسہ دیوبند میں نہیں ابتدائے بناء مدرسہ سے آج تک کی کیفیات موجود ہیں دیکھ لو مؤلف کو اگر دیوبند کے مدرسہ پر طعن کرنا مقصود ہے تو ایسی طرح طعن کرنا کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہ ہو شرم کی بات ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان بعض الظن اثم پھر خواہ مخواہ حسن علی کو دیوبند کا مدرس یا طالب علم قرار دیکر محض اپنی طرف سے یہ لکھنا کسقدر خلاف امر حق تعالیٰ کے ہے اور جو توہین مدرسہ کی غرض مؤلف کی ہے تو ایسے واہی مطاعن سے کچھ نہیں ہوتا اور مدرسہ دیوبند کا جو کچھ علم ہے اگر کچھ فہم خداداد مؤلف کو ہے تو آوے اور دیکھے اس فقیر کے گمان میں یہ آتا ہے کہ مدرسہ دیوبند کی عظمت حق تعالیٰ کی درگاہ پاک میں بہت ہے کہ صدہا عالم یہاں سے پڑھکر گئے اور خلق کثیر کو ظلمات ضلالت سے نکالا یہی سبب ہے کہ ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپکو اُردو میں کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپکو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء مدرسہ دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا معلوم ہوا پس جس کا رتبہ عند اللہ زیادہ ہوگا۔

ص ۵۱

اور مشکوۃ میں ہے کہ ملک الموت وقت موت میت کے سرہانے ہوتا ہے مومن کے بھی اور کافر کے بھی یہ حدیث طویل ہے اور قاضی ثناء اللہ نے تذکرۃ الموتی میں نقل کیا ہے ایک حدیث کو جزاری اور ابن مندہ سے اُس میں یہ بھی ہے کہ ملک الموت نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ ایسا کوئی گھر نہیں نیک یا بد آدمیوں کا جس کی طرف مجھکو توجہ نہ ہو اور دن دیکھتا رہتا ہوں اور ہر چھوٹے بڑے کو ایسا پہچانتا ہوں کہ وہ خود بھی اپنے کو اسقدر نہیں پہچانتے ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ملک الموت ہر جگہ حاضر ہے بھلا ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے درمختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان اولاد آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اُس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے علامہ شامی نے اسکی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے جسکو اللہ نے بچالیا بعد اسکے لکھا ہے واقدرہ علی ذلک کما اقدر ملک الموت علی نظیر ذلک یعنی اللہ تعالے نے شیطان کو اس بات کی قدرت دیدی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے انتہے کلامہ اب عالم اجسام محسوسہ میں اس کی مثال سمجھئے کوئی آدمی مشرق سے مغرب تک اگر آبادی دنیا کی اگر سیر کرے جہاں جاویگا چاند کو موجود پاویگا اور سورج کو بھی پاویگا پھر اگر وہ کہے کہ ایک چاند سب جگہ موجود ہے اور ایک سورج سب جگہ موجود تھا ایسے فاسد سے چاہیے کہ وہ کافر ہو جائے کہ اُسنے چاند کو ہر جگہ موجود کہا حالانکہ تحقیق یہ ہے کہ نہ وہ مشرک ہے نہ کافر نہ فاسق مسلمان ہے

پیدا کرنے والے نے آفتاب و ماہتاب کو جو اس ہیئت وسعت نور پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اسکا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے معلوم ہوا اب اسپر کسی افضل کو قیاس کر کے اُس میں بھی مثل یا زائد اُس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں اول تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جاویں بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہذا اس کا اثبات اُسوقت قابل التفات ہو کہ مؤلف قطعیات سے اسکو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا چاہے تو کب قابل التفات ہوگا۔ دوسرے قرآن و حدیث سے اُسکے خلاف ثابت ہے پس اُسکا خلاف کسطرح قبول ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب قول مؤلف کا مردود ہوگا خود فخر عالم علیہ السلام فرماتے ہیں۔ واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم الحدیث اور شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں کہ مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور مجلس نکاح کا مسئلہ بھی بحر الرائق وغیرہ کتب میں لکھا گیا تیسرے اگر فضیلت ہی موجب کلی ہو تو تمام مسلمان اگرچہ فاسق ہوں اور خود مؤلف بھی شیطان سے افضل ہیں تو مؤلف سب مؤمنوں پر بسبب افضلیت کے شیطان سے زیادہ نہیں تو اس کی برابر تو علم غیب بزعم خود ثابت کر دیوے اور مؤلف خود اپنے زعم میں تو بہت بڑا اکمل الایمان ہے تو شیطان سے ضرور افضل ہو کر اعلم من الشیطان ہوگا معاذ اللہ مؤلف کے ایسے جہل پر تعجب بھی ہوتا ہے اور رنج بھی ہوتا ہے کہ ایسی نالائق بات منہ سے نکالنا کسقدر دور از علم و عقل ہے الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھکر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے اور خاصہ کی تعریف تہذیب منطق پڑھکر مؤلف نے یاد کر کے بے تہذیبی عقیدہ کی اختیار کی مگر فہم سے ماشاء اللہ بہت دور ہے خاصہ حق تعالے کے علم کا یہ ہے کہ اُس کا علم ذاتی حقیقی ہے کہ جسکا لازم احاطہ کل شیٔ کا ہے اور تمام مخلوق کا علم مجازی ظلی کسقدر عطا کی حق تعالیٰ کی طرف سے مستفاد ہے پس

ص ۵۲

پس اسی طرح سمجھو کہ جیسے سورج سب جگہ موجود ہو کر وہ چوتھے آسمان پر ہے روح نبی صلے اللہ علیہ وسلم جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے مگر وہاں سے اپنی نظر مبارک کل زمین پر یا زمین کے چند مواضع و مقامات پر جائے اور شعاع انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مولود کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جاوے کیا محال اور کیا بعید ہے علامہ زرقانی نے ابو الطیب کا شعر شرح مواہب لدنیہ کی فصل زیارت قبر شریف میں نقل کیا ہے ؎ کالشمس فی وسط السماء ونورها يغشى البلاد مشارقا ومغاربا او كالبدر من حيث التفت رايته يهدي الى عينيك نورا ثاقبا یعنی جس طرح سورج آسمان کے بیچ میں ہے اور روشنی اس کی پھیلی ہوئی ہے مشرق سے مغرب تک اور جس طرح چاند جہاں سے تو اسکو دیکھے اسی جگہ سے تیری آنکھوں میں نور بخشے گا انتہی کلامہ پس فرق یہ ہے کہ سورج اور چاند کے دیکھنے کی آنکھ اللہ تعالے نے کھول رکھی ہے اسکے ذریعہ سے بینا آدمی دیکھ کر کہہ دیتا ہے کہ چاند ہر جگہ موجود ہے اندھا مادرزاد یوں کہیگا کہ چاند کہیں نہیں ہے پس اسی طرح روح نبوی کا دیکھنا موقوف ہے اللہ تعالیٰ کی عنایت پر اگر وہ آنکھ باطنی کھولدے اور پردہ اٹھا دے ہر جگہ انسان جلوہ احمدی دیکھ سکتا ہے امام شعرانی نے میزان میں لکھا ہے قد بلغنا عن ابی الحسن الشاذلی وتلمیذہ ابی العباس المرسی وغیرہما انہم کانوا یقولون لو احتجبت عنا رؤیة رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم طرفة عین ما عددنا انفسنا من جملة المسلمین دیکھئے ابو الحسن شاذلی وغیرہ اولیا فرماتے ہیں کہ اگر ایک پل جھپکنے کی برابر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے چھپ جاویں تو ہم اپنے تئیں مسلمان نہ جانیں انتہی اب دیکھئے یہ اولیاء اللہ ان مفتی صاحبان صافی عقیدت کے نزدیک کس فتوی اور کس حکم میں داخل ہونگے اور ہونا روح انبیاء علیہم السلام کا علیین میں ساتویں آسمان پر جو ہے بیان کیا ہے تفسیر عزیزی کے بیان علیین میں دیکھو لیکن باوجود ہونے علیین میں آپ کی روح کو قبر شریف سے بھی اتصال قوی ہے ہر زائر کو جانتے ہیں کون زیارت کو آیا سب کو سلام کا جواب دیتے ہیں قبر میں جسم مبارک زندہ ہے۔ زرقانی نے لکھا ہے ان نبینا بالرفیق الاعلے وبدنہ فی قبرہ یرد السلام علے من یسلم علیہ اس مقام کی تحقیق زیادہ اس سے مقام اثبات مولود شریف میں بیان کرینگے اب فکر کرنا چاہئے جب چاند سورج ہر جگہ موجود اور ہر جگہ زمین پر شیطان موجود ہے اور ملک الموت ہر جگہ موجود ہے تو صفت خدا کی کہاں ہوئی اور تماشا یہ کہ صاحب محفل میلاد تو زمین کی جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی غیر مذہبی میں حاضر ہونا

اعلے علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونیکی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کی برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ چنانچہ وجہ اسکی اوپر ذکر ہوئی اور قیاس سے اسکا اثبات جہل ہے کہ شاہد علم کا بھی اسکا مجوز نہیں الغرض یہ تحقیق واہی مؤلف کی محض جہل ہے اب شاید شرک میں مبتلا نہ ہو مگر ایک عالم کا راہ مار دیا بعد اسکے جو حکایات اولیاء اللہ کی مؤلف نے لکھی ہیں تو اول تو یہ حکایات حجت شرعیہ مثبت حکم کی نہیں خصوصاً باب عقائد میں پس ان حکایات کو قبول کر کے نصوص کا رد کرنا کسی جاہل سے بھی متوقع نہیں چہ جائیکہ عالم سے اور بعد تسلیم کے جواب یہ ہے کہ ان اولیاء کو حقتعالی نے کشف کر دیا انکو یہ حضور علم حاصل ہو گیا اگر آپ فخر عالم علیہ السلام کو بھی لاکھ گنا اس سے زیادہ عطا فرما دے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اسکا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اسپر عقیدہ کیا جائے اور مجلس مولود میں خطاب حاضر کیا جائے اس امر کا محض امکان سے تو کام نہیں چلتا بالفعل ہونا چاہئے اور ثبوت ہو جانا نص سے واجب ہے مگر سوء فہم مؤلف کا قابل تماشا ہے کہ کچھ نہیں سمجھتا اور یہ بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالی اطلاع دیکر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اسپر عقیدہ درست بھی نہیں۔

ص ۲۷۴

فاروقی عفا اللہ عنہ بخدمت مولوی نذیر احمد خاں صاحب بعد سلام تحیۃ اسلام آنکہ آپکا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور توضیح مطالب براہین قاطعہ بالاختصار کچھ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچا وے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔

جواب اوّل ۔ واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنے آپنے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح ۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا ۔ وان اللہ لا یخلف المیعاد ۔ وغیرہا آیات کے وہ ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے ۔ رہا خلاف علماء کا جو دربارہ وقوع و عدم وقوع خلف وعید ہے جسکو مصنف براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے وہ در اصل کذب نہیں صورت کذب ہے اسکی تحقیق میں طول ہے الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرۃ باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اُسکے خلاف پر بھی قادر ہے اگرچہ وقوع اسکا نہ ہو امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اُسکو استحالہ لاحق ہوا ہو چنانچہ اہل فن پر مخفی نہیں ۔ پس مذہب جمیع محققین اہل اسلام صوفیہ کرام و علماء عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرۃ باری تعالیٰ ہے پس جو شبہات کہ وقوع کذب پر متفرع کئے تھے وہ مندفع ہوگئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں اسکی حقیقت کے ادراک سے اکثر ابناء زمان قاصر ہیں آیات و احادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے ایک مثال قرآن و حدیث کی بھی جاتی ہے ۔ ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے ۔ قل ہو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا الآیۃ اور دوسری جگہ فرمایا ۔ وما کان اللہ لیعذبہم

ف۱ کیونکہ فساق مومنین کیلئے مثلاً جو کچھ وعید و تہدید آیات و احادیث میں فرمائی گئی ہیں وہ عموماً باعتبار استحقاق عذاب ہے در حقیقت عمل بلا تخصیص ہے تو ذات کے ساتھ کیساتھ یہ بھی فرمادیا کہ ہم انمیں سے جسکو چاہیں بلا تعذیب بخشدیں پس اس وعید کا خلاف کذب نہیں چنانچہ بعض اہل ایمان مومنین کا بلا تعذیب جنت میں جانا اور حق تعالیٰ کا محض اپنی رحمت سے بخشدینا احادیث میں صحیح ہے البتہ کفار کیلئے دوزخ میں جانا وعدہ قطعی ہے اُسکا خلاف کذب ہے اسلئے کفار جنت میں نہ جاوینگے مگر کفار کا جنت میں داخل کرنا قدرۃ خداوندی میں داخل ہے یہی معنی امکان کذب کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کذب پر قادر ہے پر وقوع اُسکا نہ ہوگا ۔۱۲

ف۲ جیسے رسول خدا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل محال ہے یعنی ممکن ہے یعنی خدا تعالیٰ قادر ہے کہ آپ کا مثل پیدا کرے کیونکہ قاعدہ مسلم ہے کہ مثل الممکن ممکن جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ممکن ہیں واجب نہیں مخلوق ہیں خالق نہیں تو آپ کا نظیر بھی ممکن ہے انتفاء بالنقل الاول مگر چونکہ وعدہ ہو چکا کہ کمالات نبوۃ و رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکی وہ آپکے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اسلئے وقوع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محال ہو گیا یعنی محال بالغیر جیسے زید مثلاً جسکی تقدیر میں عالم ہونا لکھا گیا اُسکا جاہل ہونا بالذات ممکن یعنی خدا تعالیٰ کی قدرۃ میں داخل ہے چونکہ خدا تعالیٰ کا لکھا بدلتا نہیں اسلئے زید کا جاہل ہونا محال بالغیر ہے اسیطرح بہتیری مثالیں اسکی موجود ہیں ۔۱۲ ف۳ معترض کے شبہات کی بنا وقوع کذب پر تھی کیونکہ قرآن شریف میں مثلاً احتمال کذب اسیوجہ سے ہے کہ کذب کے وقوع کا کوئی قائل ہو ہرگاہ وقوع کذب باری تعالیٰ محال گویا مستحیل کسی وجہ سے ہوا احتمال کذب کلام اللہ بھی غلط اور نیز دافع ہو گیا ہرگاہ جائے۔ حاجی صاحب سلمہ نے جمیع محققین اہل اسلام و صوفیہ کرام کا مذہب امکان کذب یعنی دخول تحت القدرۃ تحریر فرمایا تو اب منکرین اپنا انجام سوچیں کہ دیکھیں کس گروہ میں داخل ہیں ۔۱۲ ف۴ مگر جب دیکھا کہ اس زمانہ کے معقول مغالطات کے بھروسہ قدرۃ خداوندی کی نفی کرنے لگے اور اہل حق کی تکفیر و تضلیل پر آمادہ ہوئے تو بضرورت اظہار اس مسئلہ کا کرنا پڑا ۔۱۲ منہ ف۵ اس آیت کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے تمہارے اوپر عذاب بھیجنے پر اور آیت ثانیہ کا حاصل یہ ہے کہ بسبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بدولت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں عذاب نہ آئے گا پس اس وعدہ کی وجہ سے دنیا میں عذاب بیشک نہ آئیگا مگر آیت اولیٰ سے اُسکا قدرت الٰہی میں داخل ہونا معلوم ہوا وھو المدعی ۱۲ منہ

مدارج النبوت ص ۵۲

و آنکه بجانب یمین بود بدو دلالت روز مره است و اکثر نظر آن حضرت صلی الله علیه و آله و سلم ملاحظه بود یعنی نظر کردن بگوشهٔ
چشم که در جانب صدغ است و آنکه در جانب بینی است آنرا موق و ماق میگویند و این از غایت حیا و تادب بود و چون التفات
میکرد وی نگریست بچپ و راست بتمام برمیگشت و دزدیده نظر نگردانیدی و عنق التفاتی نمود که از عادت متکبران است
و نظر وی به پیش روی و پس پشت یکسان بود و در احادیث صحیح آمده است که بعضی یاران را می گفت تمام کنید از من رکوع و سجود
که من می بینم شما را از پیش و پس یکسان پوشیده نیست بر من رکوع و سجود شما و در حقیقت این رویت اختلاف کرده اند که چگونه بود
و حقیقت تمامه احوال شریف آن حضرت صلی الله علیه وسلم این چنین است که بکنه آن خوارق نرسید و عجز وصف آن بجز حکم
تاویل متشابهات است و آنچه بقیاس عقل و نظر علم میتوان گفت برین تفصیل است که این رویت بصری است یا رویت قلبی
و بر تقدیر بصری مخصوص است بحال صلوة که محل انکشاف تمام و موجب زیادت نور است یا عام است تمامه احوال و اوقات
را و اگر رویت بصری است همین چشم است که در سر است یا پروردگار تعالی قادر است که قوت بصر در هر جزو از بدن پیدا آورد
یا در ابصار آن حضرت بطریق اعجاز مقابله شرط نبود و بعضی گفته اند که در میان کتفین آن حضرت دو چشم بود مانند سوراخ
سوزن که ابصار می کرد بآن و نمی پوشید آنرا جامها یا صور این جماعه منطبع می شد در حایط قبله چنانچه در آیینه پس مشاهده
می کرد افعال ایشان را و این دو سخن غریب است اگر روایت [illegible] اسناد صحیح ثابت والا محل توقف است و گفته
اند که باسناد صحیح ثابت نشده است و اگر رویت قلبی مراد است پس آن علمیست بطریق وحی و اعلام و کشف و الهام گفته اند
اقرب صواب آنست که چنانکه قلب شریف آن حضرت را صلی الله علیه وسلم احاطه و وسعتی بود که در علم معقولات نور و خواص
لطیف بود انرا احاطه بود که محسوسات بخشید در جهات سته را در حکم یک جهت گردانید بود والله اعلم و این جا اشکال می آرند
که در بعضی روایات آمده است که گفت آن حضرت صلی الله علیه وسلم که من بنده ام نمیدانم آنچه در پس این دیوار است
جوابش آنست که این سخن اصلی ندارد و روایت بدان صحیح نشده است و اگر باشد گفتیم که آن انکشاف مخصوص بحال نماز
است و اگر عام است موقوف باعلام الهی و خلق اوست علم را چنانچه در سائر مغیبات است و دلالت می کند بدان حدیثی که
است که یکباری ناقهٔ آن حضرت صلی الله علیه وسلم گم شد بعضی منافقان گفتند که محمد خبر از آسمان میدهد و
نمی یابد که ناقه او کجاست چون این سخن منافقان بآن حضرت صلی الله علیه وسلم رسید گفت من بنده ام و نمی دانم مگر آنچه
بداناند مرا پروردگار من و فعل همین گفت که بتحقیق راه نمود مرا پروردگار تعالی بدان ناقه که وی در موضع است
چنین و چنین بند شده است مهار وی در درختی پس رفتند آنجا و یافتند و چنانکه خبر داده بود پس آن حضرت صلی الله علیه
وسلم نمی یابد مگر آنچه بیابانند مرا پروردگار تبارک تعالی خواه در نماز باشد یا در غیر آن فلا اشکال آمده در شریف که صلی الله
علیه وسلم در حدیث آمده است که آن حضرت صلی الله علیه وسلم گفت که من بینم چیزی را که نمی بینید شما و می شنوم چیزی که نمی
شنوید شما می شنوم اطیط آسمان را و اطیط آمده بالاتر و آواز شکم شتر را و آواز شتر که مانند آن آواز گویند و فرمود سزاوار است آسمان را

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ.

تصفیۃ العقائد

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دار العلوم دیوبند
اور جناب سر سید احمد خان صاحب بانی علی گڑھ یونیورسٹی کی وہ مراسلت
جو دونوں حضرات کے درمیان عقائد الاسلام اور دوسرے اہم موضوعات
پر ہوئی اسکے علاوہ مسئلہ تقلید۔ تراویح کی اٹھ رکعات و تخریجِ ضاد پر سیر حاصل بحث

از حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ

ناشر

دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۲

واقع کی طرف کھینچ لیجاتے ہیں پھر دروغ صریح بھی کئی طرح پر ہوتا ہے جن میں سے ہر ایک کا حکم یکساں نہیں ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضرور نہیں اگرچہ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب ہی سے محفوظ رہے ہوں ہم کو لازم پڑا کہ اس باب میں ایک تحقیق مختصر بقدر ضرورت لکھیں سو سنیئے کہ بعض بعض افعال تو خیر باین معنی ہوتے ہیں کہ اُن کی وضع کسی امر خیر کیلئے ہوتی ہے سو جیسے آگ احراق وحرارت کے لئے اور پانی رطوبت اور ترطیب کیلئے موضوع اور مخلوق ہوئے ہیں ایسے ہی نماز مثلاً تعظیم باری کیلئے موضوع ہوئی ہے جس کی خیریت میں پھر کچھ تامل نہیں اور جس میں اصلاً شائبہ شر نہیں اور بعض افعال شر محض باین معنی ہوتے ہیں کہ اُن کی وضع کسی امر شر کیلئے ہوتی ہے سو جیسے قطع اعضا وتخریب بدن اور فساد جسم کے لئے موضوع ہے ایسی ہی ظلم وستم وآزار مردم اور زنا حد سے بیحیائی کے لئے موضوع ہوا ہے علیٰ ہذا القیاس اور افعال کو سوچ دیکھئے مگر بعض افعال ایسے ہیں جن کی حدِ ذات اور مرتبہ حقیقت میں نہ کوئی خوبی ہوتی ہے نہ کوئی برائی تو یہ اگر نتیجہ حسن کے وسیلہ اور امر خیر کے ذریعہ ہو جاتے ہیں تو منجملہ محاسن سمجھے جاتے ہیں اور اگر کسی نتیجہ قبیح کے وسیلہ اور امر شر کے ذریعہ ہو جاتے ہیں تو منجملہ مساوی وذمائم شمار کیئے جاتے ہیں مثلاً رفتار ابصار استماع وغیرہ کہ فی حد ذاتہ نہ امور حسن ہیں نہ قبیح البتہ اگر رفتار مسجد کیطرف ہے تو منجملہ طاعات سمجھی جائے گی اور اگر شراب خانہ یا بتکدہ یا چکلہ کیطرف ہے تو سیئات میں داخل ہو جائے گی اور اگر کہیں دونوں مجتمع ہو جائیں تو پھر غلبہ کا لحاظ کیا جائے گا مثلاً اجتماع رجال ونساء مساجد میں اگر موجب حصول برکات جماعت ومزید ثواب ہے تو اندیشہ فتنہ اور خوف تسق خاطر کیے یا دیگر نے بھی ساتھ ہی لگا ہوا ہے اس میں اگر مکان یا زمان میں جہت اولیٰ غالب ہوگی جیسے زمان برکت توامان حضرت نبی الزمان صلی اللہ علیہ وسلم بوجہ کمال زہد صحابہ وصحابیات وغلبہ ایمان ابناء روزگار اندیشہ فساد اگر تھا تو موہوم تھا تو ایسی اوقات اور امکنہ میں اجازت ہوگی بلکہ داخل سلسلہ محاسن ہو جائیگا

ہو گا اور تیسری صورت میں غلبہ و قوت جہات متعارضہ پر نظر رکھنی چاہیئے اگر جہت منفعت غالب ہے تو منجملہ نافعات اور جہت مضرت غالب ہے تو منجملہ مضرات سمجھا جائے گا پھر اگر منفعت دینی ہے تو حسنات دینی میں شمار کیا جائے گا اور منفعت دنیوی ہے تو حسنات دنیوی میں شمار کیا جائے گا مثلاً اطعام طعام یا تعلیم علوم دنیوی پر منفعت دنیوی اور راحت دنیوی متفرع ہوتی ہے اور تعلیم و تلقین علوم دین پر راحت دینی تو اول حسنات و احسانات دنیوی دوم حسنات و احسانات اُخروی ہیں اور تزکیہ و تہذیب قلب جو بغرض انبعاث محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے راحت اُخروی میں سے ہوں گے اور اس تفاوت کی وجہ سے اول کو ثانی سے کچھ نسبت نہ ہوگی مشروعیت قتال کفار اور اُس کا حسنات میں داخل ہو جانا اسی قسم میں سے ہے۔ کیونکہ قتال مذکور و قطع عضو فاسد جس میں خیر خواہی بدن باقی ظاہر ہے منجملہ رفاہ باقی مخلوقات سمجھا گیا جب اس قدر آزار مقتولین دفع فساد کے لئے ثواب مستحسن ٹھہرا تو کذب صریح جس میں کفار کو دھوکا دینا مد نظر ہو بغرض دفع فساد و اعلاء کلمۃ اللہ کیونکر مستحسن نہ ہوگا۔ اس کا آزار اُس آزار سے جس سے بڑھ کر کوئی آزار دنیاوی نہیں یعنی قتل کچھ نسبت نہیں رکھتا جب مرض مذکور پر وہ جائز ہوا تو یہ کیونکر نہ ہوگا اور وہ حسنات میں سے ہوا تو یہ کیونکر نہ ہوگا یہ مسلم کہ دفع فساد قتال مذکور سے حاصل ہوتا ہے اور کذب فی الحرب جو بطور خدیعہ کام آتا ہے چنانچہ ارشاد ہے اَلْحَرْبُ خُدْعَۃٌ بغرض سہولت دفع فساد مطلوب ہے اس لئے تا مقدور کذب صریح جائز نہ ہوگا تعریضات سے کام لیا جائے گا بلکہ انبیاء کرام اگر تعریضات کو بھی مکروہ سمجھیں جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصے سے مترشح ہے تو کچھ عجب نہیں ہاں جس جگہ دفع فساد خود کذب ہی پر موقوف ہو جیسا کبھی اصلاح بین الناس میں ہوتا ہے تو پھر یہ تامل بیجا ہے بالجملہ علی العموم کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں خالی غلطی سے

(جملہ حقوق محفوظ)

كِتَابٌ أُحْكِمَتْ آيَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ خَبِيرٍ

الحمد للہ کہ دریں ایام سعادت فرجام کتاب مستطاب مجموعہ لاجواب
تفسیر کلام مجید و شرح قرآن حکیم بطرز جدید و وجہ لطیف و انیق المسمّٰی

بُلْغَةُ الْحَيْرَان
فِي
رَبْطِ آيَاتِ الْفُرْقَان

از زبدۃ المفسرین، عمدۃ المحدثین، رئیس الفقہا، الصوفی الصافی، مولانا حسین علی عم فیضہم الحنفی المجددی
تلمیذ ارشد مولانا رشید احمد القطب الگنگوہی قدس سرہ و مولانا محمد مظہر نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ
بانی مظہر العلوم سہارن پور

(مولوی حسین علی صاحب پبلشر نے حمایت اسلام پریس لاہور میں باہتمام شیخ حسن الدین پرنٹر چھپوا کر واں بھچراں ضلع میانوالی سے شائع کیا

ص ۴

کے طور پر غیب پر خبردار کر دے یا کسی علامت ایما سے مطلع فرما دے [illegible] اور کوئی شخص پانی برسنے کی خبر دے تو کفر ہے اور حنفیہ نے اسی کا فتویٰ دیا ہے۔ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دانی کا قائل ہو [illegible] ہوئی آیت کا ترجمہ یہ بھی لوں کہ آسمانوں اور زمین کی غیب بات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ مولانا عبدالحی لکھنوی [illegible] حاضر ناظر ہیں اور ہر حال میں وہ ہماری پکار کو سنتے ہیں۔ شرک ہے کیونکہ یہ صفات حق جل جلالہ کے مخصوص ہیں۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے [illegible] گواہ کیا اور یہ کہا کہ میں نے خدا اور رسول اور فرشتوں کو گواہ کیا تو یہ کفر ہے کیونکہ اس میں رسول اور فرشتہ کی غیب دانی کا اعتقاد پایا جاتا ہے۔ [illegible] حافظ محمد ابراہیم سجادہ نشین [illegible] کی نقل از اشتہار ملتانی در بہار علماء اشتہار کی بھی قائل ہیں مشائخ کی ارواح کو حاضر جاننا کفر ہے۔ [illegible] حضرت غوث الاعظم فرماتے ہیں۔ من یعتقد ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب فہو [illegible] علم الغیب صفۃ مختصۃ باللہ سبحانہ [illegible] مطبوعہ مصر ترجمہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں وہ شخص کافر ہے کیونکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفات سے ایک خاص صفت ہے۔ نقل از کتاب تنبیہ [illegible] مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۔ فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم [illegible] میں ہے۔ ندا غیر اللہ کو کرنا وہ تو شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ یہ اعتقاد کرے کہ جس کو پکارتا ہوں وہ سن رہے ہیں [illegible] نہیں ہوتا ورنہ [illegible] عقیدہ ہو تو وہاں شرک نہیں ہوتا۔ سوال۔ یہ مسئلہ کس کتاب میں ہے۔ الجواب بحر الرائق [illegible] مطبوعہ مصر [illegible] ۲۹۵ [illegible] مطبوعہ انصاری دہلی۔ فتاویٰ مولوی عبدالحی جلد دوم [illegible] خلاصۃ الفتاویٰ جلد چہارم [illegible] فتاویٰ عالمگیریہ مطبوعہ نولکشور [illegible] قاضیخان جلد رابع [illegible] مطبوعہ مصطفائی۔ شرح فقہ اکبر [illegible] فی آخر سورہ لقمان [illegible] رد المحتار [illegible] جلد ۳ [illegible] تجنیس [illegible] البدایۃ کذا فی الفصول العمادیۃ [illegible] فی مختار الفتاویٰ لو تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ لا ینعقد النکاح ویکفر لاعتقادہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب جواہر اخلاطی میں ہے ان زعم ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب یکفر فما ظنک بغیرہ۔ فتح القدیر [illegible] فتاویٰ بزازیہ [illegible] فتاویٰ عبدالحی [illegible] جلد اول [illegible] جلد دوم [illegible] وفی المجلد الثالث [illegible] حاشیہ اشباہ ان سب کتابوں میں اس کو کفر لکھا ہے سب اماموں کی طرف سے قرآن شریف میں پچاس سورۃ میں ہے یہ مسئلہ اور ایک ہزار حدیث ایک بخاری شریف میں شاہد ہے کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسکو خبر ہو گئی ہے شرک ہے تعلیم الدین [illegible] مولوی اشرف علی صاحب نے زیور بہشتی [illegible] میں لکھا ہے کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اسکو خبر ہو گئی شرک کفر ہے۔ [illegible] حضرت پیر صاحب کی [illegible] فتویٰ امام جعفر صادق تہذیب تقریب [illegible] مکتوبات حضرت امام ربانی جلد اول مکتوب صد و ہفتم مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصوم جلد سوم [illegible] ملفوظات حضرت حاجی دوست محمد قندھاری موسیٰ زئی شریف والے۔ ارشاد الطالبین قاضی ثناء اللہ میں ہے۔ یا شیخ عبدالقادر یا خواجہ شمس الدین پانی پتی چنانچہ عوام میگویند شرک و کفر است۔ فتویٰ مولانا مرتضیٰ حسن صاحب ناظم تعلیم دیوبند بحوالہ پرچہ اخبار امرتسر [illegible] ان عقاید باطلہ پر مطلع ہو کر انہیں کافر مرتد ملعون جہنمی نہ کہنے والا بھی ویسا ہی مرتد و کافر ہے۔ پھر اسکو جو ایسا نہ سمجھے۔ وہ بھی ایسا ہی ہے۔

کوکب الیمانی علی اولاد الزوانی۔ کوکب الیمانی علی الجہلان والخزلین۔ توضیح المراد لمن تخبط فی الاستمداد۔ ان کا کافر ہونا ان کتابوں میں ثابت کیا گیا ہے کہ ایسے عقاید والے کافر ہیں۔ ان کا نکاح کوئی نہیں۔ سب زانی ہیں۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

مولانا فاضل لاثانی یار محمد ملتانی

[illegible] صاحبزادہ [illegible] سند فتویٰ مولوی اشرف علی تھانوی فتویٰ حضرت پیر بغداد شریف والے کا فتویٰ حضرت موسیٰ زئی شریف والے کا

الشاہ احمد سعید اجازۃ الشاہ ابو سعید اجازۃ الشاہ عبد العزیز اجازۃ الشاہ ولی اللہ الدہلوی قال ولی اللہ الدہلوی قرأت القرآن کلہ علی محمد فاضل السندی قال تلوتہ علی الشیخ القراء عبد الخالق قال قرأت علی الشیخ البقری والبقری تلا علی الشیخ عبد الرحمن الیمنی قرء علی والدہ الشیخ سحادہ الیمنی قرء علی الشیخ ابی نصر الطبلاوی قرء علی الشیخ الاسلام ذکریا تبلاوتہ علی برہان القلع والرضوان ابی نعیم العقبی قرء کل منہما علی محمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری صاحب کتاب النشر قال الجزری قرأت القرآن علی ابی العباس احمد بن الحسین قال قرأتہ علی والدی قرء علی ابی محمد القاسم قال قرأت علی احمد بن علی ومحمد بن سعید ومحمد بن ایوب قال کل منہم قرأت علی علی بن محمد البلنسی قرء علی سلیمان بن نجاح قال قرأت علی مؤلف التیسیر ابی عبد اللہ الدانی قرء علی طاہر بن غلبون قرأ علی علی بن محمد المقری قرء علی احمد بن سہیل قرء علی عبید بن الصباح قرء علی حفص قرء علی عاصم واخذ عاصم القرآن عن عبید بن حبیب وعن زر بن حبیش اما عبید بن حبیب فعن عثمان بن عفان وعلی ابن ابی طالب وابی بن کعب وزید بن ثابت وابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واخذ زر عن عثمان بن عفان وابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و ساداتنا معہم اجمعین۔

مبشرات

رأیت سیدی محمد عثمان اعطانی تفسیر القرآن صغیر الحجم فقلت اہو تفسیر جمیع القرآن قال نعم ورأیت آنّی اُعطیت التفسیر من الرب تعالی ورأیت انہ علیہ الصلوۃ والسلام اخذنی فی حجرہ وادخل لسانہ المبارک فی فمی والقی لعابہ فی فمی ورأیت ان علیاً رضی اللہ تعالی عنہ یامرنی بتصنیف تفسیر القرآن لما رأیت ان اللہ ..... تبارک وتعالی یقول لی غفرت لک ولمن اتبعک رأیت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عانقنی وذہب بہ فی معانقتہ علی الصراط ای جل صل رأیت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب لی ختمۃ ختم علیہ بیدہ المبارک وکان معہ اکثر الاکابر دعوت عند بیت اللہ الحرام ثم جئت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ فعانقنی صلی اللہ علیہ وسلم ولقنی اللطائف والاذکار ورأیت انہ یسقُطُ فامسکتہ واعصمتہ من السقوط فعبرت فی ذلک الوقت ان المراد اقامۃ دینہ . . . .ومحا الشرک قیل لی من یخالفک فی التوحید ہم دجالون کذابون وقعدت عند مزار الامام الربانی فقال لی فی المکاشفۃ بیان مسئلۃ التوحید اعلی درجۃ من السلوک رأیت الانبیاء کلہم من آدم الی نبینا صلی اللہ علیہم والسلام کلہم ینادون باعلی ندا ان من دعا غیر اللہ تعالی معتقداً انہ یعلم ویسمع فہو کافر۔

تصحیح

کار تصحیح مقابلہ اصل لفظاً، حرفاً، اعراباً بجد موفور وسعی نامحصور بامکان بشری حضرت العلامہ مولانا مولوی نور الحق علوی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و مولانا مولوی جناب حافظ محمد صادق صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع چینیاں لاہور۔

اہتمام یافت ہو اللہ المستعان

اللف و النشر المرتب مرتبط ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ تین فریق کا حال بتلایا گیا واسطے توطیہ تمہید کے اور واسطے بیان کرنے اثبات کے کہ آگے جو دعویٰ آرہا ہے کون تسلیم کرینگے اور کون نہ کریں گے۔ اور یہی تین فریق سورت فاتحہ کے آخر میں ذکر کئے گئے تھے۔ اس جگہ ان کا حال بیان کرنے کے واسطے علی سبیل اللف و النشر المرتب ان کا اعادہ کیا گیا ہے اور دونوں طریقوں کی مثالیں بیان کی گئیں علی سبیل اللف و النشر المرتب۔ پھر منافقوں کی دونوں مثالوں پر وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ مرتب کیا گیا۔ علی سبیل اللف و النشر المرتب اب یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک دو امر بیان کئے بعد توطیہ تمہید کے ایک تو دعویٰ اصلی اور اس کے واسطے دلائل عقلیہ اور دوسرا صداقت رسول صلعم دعویٰ اصلی اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ یعنی ایک اسی کی عبادت کرو۔ اور دلائل عقلیہ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ سے لے کر رِزْقًا لَّكُمْ تک ہے کیونکہ علم اصول میں ثابت کیا گیا ہے کہ دعویٰ کے بعد موصول مع صلہ علت ہوتی ہے واسطے سابق کے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارا اور تمہارے آبا اجداد کا پیدا کرنے والا اور تربیت کنندہ وہی ہے۔ اور فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا سے نتیجہ نکالا گیا ہے۔ بعد دلائل بیان کرنے کے نتیجہ نکالنے کی وجہ یہ ہے کہ اعتراض پڑتا تھا۔ اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ پر کہ وہ اللہ کی عبادت تو کرتے تھے پھر یہ حکم کیوں کیا گیا۔ جواب یہ ہے کہ خدا کی عبادت کرتے تھے اور غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے تھے لہذا فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا تفسیر کی گئی ہے اعْبُدُوْا رَبَّكُمْ کی واسطے دفع کرنے اس اعتراض کے۔ اور اِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ سے لے کر اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ تک صداقت رسول بیان کی گئی ہے یعنی تم کو اس کتاب منزل علی الرسول میں کوئی شک ہو تو تم اپنے معبودوں کو جنکو حاضر ناظر جانتے ہو بلاؤ سب ملکر اس کتاب جیسے کوئی کتاب بنا لائیں۔ تحقیق مقام بحاشئے تنویر۔ یہ جگہ مفسرون یہ معنی کہتے ہیں کہ قرآن بلیغ اور فصیح کلام ہے اس کی مثل کوئی ایسی بلیغ اور فصیح کلام لاؤ۔ لیکن یہ خیال کرنا چاہئے کہ کفار کو عاجز کرنا کوئی فصاحت اور بلاغت سے نہ تھا کیونکہ قرآن خاص واسطے کفار فصحاء بلغاء کے نہیں آیا تھا۔ اور یہ کمال بھی نہیں ہے بلکہ کمال تو اس میں ہے کہ ایسے مضمون والی کتاب کوئی لے آوے مثلاً جس میں امور ماضیہ کی خبر مطابق واقعہ کے ہو معنی یہ ہوگا کہ اگر تم صادق ہو تو تم ایسے مضمون والی کتاب کوئی لے آؤ۔ یا ایسا ہی جیسا نبی لے آیا۔ اور فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا سے لے کر وَهُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ تک تخویف بیان کی گئی۔ نہ ماننے والوں کے واسطے۔ اور ماننے والوں کو بشارت دی گئی ہے دعویٰ مع الدلائل اور صداقت رسول صلعم کی بیان ہوگئی ہے تخویف اور بشارت کے ساتھ۔ آگے دعویٰ کے متعلقات بیان کئے گئے ہیں۔ اور اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیٖۤ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً سے لے کر اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ تک دعوے کے متعلق کلام ہے یعنی کفار کے شبہ کا جواب دیا گیا کہ وہ کہتے تھے کہ ہم اس کتاب کے دعوے کو نہیں مانتے یہ منزل من اللہ نہیں ہے اس واسطے کہ اللہ کو مچھر جیسے اشیاء سے مثال بیان کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ کہا گیا کہ یہ محض آزمائش ہے واسطے کفار اور مومنوں کے۔ معانی الفاظ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ مَثَلًا کیا ارادہ کرتا ہے ایسی بات بیان کرنے سے کہ حال ہونے اثبات کے کہ ایک اوپری بات ہے۔ عہد آمدہ اے ما عہد الیہ الیہم۔ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ سے لے کر وَهُوَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ تک متعلق دعویٰ اصلی یعنی اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ کے ہے یعنی کس حال سے اللہ کے انداد بناتے ہو۔ حالانکہ محیی و ممیت تمہارا وہی ہے اور خالق لکل شئی و عالم بکل شئی بھی

اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ هَادُوْا سے لے کر وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ تک یعنی اے بنی اسرائیل مومن کہلانے سے کوئی مومن نہیں بن سکتا بلکہ دل سے جو کوئی ایمان لائے یعنی اللہ کو واحد لاشریک سمجھے اور اسی کی عبادت کرے اور آخری نبی پر ایمان لائے۔ معانی الفاظ۔ فَاقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی ہم جنس اپنے کو۔ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا۔ باب سے مراد مسجد کا دروازہ ہے جو کہ نزدیک تھے اور باقی تفسیروں کا کذب ہے۔ فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَهُمْ یعنی عمل نہ کیا۔ **بیان نوع ثانی** ۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ سے لے کر وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک دوسرا نوع ہے اس میں پلیدیاں بنی اسرائیل موجودہ کے ابار اجداد کی بیان ہیں۔ پلیدی اول۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَكُمْ سے لے کر مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِیْنَ تک حاصل یہ ہے کہ تمہارے ابار اجداد نے احکام مان کر کہا کہ تعمیل کریں گے پھر انہوں نے اعراض کیا۔ حالانکہ تم مُعْتَدِیْن فی السبت کا حال تو جانتے ہو کہ جو ہمارے حکم کے مخالفت کرتا ہے تو اس کا کیا حال ہوتا ہے اسی طرح تمہارے ساتھ بھی ہوگا (۲) وَاِذْ قَالَ سے لے کر وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ تک ہے حاصل یہ کہ تم کو یعنی تمہارے ابار اجداد کو ایک بقرہ ذبح کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے مخالفت کی چالیس برس کے بعد سوال کر کر بقرہ ذبح کیا۔ کما فی المدارک (۳) وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا سے لے کر وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ تک ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تمہارے ابار اجداد کو یہ معجزہ دکھایا گیا کہ مقتول کا ہاتھ اس کے وجود پر مار کر زندہ کر دیا گیا پھر بھی ان کی دل سخت ہو گئے۔

تحقیق امور ضروریہ ۔ كُوْنُوْا قِرَدَةً۔ جمع قرد۔ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا پر اعتراض ہوتا ہے کہ پلیدیاں تو بنی اسرائیل موجودہ کے ابار اجداد کی بیان ہو رہی ہیں۔ لہذا وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِیْنَ اعْتَدَوْا میں بھی خطاب ان کو ہی ہوگا۔ حالانکہ معتدین فی السبت والا قصہ ان سے پیچھے ہوا۔ الجواب۔ یہ خطاب بنی اسرائیل موجودہ فی زمن النبی صلعم کو ہے۔ اور ایک اعتراض فَجَعَلْنٰهَا نَكَالًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهَا وَمَا خَلْفَهَا پر وارد ہوتا ہے کہ لِمَا بَیْنَ یَدَیْهَا سے وہ امم سابقہ ہوں تو صحیح نہیں بن سکتا۔ لہذا مراد اس سے تو لوگ حاضر اس زمانے والے ہیں۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب نے مراد بَیْنَ یَدَیْهَا سے قریب رہنے والے لئے ہیں اور مَا خَلْفَهَا سے مراد جو کہ دور رہنے والے تھے فَجَعَلْنٰهَا میں ضمیر مونث کا مرجع تلک القصہ ہے۔ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ کا معنی یہ ہے۔ نعوذ باللہ اس سے کہ ہوں میں جاہلوں سے یعنی جاہلانہ کام کرنے والوں سے یعنی خدا ان سے ٹھٹھا نہ کرے۔ لَا فَارِضٌ وَّلَا بِكْرٌ عَوَانٌۢ بَیْنَ ذٰلِكَ۔ عَوَانٌ الخ تاکید ہے ماقبل کی۔ لَا شِیَةَ یعنی اس میں دوسرا رنگ نہ ہو۔ اب یہ جاننا چاہئے کہ ان کو بقرہ ذبح کرنے کا حکم کیوں ہوا تھا۔ الجواب مفسرین نے تو یہ کہا ہے کہ انہوں نے نفس کو قتل کیا تھا اور قاتل معلوم نہ ہوا تھا۔ لہذا حکم کیا کہ ایسے بقرہ ذبح کر کے اس قتیل کو مارو تو وہ زندہ ہو جائے گا۔ اور پھر اپنے قاتل کا نام بتلائے گا۔ اس وقت بِبَعْضِهَا کے ضمیر بقرہ کی طرف راجع ہوگی۔ لیکن اصل میں یہ بات غلط ہے کیونکہ حکم ذبح اور ذبح کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ آگیا تھا تو وہ قتیل اتنی مدت کس طرح پڑا رہ سکتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو قصے مستقل ہیں اور ذبح بقرہ کی وجہ یہ تھی کہ ان کو بقرہ کی محبت بہت زیادہ تھی اور بقرہ کو معبود بنایا ہوا تھا۔ قال فی المدارک حکم اللہ تعالیٰ بذبح البقرۃ لیہون معبودہم عندہم اور فرعون نے بھی بقرہ کے بت بنائے ہوئے تھے۔ اور وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا علیحدہ قصہ ہے۔ اور بِبَعْضِهَا کی ضمیر راجع ہے نفس کی طرف ضمیر مذکر و مونث دونوں راجع کرنے جائز ہیں

ص ۳۴

اب دو قصے اللہ ولی الذین امنوا اول فریق کے متعلق لائے گئے اول قصہ او کالذی مر علی قریۃ سے لے کر واعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر تک حاصل یہ کہ دیکھو اللہ تعالی انابت کرنے والوں کو کس طرح ہدایت کرتا ہے۔ باقی اس قصہ میں اختلاف ہے آیا کافر تھا یا نہ بعض نے کافر کہا۔ لیکن سیاق قرآن کے مخالف ہے۔ اور بعض نے عزیر علیہ السلام کہا ہے۔ اور دوسرا قصہ واذ قال ابراھیم سے لے کر واعلم ان اللہ عزیز حکیم تک ہے۔ دیکھو اللہ تعالی نے ابراہیم کو کیا معاملہ دکھایا۔ لہذا معلوم ہوا جو شخص قلب شرک یعنی شفاعت قہری کو توڑے اس کو اللہ تعالی ایسے معاملہ دکھاتا ہے۔ شعر

چوں شدی من کان للہ از ولہ ۔ حق ترا باشد کہ کان اللہ لہ
من اتی مشیا اتیت ہرولہ ۔ من تقرب شبرا باعا کنت لہ

تحقیق لفظی۔ من یکفر اگر بضم الکاف ہو تو معنی ناگرویدن و ناسپاس کردن ہوتا ہے اگر بالفتح ہو تو ستر الحق عنادا ہوگا اور طاغوت کا معنی کل ما عبد من دون اللہ فھو الطاغوت اس معنی بموجب طاغوت جن اور ملائکہ اور رسول کو بولنا جائز ہوگا۔ یا مراد خاص شیطان ہے یخرجھم من الظلمات الی النور ظلمات سے مراد غفلت۔ حاصل یہ کہ ربط القلب کر دیتا ہے یخرجونھم من النور الی الظلمات یعنی نور کی طرف شیطان نہیں جانے دیتا ان کو۔ اگر کچھ نور دیکھ بھی لیں تو پھر بھی شیطان نہیں جانے دیتا جیسا کہ الم تر الی الذی حاج الخ والے قصے سے معلوم ہوتا ہے۔ حاصل یہ کہ اللہ تعالی قہر جباریت کی مار دیتا ہے۔ ان اتٰہ اللہ الملک اے بان اتٰہ اللہ الملک۔ یا سببیہ ہے۔ او کالذی او تنویعیہ ہے یعنی دوسرے نوع کی مثال ہے۔ اور کاف لانے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے بہت قصص ہوئے ہیں جیسا کہ الم تر الی الذین [illegible] پا ۲ سورۃ بقرہ میں بھی اسی طرح کہا گیا ہے اس جگہ میں بھی یہی بیان ہوا ہے کہ بعض مومن قتال نہ کرنے والوں کو مار کر پھر زندہ کر دیا۔ [illegible] ننشزھا معنی [illegible] میدہم آنرا۔ اور اردو میں ہلاتے ہیں ہڈیوں کو لحما سے مراد گوشت اور چمڑا ہے فصرھن الیک معنی یہ کہ ان کو اپنے ساتھ ملا لیجیے۔ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ سے لے کر توفی کل نفس ما کسبت وھم لا یظلمون تک متعلق یایھا الذین امنوا انفقوا مما رزقنکم کے لایا گیا ہے۔ اور سب ترغیب علی انفاق فی الجہاد ہے اور پہلے مضمون میں قتال کے متعلق بیان بہت کیا گیا۔ اور ترغیب علی انفاق کے متعلق بیان تھوڑا کیا گیا۔ اب جگہ ہر قسم کے بیان انفاق کے متعلق بار دما علیہ بیان فرمایا علی سبیل الترقی حاصل یہ کہ تین رکوع ہیں پہلے رکوع یعنی مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ سے لے کر لعلکم تتفکرون تک محض فرق بیان کیا گیا۔ واسطے انفاق فی سبیل اللہ و برائے رئاء الناس کے بس محض ترغیب علی انفاق فی الجہاد دی گئی اور کہا گیا کہ ریاء کے واسطے خرچ نہ کیا کرو۔ بلکہ محض اللہ کے واسطے خرچ کرو۔ اور دوسرے رکوع میں یعنی یایھا الذین امنوا انفقوا سے لیکر فان اللہ بہ علیم تک ترقی کی گئی ہے پہلے رکوع سے اور کہا گیا کہ خرچ کرو مگر مال طیب کو خرچ کرو۔ اور پہلے رکوع میں محض انفاق کا حکم کیا تھا اور طیب و خبیث کا نام نہ لیا گیا تھا۔ اور پہلے رکوع میں تو صفات اور مثالیں واسطے انفاق کے کی گئی جو کہ واسطے ریاء یا غیر ریاء کے خرچ کئے جاتے ہیں اور اس رکوع میں کہا گیا کہ تم کو شیطان وسوسہ ڈال دیتا ہے اس کا خیال مت کرو پس جب بیان پورا ہو چکا تو پھر کہا گیا جملہ معترضہ لیس علیک ھدھم ولکن اللہ یھدی من یشاء یعنی اتنے بیانات

لکم منہ نذیر و بشیر جملہ معترضہ بیان کیا گیا ہے واسطے بیان کرنے حال رسول صلعم کے کہ یہ سب دعوی من جانب اللہ ہے ۔ اور میں محض بشیر ہوں مومنوں کے واسطے اور نذیر ہوں۔ قولہ وَاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّکُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَیْہِ معنی یہ ہے استغفروا ربکم خاصۃً وتوبوا الی اللہ خاصۃً یعنی طلب مغفرت محض اللہ ہی سے کرو اور رجوع بھی اللہ ہی کی طرف کرو قولہ یُمَتِّعْکُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا کا معنی بھی یہ ہوگا کہ خاص ہی متاع دہندہ ہے کیونکہ کلام پاک کا قاعدہ ہے کہ پہلے جب کلام میں حصر کیا جاتی ہے تو بعد اس کے سب کلام حصر ہوتی ہے پس اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ میں حصر ہوا تو بعد اس کے سب میں حصر ہوگا وَیُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ فضلہ کی ضمیر کا مرجع ذی فضل ہے یعنی دے گا ہر صاحب فضل کو فضل اس کا۔ قولہ وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ کَبِیْرٍ تولوا کے صیغہ میں اختلاف ہے مدارک والے نے کہا ہے کہ صیغہ مضارع کا ہے اور ایک تا محذوف کی گئی ہے اور خازن والے نے کہا ہے کہ تا حذف کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صیغہ ماضی معلوم کا ہے لیکن اس وقت جزا شرط پر مرتب نہ ہوگی باعتبار معنی کے فعل محذوف کرنا پڑیگا معنی یہ ہوگا اگر اعراض کیا انہوں نے پس تم کہدو کہ میں خوف کرتا ہوں تم پر عذاب کبیر سے کیونکہ تم کو تمہارے معبود عذاب سے نہ بچا سکیں گے جیسا کہ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْھُمْ اٰلِھَتُھُمْ سے معلوم ہوتا ہے اَلَآ اِنَّھُمْ یَثْنُوْنَ صُدُوْرَھُمْ یعنی ٹیڑھے کرتے ہیں سینوں کو۔ قولہ لِیَسْتَخْفُوْا مِنْہُ اصل میں الیستخفوا ہے یعنی ہمزہ استفہام کا محذوف ہے اور ماقبل کی علت نہیں ہے کیونکہ ٹیڑھے ہونے سے ان کی غرض پوشیدہ ہونا نہ تھا بلکہ مقصود ان کا باتیں پوشیدہ کرنی تھیں یہ علیحدہ استفہام ہے معنی ہے کہ آیا پوشیدہ ہوتے ہیں خدا سے استفہام واسطے تعجب کے کیا گیا ہے۔ اَلَا حِیْنَ یَسْتَغْشُوْنَ ثِیَابَھُمْ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ یہ کلام متعلق ہے اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰہَ کے ساتھ یعنی اس خاص وقت میں تمہاری ظاہرہ اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے اسی کی عبادت کرو اور اسی سے طلب مغفرت کرو اور رجوع بھی خاص اسی کی طرف کرو۔ اور معنی اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا کا یہ کہ تمام ما رزق اللہ سے اور یہ معنی نہیں کہ اس پر واجب ہے کیونکہ اللہ پر کوئی شئے واجب نہیں ہے تاکہ مذہب معتزلہ کا ثابت ہو۔ فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ یہ علیحدہ جملہ ہے ماقبل کے ساتھ متعلق نہیں تاکہ یہ لازم آئے کہ تمام باتیں اول کتاب میں لکھی ہوئی ہیں جیسا کہ اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے بلکہ اس کا معنی یہ ہے کہ تمہارے تمام اعمال لکھ رہے ہیں فرشتے۔ حاصل مقام کا یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت قائل ہیں کہ سب کچھ پہلے لکھا ہوا ہے اور اسی کے مطابق دنیا میں امور ہو رہے ہیں۔ لہذا اس مذہب پر اعتراضات قویہ معتزلہ نے کئے ہیں یعنی یہ لازم آگیا کہ بندہ کو عذاب دینے کی وجہ کیا ہوئی گناہوں سے اور خود مختار بھی نہ رہا کیونکہ اوپر اس تقدیر کے [illegible] کا معنی نہیں معلوم ہوتا کہ کیا ہے اسی واسطے رسالے والے اس کا جواب نہ دیا اور کہا کہ یہ نہایت سخت اشکال ہے اور تفسیر کبیر والے نے کہا کہ اس کے واسطے بہت حیلے کئے ہیں لیکن کوئی معتد بہ جواب نہ دیا جس سے تسلی اور یقین آجائے۔ [illegible] کہ باری تعالی اس تقدیر پر مختار نہ رہا کیونکہ اس تقدیر پر عدہ ہونے کا معنی کیا ہے۔ بلکہ لازم آتا ہے کہ مختار نہ رہے جیسا کہ [illegible] کہتے ہیں۔ اور معتزلہ کہتے ہیں کہ پہلے قدرہ بذرہ لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ جو چاہا تھا لکھا تھا سب چیز موجود کا عالم ہے اور جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کا بھی عالم ہے اور جس چیز کا ابھی ارادہ بھی نہیں کیا اس کا عالم نہیں ہے کیونکہ اصل میں وہ شے ہی نہیں ہے۔ اور انسان خود مختار ہے اچھے کام کریں یا نہ کریں۔ اور اللہ کو

پہلے اس سے کوئی علم ہی نہیں کہ کیا کرینگے بلکہ اسکو انکے کرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ اور آیات قرآنیہ جیسا کہ ولیعلم اللہ الذین وغیرہ بھی بھی اور احادیث کے الفاظ بھی اس مذہب پر منطبق ہیں مگر بعض مقام قرآن جو انکے مطابق نہیں بنتے ان کا معنی صحیح کرتے ہیں اور اہل سنت جماعت والے معنی علم کا ظہور لیتے ہیں بس بنا مخالف آیات قولہ وکان عرشہ علی الماء اور معنی کان کا ماضی والا نہیں ہے تاکہ یہ معنی ہوجائے کہ تھا عرش اللہ کا پانی پر تاکہ لازم آئے کہ اب کس پر ہے پہلے تو پانی پر تھا۔ بلکہ معنی یہ ہے کہ عرش اسکا فی الحال بھی پانی پر ہے کما یفہم من حدیث البخاری والمسلم فی باب الحث علی النفقۃ فی اثناء باب الزکوۃ اور یہ کنایہ ہے عدم احتیاج اللہ تعالی کا یعنی اللہ تعالی کسی طرف محتاج نہیں ہے کیونکہ عرش یا تو زمرد کا ہوتا یا کسی دیگر اشیا کا جو کہ صاحب ثقل ہوں۔ ان کا پانی پر ہونا نہیں ہو سکتا پس یہ کنایہ ہے عدم احتیاج سے قولہ ولئن قلت انکم الخ شکوہ ہے کفار کا کہ دیکھو کفار جواب میں کیسی بڑی بات کہتے ہیں الا سحر مبین معنی جسکے ہیں ایک کذب دوسرا جادو تیسرا ابطل اور اس جگہ بقرینہ سیاق کے معنی کذب والا مناسب ہوتا ہے۔ یعنی یہ بات رسول اللہ والی کذب ہے یہ تمام منقول ہے تفسیر ابن عباس سے۔ قولہ الی امۃ معدودۃ اس جگہ معنی امت معدودہ کا ظاہر ہو جب نہیں بن سکتا۔ لیکن جاننا چاہئے کہ معنی امت مدت ہے یعنی جماعت من الاوقات پس اب معنی امت کا جماعت من الاوقات ہوگا۔ مایحبسہ ما استفہامیہ ہے یعنی کس چیز نے عذاب کو بند کیا ہے اس بات کو کفار کہتے ہیں لیؤس کفور معنی لیؤس کا ناامید ہے اور کفور کا معنی نہایت ناامید ہے یعنی کفار اپنی اصنام سے نہایت ناامید ہوتے ہیں جس وقت رحمت دور ہو جائے اور ان سے رحمت دور کی جاتی تو سمجھتے ہیں کہ ان سے یہ نہیں ہو سکتا فلعلک تارک الخ تیسرا مسئلہ ہے۔ یعنی تم اپنی پوری تبلیغ کرتے جاؤ وھم فیھا لا یبخسون معنی لا یبخسون کا ینقصون ہے یعنی من الرزاق تائیدہ فی سورۃ بنی اسرائیل پ۱۵ من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیھا ما نشاء آیت تک وما کان عطاء ربک محظورا یعنی جو دنیا میں رزق طلب کرے اور حیوۃ دنیا طلب کرے تو اس کو ہم دنیا میں جو کچھ چاہتے ہیں دیدیتے ہیں۔ اور رزق کو بند نہیں کرتے لیکن آخرت میں فی النار کرینگے۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ ومن قبلہ کتاب موسی اماما ورحمۃ یہ چوتھا مسئلہ ہے۔ اور بینہ سے مراد عقل ہے اور معنی تیلو کا لاحق ہوتا ہے اور شاہد سے مراد قرآن ہے اور منہ کی ضمیر کا مرجع اللہ ہے معنی یہ ہوگا۔ آیا جس شخص کو عقل دیا گیا ہے سمجھنے کے لئے اور لاحق ہو عقل کے بعد قرآن بھی اللہ کی جانب سے اور پہلے اس کے کتاب توراۃ موسی کی بھی اس کی مصدق آگئی ہو جو کہ پیشوا اور رحمت ہے۔ دیکھئے آیا پھر بھی جانب شرک کی رہتی ہے اس کے واسطے پس اماما ورحمۃ کے بعد ایبقی لہ موضع شبھۃ محذوف ہوگا اور اس دعوی اور مسئلے میں ولکن اکثر الناس لا یؤمنون یعنی عذا نہیں مانتے یومئذ یعرضون سے مراد قیامت کا دن ہے ویقول الاشھاد ھؤلاء الذین کذبوا مراد اشھاد سے جو کہ اس جگہ حاضر ہونگے یعنی ملائک یا رسول اور الذین کذبوا سے مراد کفار ہیں۔ معنی یہ ہوگا جس وقت کفار پیش کئے جائیں گے رب کے سامنے اس وقت ملائک یا رسول کہیں گے کہ آیا یہ ہیں جو کہ تکذیب کرتے تھے رب کے اوپر الا لعنۃ اللہ علی الظالمین یہ او قال الہی ہے اشھاد کی کلام نہیں ہے یعنی یہ علیحدہ قاعدہ باری تعالی نے فرمایا ہے اخبتوا الی ربھم معنی یہ ہے کہ عاجزی کی ہے انہوں نے طرف رب اپنے کے۔ مثل الفریقین معنی یہ ہے۔ اسے صفۃ الفریقین

کہ اے نبی علیہ السلام تمہارے واسطے ضروری ہے کہ تبلیغ میں سستی نہ کرو۔ خوب اچھی طرح کرو۔ تمام انبیاء اور تجھ سے وعدہ لیا گیا ہے کہ تم خوب تبلیغ کرو اب تک ہے۔ (۳) تیسرا خطاب اے مومنو ڈرو نہیں رسول اللہ صلعم کا ساتھی رب ہے اللہ تعالیٰ مدد کر کے فتح دے گا جیسا جنگ احزاب میں دی تھی (۴) چوتھا خطاب اے نبی علیہ السلام ازواج مطہرات کو کہہ دے کہ تمہارے واسطے اطاعت رسول فرض ہے طعن وغیرہ اس کے فعل پر نہ کرنا (۵) پانچواں خطاب اے ازواج مطہرات جس نے اتنا بھی کہا کہ اپنی مرضی سے کام کرتا ہے ہماری بات نہیں مانتا اس کے واسطے دوگنا گناہ (۶) چھٹا خطاب اے نساء نبی علیہ السلام قول نرم یعنی اس طرح نہ کہنا کہ اس کی اپنی مرضی ہے بلکہ وہ حکم خدا کے مطابق کر رہا ہے جس نے اس طرح کیا اس کو دوگنا ثواب ہوگا (۷) ساتواں ہر ایک مومن اور مومنہ کو چاہیے کہ رسول اللہ صلعم کی مخالفت نہ کریں (۸) آٹھواں اے رسول اللہ صلعم کیوں زید کو طلاق دینے پر زجر کرتے ہو (۹) نواں خطاب۔ رسول اللہ صلعم کو چاہیے کہ تبلیغ احکام میں دل تنگ نہ کرے (۱۰) اے مومنو زید کوئی ولد رسول اللہ صلعم کا نہیں تھا کہ زینب کے ساتھ نکاح کرنا منع ہو (۱۱) اے مومنو جو کچھ تمہارے دل میں خلاف فعل رسول اللہ صلعم کے خیال آیا ہے اس واسطے طلب معافی کی اللہ تعالیٰ سے کرو (۱۲) اے رسول ہم نے تم کو رسول کر کے بھیجا چاہیے کہ لوگوں کو حکم الٰہی بتلانے لہذا اس حکم کو جاری کرو (۱۳) اے مومنو اگر نکاح کرو مومنات کے ساتھ خواہ متبنےٰ کی عورت ہو یا نہ اور قبل الدخول طلاق دو تو اس عورت پر عدت لازم نہ ہوگی جیسا کہ زینب کو طلاق قبل الدخول دی گئی اور رسول اللہ صلعم نے اس کو بلا عدت نکاح کر لیا۔ جو یہ منع کرتے ہیں وہ اس حدیث میں جس میں عدت کا ذکر آیا ہے، کلام کرتے ہیں (۱۴) اے نبی صلعم تیرے واسطے چار قسم کی عورتیں حلال ہیں تا کہ تبلیغ پوری طرح سے ہو جاوے (۱۵) اے مومنو ان قواعد پر تعمیل کرو تا کہ اتہام کسی قسم کا نہ آئے (۱۶) اے مومنو اللہ تعالیٰ اور ملائکہ رسول صلعم پر آفرین آفرین کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں حکم کی شناخت خوب طرح سے کی تم بھی آفرین کہو تہمت نہ دو (۱۷) اے نبی اس کے بعد ازواج مطہرات اور باقی مومنات کو چادریں اوڑھنے کا حکم کرو تا کہ منافقوں اور کافروں سے ایذا اور تہمت نہ آئے پھر بھی اگر اتہام دینے سے باز نہ آئے تو تمہارے ہاتھ سے انکو قتل کر دیں گے اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دے گا (۱۸) اے مومنو رسول اللہ صلعم پر محض جھوٹے اتہام سے ایذا نہ دو جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو قارون نے محض کذب سے اتہام دیا وہ اس کے سبب ہلاک ہو گیا اور آخر میں زجر کی کہ زمین اور آسمان نے تو احکام مان لئے اور بعض انسان یعنے منافق اور کافروں نے نہ مانے ان کو اللہ تعالیٰ عذاب دے گا۔ (خلاصہ) اول میں کہا گیا کہ اے کفار اور منافق تم میں ایک اصول میں غلطی ہے اور دو فروعات میں ہیں اس کے بعد غلطی کے توڑنے کے واسطے اٹھارہ خطابات بیان کئے گئے اور آخر میں ایک زجر کی گئی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

(مکیہ)

سورۃ السباء

الحمد للہ الذی لہ السمٰوٰت الخ تحقیق تمام قرآن کے چار حصے ہیں جو اپنے مقام پر ذکر کئے گئے ہیں اور ہر ایک حصہ الحمد کے ساتھ شروع کیا گیا ہے اور چوتھا حصہ الحمد کا سورۃ سبا سے شروع ہوتا ہے جو دو باتوں کو متضمن ہے ایک تو یہ کہ بعد آخر غلبہ بادشاہی پر بیٹھنے کے بعد کوئی ملک مقرب اور نہ نبی مقرب شفاعت قہری کر سکتا ہے یہ مضمون حوامیم تک ہوگا اور دوسرا مضمون لب القرآن ہو کر سب کچھ

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

فتاویٰ رشیدیہ کامل

مبوّب بطرزِ جدید

از افاضات مبارکہ

حضرت مولانا الحاج الحافظ رشید احمد صاحب گنگوہیؒ

* * *

ناشران

ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

اس پر پڑتی ہے ورنہ لعنت کرنے والے پر رجوع کرتی ہے پس جب تک کسی کا کفر پر مرنا محقق نہ ہو جاوے اس پر لعنت نہیں کرنا چاہئیے کہ اپنے اوپر عود لعنت کا اندیشہ ہے لہذا یزید کے وہ افعال ناشائستہ جو موجب لعن کے ہیں مگر جس کو محقق اخبار سے اور قرائن سے معلوم ہو گیا کہ وہ ان مفاسد سے راضی خوش تھا اور ان کو مستحسن اور جائز جانتا تھا اور بدون توبہ کے مر گیا تو وہ لعن کے جواز کے قائل ہیں اور مسئلہ یوں ہی ہے اور جو علماء اس میں تردد رکھتے ہیں کہ اول میں وہ مومن تھا اس کے بعد ان افعال کا وہ مستحل تھا یا نہ تھا اور ثابت ہوا یا نہ ہوا تحقیق نہیں ہوا۔ پس بدون تحقیق اس امر کے لعن جائز نہیں لہذا وہ فریق علماء کا بوجہ حدیث منع لعن مسلم کے لعن سے منع کرتے ہیں اور یہ مسئلہ حق ہے پس جواز لعن و عدم جواز کا مدار تاریخ پر ہے اور ہم مقلدین کو احتیاط سکوت میں ہے کیونکہ اگر لعن جائز ہے تو لعن نہ کرنے میں کوئی ہرج نہیں۔ لعن نہ فرض ہے نہ واجب نہ سنت نہ مستحب محض مباح ہے اور جو وہ محل نہیں تو خود مبتلا ہونا معصیت کا اچھا نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

شاہ اسمٰعیل شہید کے متعلق رائے

سوال :۔ جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم جو ہمراہ سید احمد صاحب علیہ الرحمۃ کے شہید ہوئے تھے۔ ان کو مردود کہنا اور بے ایمان کافر کہنا درست ہے یا نہیں۔ اور اگر نادرست ہے تو مردود اور بے ایمان کہنے والے کا کیا حکم ہے اور تقویۃ الایمان جو تصنیف مولانا مرحوم کی ہے اس کا مطالعہ کرنا اور پڑھنا اور پڑھانا اچھا ہے یا برا۔

جواب :۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی اور بدعت کے اکھاڑنے وال اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کر والے تھے اور تمام عمر اسی حالت میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہو پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان اولیاءہ الا المتقون[1] اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے۔ اگر اپنے جہل

---

[1] اللہ کے ولی متقیوں کے سوا کوئی نہیں۔

دہلوی ولی کامل محدث فقیہ عمدہ مقبولین حق تعالیٰ کے تھے جو کوئی ان دونوں کو کافر یا بد جانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے اور اگر کسی کا باپ یا والدہ نماز جماعت سے منع کرے یا وعظ سننے سے کسی عالم مقبول متدین کے منع کرے تو قول والدین کا ہرگز نہ مانے بلکہ ان کاموں کو کرتا رہے اور دفع وسوسہ شیطانی کے واسطے لاحول اور استغفار پڑھا کرو۔ فقط والسلام

تقویۃ الایمان کے بعض جملوں کی تشریح

سوال:۔ تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۴ میں ہے (یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے) اس عبارت کے مضمون کا کیا مطلب ہے مولانا علیہ الرحمۃ نے کیا مراد لیا ہے۔

جواب:۔ اس عبارت سے مراد حق تعالیٰ کی بے نہایت بڑائی ظاہر کرنا ہے کہ اس کی سب مخلوقات اگرچہ کسی درجہ کی ہو اس سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی، کمہار لوٹا مٹی کا بناوے اگرچہ خوبصورت پسندیدہ ہو اس کو احتیاط سے رکھے مگر توڑنے کا بھی مختار ہے اور کوئی مساوات کسی وجہ سے لوٹے کو کمہار سے نہیں ہوتی۔ پس حق تعالیٰ کی ذات پاک جو خالق محض قدرت سے اس کے ساتھ کیا نسبت و درجہ کسی خلق کا ہوسکتا ہے چمار کو شہنشاہ دنیا سے اولاد آدم ہونے میں مناسبت و مساوات ہے اور شہنشاہ نہ خالق و رازق چمار کا ہے تو چمار کو تو شہنشاہ سے مساوات بعض وجوہ سے ہے بھی مگر حق تعالیٰ کے ساتھ اس قدر بھی مناسبت کسی کو نہیں کہ کوئی عزت برابری کی نہیں ہوسکتی۔ فخر عالم علیہ السلام باوجودیکہ تمام مخلوق سے برتر و معزز و بے نہایت عزیز ہیں۔ کہ کوئی مثل ان کے نہ ہوا نہ ہوگا مگر حق تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلہ میں وہ بھی بندۂ مخلوق ہیں تو یہ سب حق ہے مگر کم فہم اپنی کجی فہم سے اعتراض بیہودہ کرکے شان حق تعالیٰ کو گھٹاتے ہیں اور اسکا نام حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکھتے ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

تقویۃ الایمان کے مسائل

سوال:۔ تقویۃ الایمان میں کوئی مسئلہ ایسا بھی ہے۔ جو قابل عمل نہیں یا کل اس کے مسائل صحیح اور علماء دین کو مقبول ہیں اور ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے یا محض افتراء ہے اور جو مولانا مرحوم کا معتقد نہ ہو اور ان کو خوش عقیدہ اور بزرگ نہ

جانے وہ بدعتی اور فاسق ہے یا نہیں اور مولوی صاحب شہید مقلّد تھے یا عامل بالحدیث اور اگر مقلّد تھے تو کون سے امام کے حنفی تو شاید نہ ہوں چونکہ سنا ہے کہ رفع یدین اور آمین بالجہر کرتے تھے اور اکثر غیر مقلد مولانا موصوف کو عامل بالحدیث بتاتے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو زیادہ مانتے ہیں اور انھیں کے قول کو زیادہ سند میں لاتے ہیں بہ نسبت اور علماء کے اور انھیں کو اپنے زمانے کا مجتہد بتاتے ہیں حالانکہ اس زمانہ میں اور بہت سے علماء عظام موجود تھے اور انھیں کو اکثر موقع پر حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر ترجیح دیتے ہیں اور اکثر مسائل حضرت شاہ صاحبؒ کے نہیں مانتے اور ان کے کل مسائل مقبول جانتے ہیں۔ ان باتوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب مقلّد نہیں تھے۔ عامل بالحدیث تھے۔ اور بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ نہیں مقلّد تھے غیر مقلّد ہرگز نہیں تھے بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کو مرتبہ اجتہاد کا تھا اس وجہ سے انھوں نے تقلید نہیں کی اس کا خلاصہ حال جو ہو تحریر فرما دیجئے اور مولوی صاحب کے عقیدے میں اور محمد بن عبد الوہاب کے عقیدہ میں کچھ فرق تھا یا یہ دونوں صاحب ایک ہی مسلک کے ہیں اور حضرت سید صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کہ جو ان کے مرشد ہیں یہ بھی عالم اور مقلّد تھے یا نہیں اور حضرت سید صاحب کے خلفاء میں اور بھی کوئی ان سے زیادہ لائق خلیفہ ہوا یا سب سے زیادہ سر برآوردہ یہی حضرت تھے اور جو مسائل تقویۃ الایمان میں مختلف ہیں ان پر عمل کرے یا نہ کیے اور مولوی صاحب موصوف سے سلسلہ صوفیت کے نہ چلنے کی کیا وجہ ہے حالانکہ مولوی صاحب خود سید صاحب سے بیعت ہوئے ہیں اور ان سے بھی آدمی غالباً مرید ہوئے ہوں گے اور مولوی صاحب ممدوح علماء میں شمار کیے گئے ہیں یا صوفیہ میں۔

جواب:۔ بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اگرچہ بعض مسائل میں بظاہر تشدّد ہے اور توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے اور اگر ان کو بزرگ نہ جانے جھوٹے حالات ان کے سن کر تو معذور ہے اور اگر کتاب کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے تو وہ مبتدع فاسق ہے۔ اور وہ یہ فرماتے تھے کہ جب تک حدیث صحیح غیر منسوخ ملے اس پر عامل ہوں ورنہ ابو حنیفہ کی رائے کا مقلد ہوں اور سید صاحب کا بھی یہی مشرب تھا اور محمد بن عبد الوہاب کے عقائد کا مجھ کو مفصل حال معلوم نہیں اور نہ خلفاء سید صاحب کا اور مولوی اسمٰعیل صاحب وعظ و رد بدعت میں مصروف رہے پھر جہاد میں جا کر شہید ہو گئے سلسلہ بیعت کا کہاں جاری کرتے اور تمام تقویۃ الایمان پر عمل کرے فقط۔

نقل خط حضرت سیدنا حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہ در مسئلہ امکان کذب بر رفع شبہات مولوی نذیر احمد خانصاحب رامپوری

(شبہ) براہین قاطعہ میں یہ لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کذب ممکن ہے اس مسئلہ کی وجہ سے کتب الٰہیہ میں احتمال جھوٹ کا پیدا ہو سکتا ہے یعنی مخالفین کہہ سکتے ہیں کہ شاید یہ قرآن ہی جھوٹا ہے۔ اور اس کے احکام غلط ہیں اور براہین قاطعہ کی اس تحریر کی وجہ سے بہت لوگ گمراہ ہو گئے۔ از فقیر امداد اللہ چشتی فاروقی عفی اللہ عنہ۔ بخدمت مولوی نذیر احمد خاں صاحب بعد سلام تحیۂ اسلام آنکہ آپ کا خط آیا مضمون سے مطلع ہوا۔ ہر چند کہ بعض وجوہ سے عزم تحریر جواب نہ تھا مگر بغرض اصلاح اور توضیح مطلب براہین قاطعہ بالاختصار کچھ لکھا جاتا ہے شاید اللہ تعالیٰ نفع پہنچاوے اِنْ اُرِیْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیْقِیْٓ اِلَّا بِاللّٰہِ ؕ

جواب:۔ واضح ہو کہ امکان کذب کے جو معنی آپ نے سمجھے ہیں وہ تو بالاتفاق مردود ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف وقوع کذب کا قائل ہونا باطل ہے اور خلاف ہے نص صریح وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا وَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ[1] وغیرہما آیات کے وہ ذات پاک مقدس ہے شائبہ نقص کذب وغیرہ سے۔ رہا خلاف علماء کا جو دربارہ وقوع و عدم وقوع خلاف وعید ہے جس کو صاحب براہین قاطعہ نے تحریر کیا ہے۔ وہ دراصل کذب نہیں صورت کذب ہے اس کی تحقیق میں طول ہے الحاصل امکان کذب سے مراد دخول کذب تحت قدرت باری تعالیٰ ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جو وعدہ وعید فرمایا ہے اس کے خلاف پر قادر ہے اگرچہ وقوع اس کا نہ ہو امکان کو وقوع لازم نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شے ممکن بالذات ہو اور کسی وجہ خارجی سے اس کو استحالہ لاحق ہوا ہو۔ چنانچہ اہل عقل پر مخفی نہیں پس مذہب جمیع محققین اہلِ اسلام و صوفیائے کرام و علماءِ عظام کا اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کذب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ ہے پس جو شبہات آپ نے وقوع کذب پر متفرع کئے تھے وہ مندفع ہو گئے کیونکہ وقوع کا کوئی قائل نہیں یہ مسئلہ دقیق ہے عوام کے سامنے بیان کرنے کا نہیں اس کی حقیقت کے ادراک سے اکثر ابناء زمان قاصر ہیں۔ آیات و احادیث کثیرہ سے یہ مسئلہ ثابت ہے ایک ایک مثال قرآن و حدیث کی لکھی جاتی ہے ایک جگہ ارشاد جناب باری ہے قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا[2] الآیۃ دوسری جگہ ارشاد فرمایا وَمَا کَانَ اللّٰہُ

---

[1] اور اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر بات کہنے والا کون ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ کے خلاف نہیں فرماتا [2] کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ قادر اس بات پر کہ تم پر عذاب بھیجے

نہیں کہ مقصود حکایت ہے دیکھو کہ حیات فخر عالم علیہ السلام میں بھی لوگ دور دور اپنے بیوت میں اور مکہ اور بلاد بعیدہ میں خطاب کے لفظ سے پڑھتے تھے جیسا وہاں خطاب درست تھا اب کیا وجہ ہے۔ جو حرام ہو علم غیب نہ وہاں تھا نہ یہاں بلکہ آپ کو جب بھی ملائک پہنچاتے تھے اور اب بھی لہذا صیغہ کو خطاب سے بدلنا کوئی ضرور نہیں اور اس میں تقلید بعض صحابہؓ کی ضرور نہیں ورنہ خود آپ علیہ الصلوٰۃ و السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ بعد میرے انتقال کے خطاب مت کرنا بہرحال صیغہ خطاب رکھنا اولیٰ ہے کہ اصل تعلیم اس طرح ہے اور مراد بعض صحابہ کی کسی مصلحت کی وجہ سے تھی یا اجتہاد تھا یا استحساناً تھا نہ وجوباً اسی واسطے جملہ فقہاء ائمہ اربعہ کے متمذہب اسی صیغہ کو نقل فرماتے ہیں اور تبدیل صیغہ کی ضرورت نہیں لکھتے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلا عقیدہ غیب نبی کو پکارنا

سوال: اشعار اس مضمون کے پڑھنے۔ یا رسول کبریا فریاد ہے :: یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے۔ مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ۔ میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے۔ کیسے ہیں۔

جواب: ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرما دیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔ اور بعقیدۂ عالم الغیب اور فریاد رس ہونیکے شرک ہیں اور مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقیدہ کو فاسد کرتے ہیں لہذا مکروہ ہونگے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم غیب

سوال: قصبہ ہذا میں ایک میاں صاحب وارد ہوئے ہیں۔ پیری مریدی کرتے ہیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی قدس سرہ کے مرید خلیفہ حاجی عالم صوفی حافظ اپنے کو تبلاتے ہیں رفتہ رفتہ ان کی بزرگی کا شہرہ ہوا۔ عوام کے سامنے وعظ ونصیحت فرماتے ہیں رسول مقبول احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب تبلاتے ہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا۔

جواب: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے فقط والسلام۔

خاصہ کی تعریف ص ۱۷

ص ۱۰۴

رحمۃ للعالمین

سوال: ۔ لفظ رحمۃ للعالمین مخصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے یا ہر شخص کو کہہ سکتے ہیں۔

جواب: ۔ لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء وانبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں اگرچہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب میں اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے فقط۔

شفاعت کبریٰ

سوال: ۔ شفاعت کبریٰ کا وعدہ آپ سے اللہ تعالیٰ نے کیا۔ لیکن باقی اذن من جانب اللہ ہوتا ہے یا نہیں یا بدون اجازت وحکم خداوند ذوالجلال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شفاعت کریں گے۔

جواب: ۔ کوئی شفاعت بغیر اذن کے نہیں ہو سکتی من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ترجمہ کون ہے ایسا جو شفاعت کر سکے اس کے پاس بدون اذن کے پس اس ذات ذوالمجد والکبریاء کی بارگاہ میں کسی کو جرأت زبان ہلانے کی بدون اجازت کے نہیں ہوسکے گی فقط۔

حضور کے والدین کا اسلام

سوال: ۔ ہمارے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مسلمان تھے یا نہیں۔

جواب: ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان میں اختلاف ہے حضرت امام صاحب کا مذہب یہ ہے کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے فقط۔

مزارات اولیاء سے فیض

سوال: ۔ مزارات اولیاء رحمہم اللہ سے فیض حاصل ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے تو کس صورت سے

جواب: ۔ مزارات اولیاء سے کاملین کو فیض ہوتا ہے مگر عوام کو اس کی اجازت دینی ہرگز جائز نہیں ہے اور تحصیل فیض کا طریقہ کوئی خاص نہیں ہے جب جانے والا اہل ہوتا ہے تو اس طرف سے حسب استعداد فیضان ہوتا ہے مگر عوام میں ان امور کا بیان کرنا کفر وشرک کا دروازہ کھولنا ہے فقط۔

اولیاء کی کرامات

سوال: ۔ مولانا روم فرماتے ہیں ؂

ہست قدرت اولیاء را از الٰہ   تیر جستہ باز گرداند ز راہ[۱]

---

[۱] اولیاء کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قدرت حاصل ہے کہ نکلے ہوئے تیر کو راستے سے پھیر دیتے ہیں۔

وہابیوں کے عقائد

سوال: ۔ وہابی مذہب یہ کون فرقہ ہے مردود ہے یا مقبول اور عقائد ان کے مذہب والوں کے مطابق اہل سنت والجماعت ہیں یا مخالف۔ کسی امام کی تقلید کرتے ہیں یا نہیں۔

جواب: ۔ اس وقت اور ان اطراف میں وہابی متبع سنت اور دیندار کو کہتے ہیں باقی بندہ آپ کو دعاگو ہے سب امور کے لئے دست بدعا ہے فقط والسّلام۔

فرعون کا جھوٹ

سوال: ۔ بعض شخص کہتے ہیں کہ فرعون جھوٹ نہ بولتا تھا۔ اس کی کیا اصل ہے۔

جواب: ۔ فرعون کا سب مذہب جھوٹا اور باطل انا ربکم الاعلیٰ خود کذب صریح ہے یہ عوام کی ہفوات ہے کہ جھوٹ نہیں بولتا تھا شرک و دعویٰ ربوبیت سے زیادہ کونسا جھوٹ ہوتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

خلوص دل سے توبہ کرنا

سوال: ۔ ہزار بار گناہ صغیرہ وکبیرہ کئے اور ہزاروں بار توبہ کی ہے اور پھر قصد تھا کہ اب گناہ نہ کروں گا مگر پھر شیطان نے گرا دیا اب پھر دل سے توبہ کرتا ہے تو قبول ہوگی یا نہیں۔

جواب: ۔ توبہ جب خالص دل سے کرے گا قبول ہوگی خواہ کتنی ہی بار ٹوٹی ہو۔

بیوہ عورت کا نکاح نہ کرکے عبادت کرنا

سوال: ۔ مسئلہ عورت جو بیوہ ہو دوسرا نکاح نہ کرے اور عبادت اور پرہیزگاری میں رہے عنداللہ اس کو اجر ہے یا نہیں۔

جواب: ۔ عورت بیوہ اگر نکاح نہ کرے اور عبادت میں مصروف رہے تو عبادت کا ثواب اس کو ملے گا فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

اہل قبور سے دعا کرنا

سوال: ۔ دعا کرنا اہل قبور سے ممنوع ہے جیسا کہ ایضاح الحق میں مولانا شہید مرحوم شاہ عبدالعزیز صاحب علیہ الرحمۃ سے نقل فرماتے ہیں ونیز بحکم رئیس العلماء حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہٗ کہ استمداد را بمعنی طلب دعا از اموات از جنس بدعات شمردہ باوجود آنچہ صاحب استیعاب

قول صحیح من غیر شک وشبہۃ ومن شک فیہ فقد کفر محمد عبد الجبار عفی عنہ محمد یٰسین راجی رحمۃ ارحم الراحمین شیرکوٹ

الجواب صحیح والمجیب نجیح مدرس مدرٓ رڑکی محمد یٰسین عفی عنہ

الجواب صحیح کتبہ عبد الواحد بن عبد اللہ غزنوی الحق لا یتجاوز عما فی ہذا الجواب

وانا ابو عبید احمد اللہ عفی عنہ محدث امرتسری کتبہ عبد الجبار بن عبد اللہ الغزنوی

ہذا الجواب صحیح عبد الرحمن ابن مولوی غلام العلی المرحوم اشاعۃ القرآن

الجواب صحیح ابو الحق محمد الدین عفی عنہ احمد بن عبد اللہ الغزنوی

ولکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ جواب صحیح اور بالکل صحیح ہے محمد عبد الرحمن البہاری ابو اسحق محمد الدین

ابو الوفا ثناء اللہ کفاہ اللہ خادم مدرسہ تائید الاسلام امرتسر ثناء اللہ محمود ہے

مولود خوانی مطلقًا وغیرہ رسوم و عادات جہلا موت فوت میں جو اوپر مذکور ہوئے سب بدعت و ضلالت اور صریح گمراہی ہیں کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار وماذا بعد الحق الا الضلال ومن لم یقبل فلیباہلنی۔

اللہم ارنا الحق حقا والباطل باطلا[1] عبد الحق الغزنوی مباہل اہل باطل

الجواب حق وماذا بعد الحق الا الضلال ابو یعلی عبد الاعلی غزنوی۔

للہ من اجاب احقر الدہور بندہ عبد الغفور عبد الغفور سنوہاری الجواب صحیح محمد عبد العزیز

ذکر ولادت اور ایصال ثواب میت کو جائز اور مستحب ہے لیکن جس طرح جہلاء زمانہ نے قیام وغیرہ متفرق قیدیں نکالی ہیں۔ یہ بدعت سیئہ ہیں اور اصرار کرنا بدعت کبیرہ ہے اور بعض وقت نوبت کفر تک پہنچتی ہے۔

حکیم محمد ضیاء الدین عفی عنہ بقلم بندہ احمد

حکیم محمد ضیاء الدین خلیفہ
حضرت حافظ ضامن صاحب شہید

بدون قیام کے مجلس میلاد کا انعقاد

سوال:۔ انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایت صحیح درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال ناجائز ہے تداعی امر مندوب کے واسطے منع ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] ہر بدعۃ گمراہی ہے اور ہر گمراہی آگ میں ہے اور حق کے بعد بجز گمراہی کے اور کیا ہے اور جو قبول نہ کرے وہ مجھ سے مباہلہ کرے اے اللہ ہم کو حق دکھا حق کے طور پر اور باطل دکھا باطل کے طور پر۔

مجالس میلاد و عرس و سوم و چہلم

سوال:۔ سویم چہلم وغیرہ کی مجلس بتخصیص دن کے منع ہے یا بالکل ہی نہ کرنا چاہیئے اور اس مجلس میں جانا چاہیئے یا نہیں۔

جواب:۔ مجالس مروجہ زمانہ ہذا میلاد و عرس و سویم چہلم بالکل ہی ترک کرنا چاہیئے کہ اکثر معاصی اور بدعات سے خالی نہیں ہوتی فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مجلس میلاد کا نہ کرنا

سوال:۔ زید نے بکر سے دریافت کیا کہ مجلس میلاد مروجہ حال جائز ہے یا نہیں اور اس میں شریک ہونا کیسا ہے بکر خود بھی مجلس میلاد کرتا تھا اور آئندہ سال کو ارادہ بکر کا بھی ترک مجلس کا تھا۔ بخیال اس کے کہ خرچ زائد ہوتا تھا اور اپنے اعتقاد میں ناجائز جانتا تھا مگر منع کرنا مجلس کا بوجہ اس کے تھا کہ اس وجہ سے کوئی مجھ کو طعنہ نہ دیوے گا جبکہ میں اس مجلس کو نہ کروں گا بہانہ شرع کا ہو جاوے گا اور خود نہ شریک ہونا مجلس کا اس وجہ سے ترک کیا کہ لوگ معترض ہوں گے اول تو ان خیالات سے مانع ہوا بعدہ بہ نیت خالصاً للہ مانع ہوا لہٰذا اس سبب سے بکر کو ترک بدعت سابق وحال وانکار بدعت سے ثواب ہوگا یا نہیں اور باعث ریا تو نہیں ہے۔

جواب:۔ بہر حال گناہ سے محفوظ رہا جب سے قصد ترک کیا بہتر ہوا کہ بعزم ترک گناہ کا ہوا فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

محفل میلاد جس میں صحیح روایات پڑھی جائیں

سوال:۔ محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف وگزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے۔

جواب:۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔

فتویٰ مولوی احمد رضا خانصاحب درباب میلاد شریف

فتویٰ درباب عدم جواز مجلس مولود مروجہ از مجموعہ فتاویٰ قلمی مولوی احمد رضا خانصاحب منقولہ از باب الحظر صفحہ ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳۔ موصولہ از مولوی عبد الصمد صاحب رامپوری۔

استفتاء اس مسئلہ میں کہ مجلسِ میلاد حضور خیر العباد علیہ الوف تحیۃ الی یوم التناد میں جو شخص کہ

ص ۱۴ س ۱

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی سنی ۱۳۰۰ حنفی
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

عرس میں شرکت

سوال :- جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں

جواب :- کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں ہے

ہر سال عرس کرنا

سوال :- جناب مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ کا عرس گنج مراد آباد میں ہر سال تاریخ معینہ پر ہوتا ہے بذریعہ اشتہار تاریخ عرس تشہیر بھی کی جاتی ہے خاص مریدان سلسلہ کو بذریعہ خطوط اطلاع بھی دی جاتی ہے تاریخ معینہ پر لوگوں کا اجتماع ہو کر قرآن خوانی ہوتی ہے اور ایصال ثواب کیا جاتا ہے قوالی راگ سماع مزامیر و دیگر خرافات وغیرہ روشنی بھی نہیں ہوتی ہے امید وار ہوں کہ جواب باصواب مرحمت فرماویں کہ میاں صاحب موصوف کے یہ عقائد بموجب شرع شریف جائز و درست ہیں یا باطل لغویات سے ہیں اگر ناجائز و نادرست نزد شارع علیہ السلام ہیں تو ایسے شخص اور ایسے عقیدہ رکھنے والے کی امامت درست ہے یا نہیں اور صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الغیب جاننے والے باوجودیکہ قرآن و حدیث کثیرہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت کو علم غیب نہ تھا اور پھر واقف کار لوگوں کا سمجھانا اور میاں صاحب کا اصرار اپنے عقائد پر ان کو کس درجہ کا گنہگار بناتا ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سے سنت جماعت سے خارج ہووے گا یا نہیں ایسا عرس جس میں سب التزام ہو تاریخ تعین بھی ہو اجتماع بھی ہو پر قوالی راگ مزامیر سماع و ناجائز مجمع عورتوں کا نہ ہو جائز و درست ہے یا نہیں۔

جواب :- عرس کا التزام کرے یا نہ کرے بدعت اور نادرست ہے تعین تاریخ سے قبروں پر اجتماع کرنا گناہ ہے خواہ اور لغویات ہوں یا نہ ہوں اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ از بندہ محمد یحییٰ السلام علیکم علم غیب کے متعلق دو تین رسالے میرے پاس موجود ہیں اور حضرت کی کتاب براہین قاطعہ میں یہ بحث اور بحث عرس وغیرہ خوب مدلل مذکور ہے والسلام۔

ایصال ثواب وصدقات کرنا اور تعین آب وطعام بھی مثل شربت ہے یا کھچڑا ہے اور ہر غنی اور فقیر کو اس کا لینا اور تبرک جاننا اور جو غنی یا سید اس کو نہ لیوے تو مطعون کریں اور برا جانیں اور فی الجملہ ریا کو اس میں بہت دخل ہوتا ہے تو ایسی صورت میں امید ثواب کی ہو سکتی ہے یا نہیں اور یہ کل امور بدعات ومعصیت ہیں یا نہیں۔

جواب:۔ ذکر شہادت کا ایام عشرہ محرم میں کرنا بمشابہت روافض کے منع ہے اور ماتم نوحہ کرنا حرام ہے۔ فی الحدیث نہی عن المراثی الحدیث[1] اور خلاف روایات بیان کرنا سب ابواب میں حرام ہیں۔ تقسیم صدقات بتخصیص ان ایام کرنا اگر یہ جانتا ہے کہ آج ہی زیادہ ثواب ہے تو بدعت ضلالہ ہے علی ہذا تخصیص کسی طعام کی کسی یوم کے ساتھ کرنا لغو ہے اور صدقہ کا طعام غنی کو مکروہ اور سید کو حرام ہے اس پر طعن کرنا فسق ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

پیرانِ پیر کی گیارہویں

سوال:۔ تبارک اور رجبی اور گیارہویں پیران پیر کی کرنا درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ تبارک ورجبی بدعت ہیں ان کی کوئی اصل شرع میں نہیں اور ایصال ثواب بروح حضرت قدس سرہ درست ہے اور تعین تاریخ کہ پس وپیش نہ کرے بدعت ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ایام محرم میں کتب شہادت کا پڑھنا

سوال:۔ کتاب ترجمہ سر الشہادتین یا دیگر کتب شہادت خاص شہادت کی رت کو پڑھنا کیسا ہے حسب خواہش نمازیان مسجد یا کسی کے مکان پر۔

جواب:۔ ایام محرم میں سر الشہادتین کا پڑھنا منع ہے حسب مشابہت مجالس روافض کے۔

محرم میں سبیل لگانا دودھ کا شربت پلانا

سوال:۔ محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروایت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی ونیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں فقط۔

---

[1] حدیث میں ہے کہ آپ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔

تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔

فاتحہ کا موجودہ طریقہ

سوال: ۔ سامنے کھانا یا کچھ شیرینی رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھنا درست ہے یا نہیں کہ جس کو عرف عام میں فاتحہ کہتے ہیں۔

جواب: ۔ فاتحہ مروجہ شرعاً درست نہیں ہے بلکہ بدعت سیئہ ہے کذا فی العین وفتاویٰ سمرقندی فقط محمد قاسم علی عفی عنہ **محمد قاسم علی** الجواب صحیح والمجیب نجیح عبداللطیف عفی عنہ **محمد عالم علی** محدث مراد آباد شاگرد مولانا محمد اسحٰق **محمد عبداللطیف** سہنسپوری

کھانے یا شیرینی پر فاتحہ

سوال: ۔ فاتحہ کا پڑھنا کھانے پر یا شیرینی پر بروز جمعرات کے درست ہے یا نہیں۔

جواب: ۔ فاتحہ کھانے یا شیرینی پر پڑھنا بدعت ضلالت ہے ہرگز نہ کرنا چاہیئے۔

تیجہ کا حکم

سوال: ۔ تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں امور مذکورہ امام ابو حنیفہؒ کے مذہب اور فقہ کی کسی معتبر کتب میں ہیں اور ان کا کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: ۔ تیجہ، دسواں وغیرہ سب بدعت ضلالہ ہیں کہیں اس کی اصل نہیں نفس ایصال ثوا چاہیئے ان قیود کے ساتھ بدعت ہی ہے جیسا کہ اوپر کے جواب میں مرقوم ہو چکا ہے اور برادری کو ان ایام میں کھلانا یہ رسم ہے اور منع ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوم وغیرہ کرنا

سوال: ۔ فی زمانہ رواج ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اُس کے عزیز و اقارب اُس روز یا دوسرے روز یا تیسرے روز یا کسی اور روز جمع ہو کر مسجد میں یا کسی اور مکان میں قرآن شریف اور کلمۂ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر بلا تعین شمار ثواب اس پڑھے ہوئے کا متوفی کو بخشتے ہیں اور چنے وغیرہ تقسیم

(بقیہ حاشیہ) ۔ عادت نہیں تھی کہ میت کے لیے وقت ہمانہ کے علاوہ جمع ہوں اور قرآن پڑھیں اور ختم کریں نہ قبر پر اور کسی جگہ اور یہ تمام بدعت ہے اور مکروہ ہاں اہل میت کی تعزیت اور تسلی دینا اور صبر کے لئے کہنا سنت ہے اور مستحب لیکن مخصوص طور پر تیسرے دن کا جمع ہونا اور دوسرے تکلفات کا کرنا اور یتامیٰ کے حق سے بغیر وصیت کے مال صرف کرنا بدعت ہے اور

ہیں تو اس طرح پر جمع ہونا اور قرآن مجید وغیرہ پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں۔

جواب: مجتمع ہونا عزیز و اقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ طیبہ کے جمع ہو کر روز وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت مکروہ ہے شرع شریف میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ کتاب نصاب الاحتساب میں لکھا ہے ان ختم القرآن جهرا بالجماعة وسیمی بالفارسیة سیپارہ خوانند مکروہ[1] اور فتاویٰ بزازیہ میں مرقوم ہے۔ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المراسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم وقراءة سورة الانعام او الاخلاص[2] اور رد المحتار میں لکھا ہے۔ ومن المنکرات الکثیرة کایقاد الشموع والقنادیل التی توجد فی الافراح وکدق الطبول والغناء بالاصوات الحسان واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرة علی الذکر وقراءة القرآن وغیر ذلك مما هو مشاهد فی هذه الازمان وما کان کذلك فلا شك فی حرمته وبطلان الوصیة به ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم[3] این ست حکم صورت مسئولہ

تحریریافت محمد قاسم علی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد اللطیف عفی عنہ الجواب صحیح محمد مقیم الدین عفی عنہ

محمد قاسم علی خلف
مولانا عالم علی

الجواب صحیح محمد عبد الغنی سہنسپوری

محمد عبد الغنی

فتویٰ مولانا احمد رضا خانصاحب بریلوی موصولہ از مولوی عبد الصمد صاحب رامپوری مجموعہ فتاویٰ قلمی مولوی احمد رضا خانصاحب منقولہ از جلد رابع کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۳۶

---

[1] اور قرآن کو پکار کر پڑھ کر جماعت کے ساتھ ختم کرنا جس کو فارسی میں سی پارہ پڑھنا کہتے ہیں مکروہ ہے۔ [2] اور پہلے اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد کھانا پکانا اور رسومات کے وقت قبر کے پاس کھانا لے جانا اور قرأت قرآن کے لئے دعوت دینا اور ختم کے لیے صلحاء و فقراء کو جمع کرنا اور سورہ انعام و اخلاص کا پڑھنا مکروہ ہے۔ [3] اور بہت سی برائیاں جیسے موم بتیاں اور قندیلوں کو جلانا جیسے خوشیوں کے موقع پر ہوتا ہے اور جیسے ڈھول بجانا اور خوش آوازی سے گانا اور عورتوں اور مردوں کا جمع کرنا اور ذکر و قرأت قرآن وغیرہ پر اجرت کا لینا جو آج کل اس زمانہ میں دیکھا جا رہا ہے اور جو اس طرح ہو تو اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں اور اس کی وصیت کا باطل کرنا ضروری ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ [4] صورت مسئولہ کا یہ حکم ہے جو لکھا گیا۔

بلا تعین یوم تصدق موتیٰ کے لئے مساکین کو کھانا کھلانا

سوال: ۔ کھانا تیار کرنا واسطے تصدق موتیٰ کے بلا تعین یوم کے فقراء و مساکین کو جمع کر کے کھلا دینا جائز ہے یا نہیں مدلل ارقام فرما دیں۔

جواب: ۔ بلا تعین کھانا تقسیم کرنا یا دینا بطور صدقہ کے جائز ہے کیونکہ صدقہ کرنا طعام کا کسی کے نزدیک ناجائز نہیں ثواب اس کا میت کو پہنچتا ہے باتفاق البتہ عبادت بدنی میں خلاف امام شافعیؒ اور امام مالکؒ کا ہے مالی میں کسی کا خلاف نہیں قال فی الہدایۃ الاصل فی ھذا الباب ان الانسان لہ ان یجعل ثواب عملہ لغیرہ صلوٰۃ او صوما او صدقۃ او غیرھا[1] الخ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بلا تعین یوم و ذکر تیجہ

سوال: ۔ سوم یعنی تیجہ جو موتیٰ کے واسطے کیا جاتا ہے تو اس میں کیا برائی ہے اگر تعین تاریخ اور تاکد موجب فساد ہے تو یہ اگر دور ہو جاوے مثلاً پہلے روز ہو یا دوسرے یا چوتھے یا پانچویں یا چھٹے روز ہو شمار کے واسطے نخود نہ ہوں خرما ہو یا املی کے بیج ہوں یا تسبیح ہو یا اور کوئی چیز ہو اور اُس میں مال بھی یتیموں کا صرف نہ ہو تو بھی جائز ہے یا نہیں۔

جواب: ۔ اگر بلا تعین یوم کے جمع ہو کر ختم قرآن کریں یا کلمہ طیبہ اور ایصال ثواب اُسکا کریں تو جائز ہے اکثر علماء کے نزدیک اگرچہ علامہ مجدالدین فیروز آبادی ایصال ثواب میت کے اجماع کو بھی بدعت لکھتے ہیں سفر السعادت میں۔

جواز تیجہ کے وجوہ پر بحث

سوال: ۔ زید بدعات مثل تیجہ وغیرہ کا معتقد نہیں اکثر لوگ اس خیال سے ان بدعات کو اختیار کرتے ہیں کہ چند لوگ جمع ہو جاویں گے اور باعث اتفاق ہوگا اور کلام وغیرہ بھی زیادہ پڑھا جاوے گا اور اگر مقرر نہ کیا جاوے تو دشواری ہوتی ہے پس ان لوگوں کا عقیدہ کیسا ہے اور اگر زید شریک مجلس مذکور ہو جاوے تو کیسا ہے فقط۔

جواب: ۔ جو بدعات مثل تیجہ وغیرہ کے ہیں اُن کا کرنا کسی وجہ سے درست نہیں قاعدہ شریعت

---

[1] ہدایہ میں ہے کہ اس باب میں اصل یہ ہے کہ انسان اپنے عمل کا ثواب اپنے غیر کے لئے قرار دے خواہ وہ نماز ہو کہ روزہ یا صدقہ وغیرہ

جواب: اگر کھانا اہل میت نے ایسے لوگوں کے واسطے جو نوحہ گر جمع ہیں کہ انکو کھلا دیں تو حدیث میں آیا ہے کہ یہ نوحہ میں داخل ہیں پس یہ حرام ہے اور اگر دوسرے لوگ میت والے کو کھانا کھلا دیں تا کہ کھانے کے بعد اس کا غم کم ہو تو درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مرنے کے بعد چالیس دن تک روٹی دینا

سوال: مرنے کے بعد چالیس روز تک روٹی ملا کو دینا درست ہے یا نہیں۔

جواب: چالیس روز تک روٹی کی رسم کر لینا بدعت ہے ایسے ہی گیارہویں بھی بدعت ہر بلا پابندی رسم وقیود ایصال ثواب مستحسن ہے فقط۔

بلا چندہ کے حافظ کا خود مٹھائی تقسیم کرنا

سوال: اگر بلا چندہ فراہم کئے حافظ خود اپنے پاس سے شیرینی تقسیم کرے تب کیسا ہے۔

جواب: اگر حافظ بلا قیود مذکورہ بالا شیرینی تقسیم کرے تو درست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

ختم قرآن کے لئے چندہ کر کے شیرینی منگوانا

سوال: چندہ فراہم کر کے بروز ختم قرآن شریف جو نماز تراویح میں پڑھا جاتا ہے شیرینی خرید کر تقسیم کرنا کیسا ہے۔

جواب: چندہ کر کے اس طرح شیرینی تقسیم کرنا درست نہیں ہے علی الخصوص اس جگہ کہ اس شیرینی کا التزام کر لیویں اور اس کے تارک کو ملامت کریں نادرست ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رجبی کا حکم

سوال: رجب کے مہینے میں تبارک الذی چالیس دفعہ پڑھ کر مردے کی روح کو ثواب پہنچاتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ سوال نمبر ۲ جو کہ مدینہ شریف میں رجبی ہوتی ہے سو وہاں کی طرح یہاں پر ہندوستان میں بھی بہت سے لوگ ۲۶ رجب ۲۷۔ شب کو محفل مولود شریف یا ختم قرآن شریف یا فقط وعظ یا کچھ کھانا پکا کر یا کچھ شیرینی تقسیم کر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ارواح مبارک کو ثواب پہنچانا جائز ہے یا نہیں اور ۲۷ تاریخ روزہ رکھنا کیسا ہے۔

جواب: ان دونوں امر کا التزام نادرست اور بدعت ہے اور وجوہ ان کے ناجواز کے اصلاح الرسوم براہین قاطعہ اور اربعہ میں درج ہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

جواب:۔ صلوٰۃ غوثیہ کی حقیقت ہم کو معلوم نہیں اور صلوٰۃ معکوس فی الحقیقت نماز نہیں۔ بلکہ مجاہدہ ہے اور صلوٰۃ ہول کا ثبوت صحاح حدیث سے نہیں۔

صلوٰۃ الرغائب وغیرہ کا حکم

سوال:۔ صلوٰۃ الرغائب رجب کے اوّل جمعہ کی شب کو اور صلوٰۃ نصف شعبان اور صلوٰۃ الفی بہیئت مخصوصہ ثابت ہیں یا نہیں۔ درصورت عدم ثبوت ان کا فاعل کس درجہ کا گنہگار ہوگا۔ کبیرہ کا یا صغیرہ کا فقط۔

جواب:۔ یہ نمازیں بایں قیود جو مروج ہیں بدعت ضلالہ ہیں جس کا مآل گناہ کبیرہ کا ہے۔ اگرچہ نفس صلوٰۃ نفل مندوب ہے۔ شرح اس کی براہین قاطعہ میں دیکھو فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

۱۱ تاریخ کو نذر اللہ کر کے غربا و امراء کو کھانا کھلانا

سوال:۔ ایک شخص ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو گیارہویں کرتا ہے نذر اللہ اور کھانا پکا کر غربا اور امراء سب کو کھلاتا ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھتا ہے کہ جو چیز نذر لغیر اللہ ہو وہ حرام ہے اور میں جو گیارہویں کرتا ہوں یا توشہ کرتا ہوں کہ جو منسوب ہے بفعل حضرت بڑے پیر صاحبؒ اور حضرت شاہ عبدالحق صاحبؒ کے ہرگز ان حضرات کی نذر نہیں کرتا بلکہ محض نذر اللہ کرتا ہوں صرف اس غرض سے کہ یہ حضرت کیا کرتے تھے ان کے عمل کے موافق عمل کرنا موجب خیر و برکت ہے اور جو شخص ان حضرات کی یا اور کسی کی نذر کریگا سوائے اللہ جل شانہ وہ حرام ہے کبھی حلال نہیں تو اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے عقیدے والے کو گیارہویں یا توشہ کرنا جائز ہے یا نہیں اور موجب برکت بھی ہے یا نہیں اور اس کھانے کو مسلمان دین دا تناول فرمائیں یا نہیں۔

جواب:۔ ایصال ثواب کی نیت سے گیارہویں کو توشہ کرنا درست ہے مگر تعیین یوم و تعیین طعام کی بدعت اس کے ساتھ ہوتی ہے اگرچہ فاعل اس تعیین کو ضروری نہیں جانتا مگر دیگر عوام کو موجب ضلالت کا ہوتا ہے لہذا تبدیل یوم و طعام کیا کرے تو پھر کوئی خدشہ نہیں۔

تین برس کے بچہ کی فاتحہ

سوال: تین برس کے بچے کی فاتحہ دوجہ کی ہونا چاہیے یا سوم کی ہونا چاہیے بینوا توجروا۔

جواب: شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں جب

چاہیں کریں انھیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت وبدعت ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

تیجہ کن کی رسم ہے

سوال:۔ میت کے بعد تیسرے دن قل پڑھنا چند ملایان اور اقربا و احباب کو جمع کرکے سورہ ملک اور تین قل اور آیت مفلحون تک اور ما کان محمد ابا احد الآیہ پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر ارواح اموات کو ثواب پہنچانا اس سے فارغ ہو کر ملایان کو کسی قدر غلہ دینا اور چلا جانا ثابت ہے یا نہیں۔

جواب:۔ تیسرے دن کا مجمع میت کے واسطے اولاً مشابہت ہنود کی کہ اُن کے یہاں تیجہ ضروری رسم جاری ہے حرام ہوگا بسبب مشابہت کے قال علیہ السلام من تشبہ بقوم فھو منھم[1] الحدیث ثانیاً تقرر کرنا تیسرے دن کا یہ خود بدعت ہے اس کی کچھ اصل شرع میں نہیں ثالثاً جو کچھ مُلا اکٹھے مل کر پڑھتے ہیں بطمع فلوس پڑھتے ہیں کہ ورثہ میت بھی مانتے ہیں کہ مُلا کو اس قدر دینا ہوگا اور ضروری جانتے ہیں چنانچہ معین ہے اور مُلا بھی جانتے ہیں کہ ہم کو یہ ملے گا کیونکہ معین ومقرر ہو رہا ہے اور شرع میں جو چیز کہ معروف و معین ہوتی ہے اُس کو مثل زبانی شرط لگانے کے فرمایا ہے المعروف کالمشروط قاعدہ فقہ کا مسلمہ ہے پس جو کچھ ملاؤں کو دیا جاتا ہے وہ اجرت اُن کے پڑھانے کی ہے اور جو پڑھائی کہ اجرت پر ہوتی ہے اُس کا ثواب نہ پڑھنے والے کو ہوتا ہے اور نہ مُردے کو لہذا یہ فعل اُن کا باطل اور لینا دینا دونوں حرام اور موجب ثواب کا نہیں بلکہ گناہ ہے مُردہ کو اُس کا ثواب نہیں ہوتا ہے اور دینے والے اور لینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں لہذا اس کام کا ترک بھی واجب ہے اور اگر لوجہ اللہ ثواب پہنچانا منظور ہے تو ہر شخص اپنے مکان پر پڑھ کر پہنچاوے اور تیسرے دن کا کیوں انتظار کیا جاوے نفس ایصال ثواب کو کوئی منع نہیں کرتا ہے اگر بلا تعین ہو مگر ان قیود خصوصیات کے ساتھ بدعت بھی ہے اور ثواب بھی نہیں پہنچتا ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

بروز ختم مسجد میں روشنی

سوال:۔ بروز ختم قرآن شریف کے ضرورت سے زیادہ روشنی کرنا کیسا ہے۔

جواب:۔ ضرورت سے زائد روشنی کرنا اور پھر اُس کے ساتھ اُس کو ضروری سمجھنا اسراف و

---

[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت کرے وہ انہی میں سے ہو گیا۔

محمد عبدالوہاب نجدی کا مذہب

سوال: ۔ عبدالوہاب نجدی کیسے شخص تھے۔

جواب: ۔ محمد بن عبدالوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سُنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحدیث تھا بدعت و شرک سے روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وہابی کا عقیدہ

سوال: ۔ وہابی کون لوگ ہیں اور عبدالوہاب نجدی کا کیا عقیدہ تھا اور کون مذہب تھا اور وہ کیسا شخص تھا۔ اور اہل نجد کے عقائد میں اور سُنی حنفیوں کے عقائد میں کیا فرق ہے۔

جواب: ۔ محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور ان کے مقتدی اچھے ہیں۔ مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے اُن میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی۔ شافعی۔ مالکی۔ حنبلی کا ہے۔

حبیب حسن واعظ سہارنپوری

سوال: ۔ یہاں پر ایک شخص واعظ حبیب حسن سہارنپوری آئے تھے انھوں نے اکثر مضامین و مسائل رطب و یابس فرمائے اور حضور کی نسبت جو پوچھا جاتا تھا تو سکوت کرتے تھے اگر اُن کا حال معلوم ہو تو مطلع فرمائیے کہ کس عقائد کے ہیں اور کس استعداد کے ہیں یہاں تو ایک فعل کے تین چار فاعل پڑھتے تھے زیادہ حد ادب اس امر سے بالعذر اغماض نہ فرمایا جاوے فقط۔

جواب: ۔ حبیب حسن کوئی واعظ سہارنپوری بندہ کو معلوم نہیں اور نہ کوئی عالم وہاں اس نام کا ہے لوگوں نے باوجود جہل کے اردو کتب دیکھ کر وعظ کا حیلہ دنیا کی معاش کے واسطے اختیار کرلیا ہے۔ خلق کو گمراہ کرتا ہے حق تعالیٰ پناہ دیوے اگر بندہ کو معلوم ہوتا تو صاف لکھتا مگر یہاں کوئی مولوی اس نام کا نہیں وہاں کے سب علماء سے بندہ واقف ہے فقط والسلام۔

حضرت معاویہ کا یزید کو خلیفہ بنانا

سوال: ۔ حضرت معاویہؓ نے اپنے ردہرو یزید پلید کو ولی عہد کیا ہے یا نہیں۔

جواب:۔ کفار سے سلام نہ کرے مگر بضرورت مباح ہے۔

آریہ سماج کا لکچر سُننا

سوال:۔ آریہ سماج کا لکچر سُننا اور اُس موقع پر کہ سڑک پر ہو رہا ہو ایک کھُلے مکان میں کھڑا ہو جاوے تو گناہ تو نہیں ہے۔

جواب:۔ آریہ کے وعظ کو نہ سُنے کہ احتمال فساد دین کا ہے مگر جو عالم ہے اور رد کرے تو کھڑا ہونا جائز ہے ورنہ منع ہے فقط واللہ تعالےٰ اعلم۔

انگریزی ادویہ

سوال:۔ اکثر ادویات انگریزی مثل عرق وغیرہ جو تیار ہو کر آتا ہے بظاہر اس میں اختلاط شراب جو بوجہ سرعت نفوذ تاثیر کے باوصف قلت مقدار جو خصائص شراب سے ہے اور بعض واقف لوگوں سے بعض عرق و بسکٹ وغیرہ میں اختلاط شراب معلوم ہوا بھی ہے۔ ایسی حالت میں استعمال اس کا منع ہے یا نہیں۔

جواب:۔ جس میں خلط شراب یا نجس شے کا ہے اس کا استعمال باوجود علم کے حرام ہے۔ اور لاعلمی میں معذور ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

بسکٹ نان پاؤ کا مسئلہ

سوال:۔ جو نان پاؤ یا بسکٹ وغیرہ تخمیر تاڑی ہو جو منجملہ مسکرات ہے کھانا اس کا جائز ہے یا نہیں

جواب:۔ یہ مسئلہ مختلف ہے امام محمد کی روایت نجاست و حرمت کی ہے اور شیخین کی جواز کی تحقیق اور فتویٰ دونوں جانب ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہندوؤں کا ہدیہ قبول کرنا

سوال:۔ ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاذ یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد و حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ درست ہے۔

ہندوؤں کی شادی میں جانا

سوال:۔ ہندوؤں کی شادی برات میں جانا جائز ہے یا نہیں ؟ مسمریزم سے جو حالات معلوم ہوتے ہیں ان کو ٹھیک جاننا درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ یہ دونوں امر نادرست اور حرام ہیں مرتکب ان کا فاسق ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

ولایتی قند اور تر و خشک مٹھائی کا حکم

سوال:۔ ولایتی قند اور مٹھائی تر یا خشک کھانی درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ جس کی نجاست یا حرمت تحقیق ہو یا غالب گمان ہو وہ نہ کھاوے اور جس کا حال معلوم نہ ہو اُس کا کھا لینا درست ہے فقط۔

ہندوؤں کے پیاؤ کا پانی پینا

سوال:۔ ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں

جواب:۔ اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔

حضرت حسینؓ کی مجلس غم منانا

سوال:۔ مجلس غم مقرر کرنا جیسے شہادت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ یا وفات نامہ وغیرہ خاصکر روز عاشورہ میں بوجہ غم کے مجلس مقرر کرنا جائز ہے یا نہیں ارقام فرما دیں۔

جواب:۔ غم کی مجلس تو کسی کیواسطے درست نہیں کہ حکم صبر کرنیکا اور غم کے رفع کرنیکا ہے تعزیہ و تسلیہ اسی واسطے کیا جاتا ہے تو اسکے خلاف غم پیدا کرنا خود معصیت ہوگا اور شہادت حسین کا ذکر جمع کر کے سوائے اسکے مشابہت روافض کی بھی ہے اور تشبہ اُن کا حرام ہے لہذا عقد مجلس غم کسی کا درست نہیں فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

رافضیوں سے مراسم رکھنا

سوال:۔ رافض سے اُنس رکھنا اور اتحاد رکھنا اور رسم دوستی ادا کرنا اور اُس کی دعوت کرنا اور اس کے یہاں دعوت کھانا باوجودیکہ اُس سے دین و دنیا کا کوئی مطلب ہو جائز ہے یا نہیں اور جو شخص بلا ضرورت رافض سے اتحاد رکھے وہ کیسا ہے اور ثقات کو اُس کی معیت میں اکل و شرب بلا کراہت جائز ہے یا نہیں۔

جواب:۔ روافض خوارج اور سب فساق سے ربط ضبط مودت کا حرام ہے مگر بسبب معاملہ ناچاری کے معذور ہے اور اُن سے مودت کرنے والا مداہن فی الدین عاصی ہے۔

حسینؓ کی تصویر گھر میں رکھنا

سوال:۔ مورتیوں امام حسین علیہ السلام کا گھر میں رکھنا کیسا ہے اور اُن کا فروخت کرنا اچھا ہے یا نہیں اور آگ میں جلا دینا مناسب ہے یا نہیں۔

گھوڑوں کو خصی کرانا

سوال:۔ گھوڑوں کا آختہ کرنا یعنی بدھیا کرنا بباعث کرنے شوخی کے جائز ہے یا نہیں۔

جواب:۔ گھوڑے اور بکرے وغیرہ کو آختہ کرنا درست ہے۔

جوں کو گرم پانی یا دھوپ میں مارنا

سوال:۔ جوں کا مارنا گرم پانی میں یا دھوپ میں جائز ہے یا نہیں۔

جواب:۔ جوں کا مارنا گرم پانی میں یا دھوپ میں جائز ہے کچھ حرج نہیں ہے فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حلال کوا کھانا

سوال: جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ س کوا کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ ثواب ہوگا نہ عذاب۔

جواب:۔ ثواب ہوگا۔

بھڑوں کا جلانا

سوال: بھڑوں کا جلانا منع ہے مگر بعض جگہ کہ جہاں بکثرت آدمی آتے جاتے ہیں اور یہ کاٹتی ہیں اور غیر جلائے کسی تدبیر سے دور نہ ہوں تو ایسے موقع پر جلانا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: اور تدبیر نہ ہو تو جلانا درست ہے۔

ملفوظات

(۱) بھاگلپوری کپڑے ریشمی ہی ہیں ان کا حکم ریشمی کا ہی ہے مگر یہ موٹا ریشم ہے اور معروف ریشم اعلیٰ عمدہ قسم ہے پس اگر تانا بانا دونوں ریشم کے یا بندہ کے ہوں خواہ صرف بانا ریشم کا ہو تو دونوں صورتوں میں درست ہے اور اگر دونوں ریشمی نہ ہوں بلکہ صرف تانا ریشمی ہو تو درست ہے۔ جیسا ریشم کا بھی یہی حکم ہے اصل یہ کہ بندہ ریشم ہے چھال نہیں ہے فقط واللہ اعلم۔

(۲) مجھے کوئی وظیفہ ایسا معلوم نہیں کہ جس سے ذوق وشوق پیدا ہو ہاں دنیا سے بے رغبتی اور اللہ کی رف توجہ کرنا اس کے لئے مفید ہے جس شئے کی ماں باپ کی طرف سے بہ صراحت یا بہ دلالت اجازت ہو اس لینا مضائقہ نہیں ہے اور بلا مرضی اُن کے مال میں تصرف درست نہیں۔

(۳) ایسے ظروف جن کا استعمال سب زن و مرد کو حرام ہے بنانے نہیں چاہئیں کہ بالآخر سبب معصیت

مراہق کی امامت

سوال:۔ مراہق کتنی عمر کا ہوتا ہے اور اس کی امامت جائز ہے یا نہیں۔

جواب:۔ مراہق کی امامت نادرست ہے اور تیرہ چودہ برس کا لڑکا مراہق ہے۔

جامع مسجد کا امام بدعتی و فاسق ہو تو کیا کیا جائے

سوال:۔ اگر جامع مسجد کا امام بدعتی ہو یا فاسق ہو اس وجہ سے اپنی مسجد محلہ میں جمعہ کر لینا اولیٰ ہے یا نہیں اور اگر بدعتی امام کے پیچھے مقتدی بھی بدعتی ہوں تو ان کی نماز بھی مکروہ تحریمی ہوگی یا نہیں۔

جواب:۔ بدعتی کی اقتداء سے اپنا جمعہ اور جماعت الگ کر لینا بہتر ہے بدعتی کے پیچھے اس جیسوں کی نماز بھی مکروہ ہے۔ فقط۔

بدعتی کی امامت

سوال:۔ بدعتی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

جواب:۔ مکروہ تحریمہ ہے۔

رسول اللہ کو غیب داں جاننے والے کی امامت

سوال:۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں

جواب:۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب جو خاصہ حق تعالیٰ ہے ثابت کرتا ہو اس کے پیچھے نماز نادرست[1] ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

مشرک بدعتی فاسق کی امامت

سوال:۔ مشرک بدعتی گور پرست ظالم فاسق غیر مقلد جو مسلمانوں کی برائیاں حکام سے کرے اور مسجد میں کفار کو بٹھاوے اور خاطر کرے ان سب کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ ہر مسلمان کے پیچھے جس کے معاصی کفر تک نہ پہنچے ہوں نماز ہو جاتی ہے مگر اجر و ثواب بہت کم ہوتا ہے۔ اور جس کی نوبت کفر تک پہنچ گئی ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

---

[1] کیونکہ یہ کفر ہے اس کی اقتدا جائز نہیں درمختار ۱۲۔

بدعتی کی امامت کا حکم

سوال: ۔ بدعتی کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

جواب: ۔ بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ فقط۔

بدعقیدہ شخص کی امامت

سوال: ۔ جمعہ کی نماز جامع مسجد میں باوجودیکہ امام بدعقیدہ ہو پڑھے یا دوسری جگہ پڑھے۔

جواب: ۔ جس کے عقیدے درست ہوں اس کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے۔ فقط۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

دائی کے شوہر کی امامت

سوال: ۔ ایک شخص کی بیوی پیشہ دائی کا کرتی ہے اور بے پردہ باہر پھرتی ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں۔

جواب: ۔ جس کی بیوی دائی ہے اس کے پیچھے نماز درست ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدعتی کے پیچھے جمعہ پڑھنا

سوال: ۔ اگر بدعتی امام کے پیچھے جمعہ پڑھا ہو تو اس کا اعادہ کرے یا نہیں اگر اعادہ کرے تو کس طرح پڑھے۔

جواب: ۔ اگر بدعتی امام کے پیچھے جمعہ پڑھا ہو تو اس کا اعادہ نہ کرے۔ فقط۔

امام کا جماعت شروع کرنے میں کسی کا انتظار کرنا

سوال: ۔ جو امام مسجد ایسا ہو کہ جس وقت تک مسجد میں ایک یا دو شخص مخصوص نہ آ جاویں جماعت کا وقت معمولہ بھی گزرنے کے قریب ہو اور وقت میں بھی تاخیر ہوتی ہو مگر اپنے دنیاوی نفع کے باعث یا تعلقات کے سبب سے اُن اشخاص کا انتظار کرے اور بغیر ان کے جماعت میں تاخیر کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے۔

جواب: ۔ اگر بوجہ دنیا کے کسی دنیادار رئیس کا انتظار کرتا ہے اور حاضرین کی رعایت نہیں کرتا تو امام و مکبر گنہگار ہیں مگر نماز اس کے پیچھے ہو جاتی ہے۔

(جملہ حقوق محفوظ)

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون

الحمد للہ والمنۃ کہ ذخیرۂ حسنات و مجموعۂ برکات یعنی گنجینہ

فتاویٰ رشیدیہ مبوب

حصہ اوّل

من افادات طیبات عالم اجل فاضل اکمل مخزن اسرار شریعت
معدن رموز طریقت حضرت مولٰنا المولوی الحافظ الحاج
رشید احمد الگنگوہی رح

ملنے کا پتہ
محمد سعید اینڈ سنز ناشران و تاجران کتب
و مالکان مطبع سعیدی قرآن محل مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی

قیمت

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت میں کہ فی زمانہ رواج ہے کہ جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کے عزیز واقارب اس روز یا دوسرے روز یا تیسرے روز یا اور کسی روز جمع ہو کر مسجد میں یا کسی اور مکان میں قرآن شریف اور کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر یا تعین شمار ثواب اس پڑھے ہوئے کا متوفی کو بخشتے ہیں اور چنے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں تو اس طرح پر جمع ہونا اور قرآن مجید وغیرہ پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں۔ بینوا بالکتاب توجروا فی یوم الحساب مزین بمہر فرمادیں۔

الجواب۔ صورت مسئولہ کا یہ ہے کہ مجتمع ہونا عزیز واقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید کے یا کلمہ طیبہ کے جمع ہو کر روز وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت ومکروہ ہے شرع شریف میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ کتاب نصاب الاحتساب میں لکھا ہے۔ ان ختم القرآن جهرا بالجماعة ويسمى بالفارسية سيپاره خواندن مكروه۔ اور فتاویٰ بزازیہ میں مرقوم ہے۔ يكره اتخاذ الطعام فى اليوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الى القبر فى المراسم واتخاذ الدعوة لقراءة القرآن وجمع الصلحاء والفقراء للختم والقراءة سورة الانعام او الاخلاص اور رد المحتار میں لکھا ہے۔ ومن المنكرات الكثيرة كايقاد الشموع والقناديل التى توجد فى الافراح وكدق الطبول والغناء بالاصوات الحسان واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرة على الذكر وقراءة القرآن وغير ذلك مما هو مشاهد فى هذه الازمان وما كان كذلك فلا شك فى حرمته وبطلان الوصية به ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم این ست حکم صورت مسئولہ کہ تحریر یافت فقط محمد قاسم علی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد اللطیف عفی عنہ

الجواب صحیح محمد مقیم الدین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغنی سہنسپوری

محمد عبد الغنی

محمد قاسم علی خلف
مولانا عالم علی

امام ومفتی شہر مراد آباد

فتویٰ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی موصولہ از مولوی عبد الصمد صاحب رامپوری مجموعہ فتاوی قلمی مولوی احمد رضا خاں صاحب منقولہ از جلد رابع کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۳۱۰

سوال: تین برس کے بچے کی فاتحہ دوجہ کی ہونا چاہیے یا سوم کی ہونا چاہیے بینوا توجروا

الجواب: شریعت میں ثواب پہنچانا ہے دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں

---

[1] یہ فتویٰ برائے اطلاع مجوزین بدعات تحریر کیا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ ان میں سے بڑے شمار کئے جاتے ہیں وہ ہمارے علمائے مانعین کی موافقت کرتے ہیں لہذا عاملین بدعات کو چاہیے کہ توبہ کریں اور اس سے باز آویں۔

جب چاہیں کریں نہیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت: و بدعت ہے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

استفتاء کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین کہ مجلس مولود خوانی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بایں ہیئت کہ روشنی ہائے کثیرہ زائد از حاجت وامردان خوش الحان وراگ خوانندہ اشعار وغیرہ قیودات بالخصوص قیام ہی ذکر مولد اور اسی محفل میں ثابت و جائز ہے یا نہیں اور شریک ہونا علما ومفتیان کا ایسی مجالس میں جائز ہے یا نہیں ونیز عیدین و پنج شنبہ وغیرہ میں آب و طعام سامنے رکھ کر ہاتھ اٹھا کر فاتحہ وغیرہ پڑھ کر ایصال ثواب موتیٰ کو کرنا ثابت وجائز ہے یا نہیں ونیز خاص بروز سوئم میت کے جمع ہو کر بالخصوص کلمہ طیبہ وختم قرآن مجید مع پنج آیت چنے وغیرہ تقسیم کرنا ثابت وجائز ہے یا نہیں۔ ونیز دہم و بستم وغیرہ میت کا کرنا ثابت وجائز ہے یا نہیں۔ بینوا بالکتاب وتوجروا۔ یوم الحساب مرسلہ
بندہ عزیز الدین عفی عنہ از مراد آباد محلہ ساہو ۱۳۶۶ھ

الجواب۔ مجلس مروجہ مولود کہ جس کو سائل نے لکھا ہے بدعت ومکروہ ہے اگرچہ نفس ذکر ولادت فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کا مندوب ہے مگر بسبب انضمام ان قیود کے یہ مجلس ممنوع ہو گئی کہ قاعدہ فقہ کا ہے کہ مرکب حلال وحرام سے حرام ہو جاتا ہے پس اس ہیئت مجموعہ مجلس مولود میں بکثرت وزاید از حد ضرورت چراغ جلانا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے کہ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین الآیۃ حکم ناطق قرآن شریف کا ہے علیٰ ہذا امردان خوش الحان کا نظم اشعار پڑھنا موجب ہیجان فتنہ کا ہے اور کراہیت سے خالی نہیں اور قیام بالخصوص اس ہی ذکر ولادت اسی محفل میں ہونا بدعت ہے پس حضور ایسی محفل کا بسبب ان امور بدعت ومکروہ تحریمہ کے مکروہ تحریمہ اور بدعت ہوگا خواہ عالم لوگ جاویں یا مفتی جاوے بلکہ مفتی کو زیادہ تر موجب وبال کا ہے کہ وہ عالم ہے اور ایسے فعل سے گمراہ کنندہ خلق کثیر کا ہوتا ہے اور فاتحہ میں ہاتھ اٹھا کر پڑھنا طعام شراب روبرو رکھ کر یہ ہیئت فعل ہنود سے ہے اور یہ امر شرع میں ایصال ثواب کے واسطے کہیں ثابت نہیں اور من تشبہ بقوم فهو منهم الحدیث حکم ناطق حرمت مشابہت کا ہے لہذا یہ صنع بھی حرام ہوگا۔ اور سوم ودہم وچہلم جملہ رسوم رسوم ہنود کی ہیں۔ اس تخصیص ایام میں مشابہت بھی ہوئی اور تخصیص ایام کی بدعت بھی ہے یہ سب بسبب ان تخصیصات کے بدعت ومکروہ تحریمہ ہیں۔ اگرچہ اصل ایصال ثواب بدون کسی تخصیص ومشابہت کے درست ہے اور تفصیل ان جملہ مسائل کی بسط کے ساتھ براہین قاطعہ میں ہے اس میں ملاحظہ کر لیوے فقط اللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد

تقویۃ الایمان

یعنی

توحید کی حقیقت اور شرک کی مذمت

تالیف

حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ

ولادت ۱۱۹۳ھ اور شہادت ۱۲۴۶ھ

ناشر } فاروقی کتب خانہ بیرون لوہاری دروازہ
گلی مسجد جامع اہلحدیث مولانا عبدالتوابؒ ملتانی محلہ قدیر آباد
ملتان شہر

قیمت ۲/ روپیہ

ص ۳۴

جھوٹا اور اللہ کا ناشکرا اور اللہ صاحب نے سورہ مومنون میں فرمایا ہے۔

قُلْ مَنْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ	کہ کون ہے وہ شخص کہ اس
كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا	کے ہاتھ میں ہے۔ تصرف ہر چیز
يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ	کا اور وہ حمایت کرتا ہے۔ اور
سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ قُلْ فَاَنّٰى	اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں
تُسْحَرُوْنَ ۝	کرسکتا جو تم جانتے ہو سو وہی کہیں

گے کہ اللہ ہے۔ کہہ پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہو۔

یعنی جب کافروں سے بھی پوچھیے۔ کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے۔ اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہوسکے تو وہ بھی یہی کہیں گے۔ کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے۔ پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوکہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرنے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے۔ سو

ص ۳۵

ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ سو سمجھنا چاہیئے کہ شرک اسی پر موقوف نہیں۔ کہ کسی کو اللہ کے برابر سمجھے اور اُس کے مقابل جانے بلکہ شرک کے معنے یہ کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمے نشان بندگی کے ٹھیرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اُس کے نام کا جانور کرنا اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر وناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی۔ سو ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ پھر اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اس کا مخلوق اور اُسی کا بندہ اور اس بات میں اولیاء اور انبیاء میں اور جن اور شیطان میں اور بھوت اور پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا۔ خواہ انبیاو اولیاء سے خواہ پیروں شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے۔ ویسا ہی یہود و نصاریٰ پر۔ حالانکہ وہ اولیاء و انبیاء سے یہ معاملہ کرتے تھے۔ چنانچہ سورہ برائت میں فرمایا۔

اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ	ٹھیرالیا انہوں نے مولویوں کو اور
رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ	درویشوں کو مالک اپنا ڈرے
دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ	اللہ [illegible] مسیح بیٹے مریم کو
ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا	اور حالانکہ ان کو تو یہی حکم ہوا تھا

ص ۳۹

نہیں۔ جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں منگے۔ اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے، اور اس کی منتیں مانے، اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے ایسا کرنے سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس کو اِشراکُ فِی التَّصَرُّف کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے۔ پھر خواہ یوں سمجھے۔ کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے اُن کو ایسی طاقت بخشی ہے، ہر طرح سے شرک ثابت ہوتا ہے۔

۳۔ اِشراک فی العِبادۃ

تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ جیسے سجدہ، اور رکوع، اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ رکھنا اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا۔ اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور راستے میں اس مالک کا نام پکارنا۔ اور نامعقول باتیں نہ کرنا۔ اور شکار سے بچنا۔ اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا۔ اور اس گھر کی طرف سجدہ کرنا۔ اور اسکی طرف جانور لے جانے اور وہاں منتیں ماننی اس پر غلاف ڈالنا۔ اور اُس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی، اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا۔ اور اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا۔ اور اس کا غلاف پکڑ کر دُعا کرنی، اور اس کے

ص ۴۶

تُشْرِکْ بِاللّٰہِ اِنَّ الشِّرْکَ	بیٹے میرے مت شریک بنا اللہ کا
ظُلْمٌ عَظِیْمٌ ○	بیشک شریک بنانا بڑی بے انصافی ہے ۔

یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی۔ سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے۔ کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا، اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا۔ تو بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجیے۔ اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی (اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے) اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ ویسے ہی عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے۔ اور یہی حق ہے۔ اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے۔ کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے۔ سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اس کی بے ادبی ہے۔

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَا اَرْسَلْنَا	فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اور نہیں بھیجا
مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا	ہم نے تجھ سے پہلے کوئی رسول مگر
نُوْحِیْ اِلَیْہِ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ	کہ اس کو یہی حکم بھیجا کہ بیشک بات
اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ○	یوں ہے کہ کوئی ماننے کے لائق نہیں
(سورۂ انبیاء ع)	سوائے میرے سو بندگی کرو میری ۔

ص ۲ ھ

علم اسی نکتہ میں ہے۔ کہ توحید خوب درست کیجئے۔ اور شرک سے دور بھاگئے نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھئے کہ کسی چیز میں کچھ تصرف کرتا ہے۔ نہ کسی کو اپنا مالک ٹھیرائیے۔ کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگئے اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائیے۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ عَنْ مَعَاذِ ابْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَاتُشْرِکْ بِاللّٰہِ شَیْئًا وَّاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ ۔

مشکوٰۃ کے باب الکبائر میں لکھا ہے کہ امام احمد رح نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل ؓ نے نقل کیا کہ فرمایا مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ شریک ٹھیرا اللہ کا کسی کو گو کہ مارا جائے تو یا جلایا جاوے۔

یعنی اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اور اس سے نہ ڈر کہ شاید کوئی جن یا بھوت کچھ ایذا پہنچا دے۔ سو جیسا مسلمان کو ظاہری بلاؤں پر صبر کرنا چاہئے اور ان کے ڈر سے اپنا دین نہ بگاڑنا چاہئے۔ اسی طرح جن اور بھوتوں کی بھی ایذاء پر صبر کرنا چاہئے اور ان سے ڈر کر ان کو نہ ماننا چاہئے۔ اور یہ سمجھنا چاہئے کہ فی الحقیقت تو ہر کام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ مگر وہ بھی کبھی کبھی اپنے بندوں کو جانچتا ہے۔ اور بُروں کے ہاتھوں سے بھلوں کو ایذاء پہنچاتا ہے۔ تاکہ کچوں اور پکوں میں فرق ہو جاوے۔ اور مومن اور منافق جدا جدا معلوم ہو جاویں۔ سو جیسے ظاہری نعمتوں کو فاسقوں کے ہاتھ سے اور مسلمانوں کو کافروں کے ہاتھ سے اللہ کے اذن سے

ص ۴۵

یعنی جیسے کہ اللہ کو سمجھتے ہیں۔ کہ وہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ اور سب کام اس کے اختیار میں ہیں۔ سو ہر مشکل کے وقت یہی سمجھ کر اس کو پکارتے ہیں۔ سو . . . . سو کسی اور کو اس طرح کا سمجھ کر پکارنا نہ چاہیے کیونکہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ اول تو یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ حاجت بر لانے کی طاقت ہووے یا ہر جگہ حاضر و ناظر ہو دوسرے یہ کہ جب ہمارا خالق اللہ ہے اور اس نے ہم کو پیدا کیا۔ تو ہم کو بھی چاہیے۔ کہ اپنے ہر کام پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام! جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا۔ اور کسی چوہڑے چمار کا تو کیا ذکر ہے۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَنَسٍؓ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی
یَا ابْنَ اٰدَمَ اِنَّکَ لَوْ لَقِیْتَنِیْ
بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ
لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا
لَاَتَیْتُکَ بِقُرَابِہَا مَغْفِرَۃً

مشکوٰۃ کے باب الاستغفار میں لکھا ہے کہ
ترمذی نے ذکر کیا کہ انسؓ نے نقل کیا کہ
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ صاحب
نے فرمایا ہے۔ کہ اے آدم کے بیٹے بیشک
جو مجھ سے ملے دنیا بھر گناہ لے کر پھر ملے
مجھ سے تو کہ نہ شریک سمجھتا ہو میرا کسی کو تو
بے شک لے آؤں میں تیرے پاس بخشش اسی دنیا بھر

یعنی اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا

ص ۵۷

اسی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے۔ اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں۔ سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کیجے، یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کسی نبی ولی کو، جن و فرشتے کو، پیر و شہید کو، امام و امام زادے کو، بھوت و پری کو، اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے۔ سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ ان کی خواہش پر۔ چنانچہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا ایسا اتفاق ہوا ہے کہ کسی بات کے دریافت کرنے کی خواہش ہوئی اور وہ بات معلوم نہ ہوئی۔ پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو ایک آن میں بتا دی چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں منافقوں نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا۔ اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا۔ پر کچھ حقیقت معلوم نہ ہوئی۔ اور بہت فکر و غم میں رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوا۔ تو بتا دیا۔ کہ منافق جھوٹے ہیں۔ اور عائشہؓ پاک ہیں۔

سو یقین یوں رکھنا چاہئے۔ کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے۔ اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی۔ اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ جو کوئی یہ دعوے کرے کہ میرے پاس ایسا

ص ۶۴

کے دل کا احوال جب چاہیں معلوم کرلیں۔ یا جس غیب کا احوال جب چاہیں معلوم کرلیں۔ کہ وہ جیتا ہے یا مر گیا۔ یا کس شہر میں ہے۔ یا کس حال میں، یا جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کرلیں کہ فلاں کے ہاں اولاد ہوگی یا نہ ہوگی، یا اس سوداگری میں اس کو فائدہ ہوگا یا نہ ہوگا۔ یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ سو جیسے سب لوگ کبھی کچھ بات عقل سے یا قرینے سے کہہ دیتے ہیں پھر کبھی ان کی بات موافق پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح یہ بڑے لوگ بھی جو بات عقل اور قرینہ سے کہتے ہیں سو ان میں کبھی درست ہو جاتی ہے۔ کبھی چوک، ہاں مگر جو اللہ کی طرف سے وحی یا الہام ہو سو اس کی بات نرالی ہے۔ مگر وہ ان کے اختیار میں نہیں۔

أَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنِ الرُّبَيِّعِ
بِنْتِ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ
قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِينَ
بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي
كَمَجْلِسِكَ مِنِّي فَجَعَلَتْ جُوَيْرِ
يَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَ
يَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ

مشکوٰۃ کے باب اعلان النکاح میں بخاری نے
ربیع سے نقل کیا ہے کہ جب میری شادی ہوئی
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں آئے
اور میرے پاس میری مسند پر بیٹھ گئے جیسا تو بیٹھا
ہے چند لڑکیاں دف بجانے
لگیں اور ان بزرگوں کا ذکر
کرنے لگیں جو بدر میں مارے
گئے تھے

ص ۷۰

يَسْتَطِيْعُوْنَ	اور نہیں طاقت رکھتے۔

یعنی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی کہ ان کا کچھ اختیار نہیں اور ان کی روزی پہنچانے میں کچھ دخل نہیں رکھتے۔ نہ آسمان سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے کچھ اُگا دیں اور ان کو کسی نوع کی کچھ قدرت نہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ یہ جو بعض عوام الناس کہتے ہیں کہ انبیاءُ و اولیاء یا امام و شہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت تو ہے۔ لیکن اللہ کی تقدیر پر وہ شاکر ہیں۔ اور اس کے ادب سے دم نہیں مارتے اگر چاہیں۔ تو ایک دم میں الٹ پلٹ کر دیں۔ لیکن شرع کی تعظیم کر کے چپ بیٹھے ہیں۔ سو یہ بات سب غلط ہے۔ بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ	سورۂ یونس میں آیا ہے اور مت پکار
اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا	سوائے اللہ کے ایسوں کو کہ نہ فائدہ
يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ	دیویں تجھ کو نہ نقصان۔ سو اگر کیا
فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝	تو نے یہ تو بیشک تو بے انصافوں میں ہے

یعنی اللہ جیسے زبردست کے ہوتے ہوئے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارے لوگوں کو ثابت کیجیے۔

ص ۷۲

یعنی جو کوئی کسی سے مراد مانگتا ہے اور مشکل کے وقت پکارتا ہے۔ اور وہ اس کی حاجت روا کر دیتا ہے۔ سو یہ بات اسی طرح ہوتی ہے۔ کہ یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی ہو یا مالک پر اس کا دباؤ ہو۔ جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کے بازو ہیں اور اس کی سلطنت کے رکن۔ ان کے ناخوش ہونے سے سلطنت بگڑتی ہے یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ نخواہ قبول کر لے۔ پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہزادی یا بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا۔ سو چار و ناچار ان کی سفارش قبول کر لیتا ہے۔ مگر جن کو اللہ کے سوا یہ لوگ پکارتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں وہ نہ تو مالک ہیں آسمان و زمین میں ایک ذرہ بھر چیز کے اور نہ کچھ اُن کا ساجھ ہے۔ اور نہ اللہ کی سلطنت کے رکن ہیں اور نہ اس کے بازو کہ اِن سے دب کر ان کی بات مان لے۔ اور نہ بغیر پروانگی سفارش کر سکتے ہیں۔ کہ خواہ نخواہ اس سے دلوا دیں۔ بلکہ اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے۔ کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے۔ وہ سب رعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں۔ اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے۔ اور جب اس بات کی تحقیق آپس میں کر لیتے ہیں۔ سوائے آمنّا و صدّقنا کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ پھر

ص ۷۴

م کا شفیع سمجھے وہ اصل مشرک ہے۔ اور بڑا جاہل کہ اس نے خدا کے معنے کچھ بھی نہیں سمجھے اور اس مالک الملک کی قدر نہیں پہچانی اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے۔ اور ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک نیا عالم اس جگہ قائم کرے کہ اس کے تو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے۔ کسی کام کے واسطے کچھ اسباب اور سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبرائیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اس مالک الملک کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق بڑھ نہ جاوے گی۔ اور جو سب شیطان اور دجال ہی ہو جاویں۔ تو اس کی کچھ رونق گھٹنے کی نہیں۔ وہ ہر صورت میں بڑوں کا بڑا ہے۔ اور بادشاہوں کا بادشاہ۔ اس کا نہ کوئی کچھ بگاڑ سکے نہ سنوار سکے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہزادوں میں سے۔ یا بیگماتوں میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاوے اور چوری کی سزا نہ دینے دیوے اور بادشاہ اس کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے تو اس کو شفاعت محبت کہتے ہیں۔ یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی۔ اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار غصہ

کاموں کے وقت پکارتے ہیں۔ پھر اسی طرح ایک مدت میں یہ رسم جاری ہو جاتی ہے۔ حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیال میں ہیں کچھ ان کی حقیقت نہیں۔ وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی ہے اور نہ کسی کا یہ نام ہے۔ تو اس کو کسی کاروبار میں کچھ دخل نہیں۔ سو سب خیال ہی خیال ہے۔ اس نام کا کوئی شخص وہاں مالک اور مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے۔ اس کا نام اللہ ہے۔ محمدؐ یا علی نہیں۔ اور جس کا نام محمدؐ یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ سو ایسا شخص کہ اس کا نام محمد یا علی ہو اور اس کے اختیار میں عالم کے سب کاروبار ہوں۔ ایسا حقیقت میں کوئی شخص نہیں۔ بلکہ محض اپنا خیال ہے سو اس قسم کے خیال باندھنے کا اللہ نے تو حکم نہیں دیا۔ اور کسی کا حکم اس کے مقابل معتبر نہیں۔ بلکہ اللہ نے ایسے خیال باندھنے سے منع کیا ہے۔ اور وہ کون ہے کہ اس کے کہنے سے ان باتوں کا اعتبار ہووے! یہی اصل دین ہے۔ کہ اللہ ہی کے حکم پر چلئے۔ اور کسی کا حکم اس کے مقابل ہرگز نہ مانئے۔ لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے۔ بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں۔ اس آیت سے معلوم ہوا۔ کہ کسی کی راہ و رسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے۔ کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے

ص ۱۲۶

محض غلط ہے۔ اللہ کی شان بہت بڑی ہے۔ کہ سب انبیاء واولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ کہ سارے آسمان وزمین کو عرش اس کا قبہ کی طرح گھیر رہا ہے۔ اور باوجود اس بڑائی کے اس شاہنشاہ کی عظمت نہیں تھام سکتا۔ بلکہ اس کی عظمت سے چرچڑ بولتا ہے۔ سو کسی مخلوق کی کیا طاقت کہ اس کی بڑائی کا بیان بھی کر سکے۔ اور اس کی عظمت کے میدان میں اپنا خیال اور وہم بھی دوڑا سکے۔ پھر کسی کام میں دخل دینے کی اور اس کی سلطنت میں ہاتھ ڈالنے کی تو کس کو قدرت؟ وہ خود مالک الملک بغیر لشکر اور فوج کے اور بغیر کسی وزیر اور مشیر کے ایک آن میں کروڑوں کام کرتا رہتا ہے۔ وہ کس کے روبرو سفارش کرے۔ اور کس کا منہ کہ اس کے سامنے کسی کام کا مختار بن بیٹھے! سبحان اللہ اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس دربار میں یہ حالت ہے۔ کہ ایک گنوار کے منہ سے اتنی بات سنتے ہی مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے۔ اور عرش سے فرش تک جو اللہ کی عظمت بھری ہوئی ہے۔ بیان کرنے لگے۔ پھر کیا کہیئے ان لوگوں کو کہ اس مالک الملک سے ایک بھائی بندی کا سا رشتہ، یا دوستی آشنائی کا سا علاقہ سمجھ کر کیا کیا بڑھ بڑھ کر باتیں کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے۔ کہ میں نے اپنے رب

ص ۱۳۰

بادشاہ، مالک سارے جہان کا، خداوند، جو چاہے کر ڈالے، معبود، بڑا داتا، بے پرواہ، علیٰ ہٰذا القیاس،

اَخْرَجَ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ	مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے
عَنْ حُذَیْفَۃَ عَنِ النَّبِیِّ	کہ شرح السنہ میں ذکر کیا کہ نقل کیا
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	حذیفہؓ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ
قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَآءَ	یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور
اللّٰہُ وَشَآءَ مُحَمَّدٌ وَ	محمدؐ" اور بولا کرو جو چاہے
قُوْلُوْا مَا شَآءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ	اللہ" فقط

یعنی جو کہ اللہ کی شان ہے۔ اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے۔ خواہ کتنا ہی بڑا ہو۔ اور کیسا ہی مقرب۔ مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا۔ کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلان کے دل میں کیا ہے؟ یا فلانے کی شادی کب ہو گی؟ یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں؟ یا آسمان میں کتنے تارے ہیں؟ تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے۔ کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر! اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات

وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين حنفاء

تقویۃ الایمان

مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ

طابع، ناشر

اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور

ص ۱۰۷

سَمِعَهُمْ يَكْنُوْنَهٗ بِاَبِي الْحَكَمِ فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكْنٰى اَبَا الْحَكَمِ[1]

کہتے ہیں اس کو ابوالحکم یعنی اصل قضیہ چکا دینے والا پھر فرمایا اس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ: بیشک اللہ ہی ہے اصل قضیہ چکانے والا اور اسی کا ہے حکم۔ پھر تجھ کو کیوں کہتے ہیں ابوالحکم۔

یعنی یہ بات کہ ہر قضیہ چکا دے اور ہر جھگڑا مٹا دے، یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت میں ظہور کرے گی کہ پہلے پچھلے دین و دنیا کے جھگڑے سب صاف ہو جائیں گے۔ اس بات کی کسی مخلوق کو طاقت نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اور اس میں وہ پایا جاتا ہے وہ اور کسی کو نہ کہیے، جیسے بادشاہوں کا بادشاہ، مالک سارے جہان کا، خداوند، جو چاہے کر ڈالے، معبود، بڑا داتا، بے پروا وعلیٰ ہذا القیاس۔

صرف ماشاء اللہ کہو

مشکوٰۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے کہ:

اَخْرَجَ فِيْ شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ وَقُوْلُوْا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ[2]

شرح السنہ نے ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہ نے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوں نہ بولا کرو، جو چاہے اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط۔

یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں۔ سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا دے گو کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مگر یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہوگی یا فلانے درخت کے کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے

---

[1] مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۴۰۸۔

[2] مشکوٰۃ مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۴۰۹۔

ص ۱۳۵

فَسَجَدَ لَهٗ فَقَالَ اَصْحَابُهٗ	اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو۔ سو ان
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَسْجُدُ لَكَ	کے اصحاب کہنے لگے اے پیغمبر خدا!
الْبَهَائِمُ وَالشَّجَرُ فَنَحْنُ	تم کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت
اَحَقُّ اَنْ نَسْجُدَ لَكَ فَقَالَ	سو ہم کو ضرور چاہیے کہ تم کو سجدہ کریں
اُعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَاَكْرِمُوْا	سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور
اَخَاكُمْ۔	تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔

یعنی سب انسان آپس میں بھائی ہیں۔ جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے۔ سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجیے۔ اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہیے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ اولیاء و انبیاء امام و امام زادہ، پیر و شہید، یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی۔ وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے۔ نہ خدا کی سی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ بعضے بزرگوں کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں چنانچہ بعضے درگاہوں پر شیر حاضر ہوتے ہیں۔ اور بعضے پر ہاتھی۔ اور بعضے پر بھیڑیے مگر آدمی کو اس کی سند نہیں پکڑنی چاہیے۔ بلکہ آدمی ویسی ہی تعظیم کرے کہ اللہ

نے بتلائی ہو اور شرع میں جائز ہو۔ مثلاً قبروں پر مجاور بننا شرع میں نہیں بتایا۔ سو ہرگز نہ بنے۔ اور کسی کی قبر پر کوئی شیر دن رات بیٹھا رہتا ہو تو اس کی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو جانور کی ریس نہ کرنی چاہیے۔

أَخْرَجَ أَبُوْدَاؤُدَ عَنْ	مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے
قَيْسِ ابْنِ سَعْدٍ قَالَ	کہ ابوداؤد نے ذکر کیا کہ قیس بن سعدؓ
أَتَيْتُ الْحِيْرَةَ فَرَأَيْتُهُمْ	نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں کہ
يَسْجُدُوْنَ لِمَرْزُبَانٍ	جسکا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے
لَهُمْ فَقُلْتُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ	لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق
فَاَنْتَ اَحَقُّ اَنْ يُّسْجَدَ	ہیں کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر فرمایا مجھ کو
لَكَ فَقَالَ لِيْ اَرَأَيْتَ	بھلا خیال تو کر جو گذرے میری قبر
لَوْ مَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَكُنْتَ	پر کیا سجدہ کرے تو اسکو؟ کہا میں
تَسْجُدُ لَهٗ فَقُلْتُ لَا فَقَالَ	نے نہیں۔ تو فرمایا
لَا تَفْعَلُوْا۔	مت کرو۔

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ تو کب سجدہ کے لائق ہوں۔ سجدہ تو اسی پاک ذات کو ہے کہ نہ مرے کبھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا۔ کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ کسی

ص ۱۴۱

عَنِ ابْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ انْطَلَقْتُ	نقل کیا کہ گیا میں بنی عامر کے ایلچیوں
فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلٰى	کے ساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا ہم
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا أَنْتَ	نے کہ تم سردار ہو ہمارے۔ سو فرمایا کہ
سَيِّدُنَا فَقَالَ السَّيِّدُ	سردار تو اللہ ہے۔ پھر کہا ہم نے
اللّٰهُ فَقُلْنَا وَأَفْضَلُنَا	کہ بڑے ہو ہمارے بزرگی میں
فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ	اور بڑے سخی ہو۔ سو فرمایا کہ خیر!
قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بَعْضِ قَوْلِكُمْ	اسطرح کا کلام کہو۔ یا اس سے بھی
وَلَا يَسْتَجْرِيَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ	تھوڑا کلام کرو۔ اور تم کو کہیں بے

ادب نہ کردے شیطان۔

یعنی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو۔ اور جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو۔ کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جائے۔

اب سننا چاہئے۔ کہ سردار کے لفظ کے دو معنے ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو۔ خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ۔ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے۔ ان معنوں کو

ص ۱۴۲

اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو۔ مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اول حاکم کا حکم اول اس پر آوے۔ اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار۔ سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا۔ اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا، اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں۔ سو اسی طرح سے ہمارے پیغمبرؐ سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ سیکھنے میں سب ان کے محتاج۔ اس معنی کر کے ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں۔ بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیے۔ اور ان پہلے معنوں میں ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانئے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ عَنْ
عَائِشَةَ اَنَّهَا اشْتَرَتْ
نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ
فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ

مشکوٰۃ شریف کے باب التصاویر میں
لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ
نے نقل کیا کہ انہوں نے خریدا ایک غالیچہ
کہ اس میں تصویریں تھیں پس جب اس کو

جملہ علوم و فنون کی کتابیں ہر وقت پیش کرنیوالا ادارہ (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند یو۔پی

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

حضرت قطب العالم خاتم الاولیاء والمحدثین فخر الفقہاء والمشائخ مولانا
رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر

مرثیہ

از قلم فیض رقم حضرت مولانا محمود حسن صاحب شیخ الہند مرحوم
جسکو
مولوی سید احمد مالک کتب خانہ اعزازیہ دیوبند نے
اپنے
کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور سے شائع کیا ہے

یہاں ہر قسم کے قرآن مجید و رسائل مترجم و غیر مترجم نیز جملہ تصانیف علمائے دیوبند و درکتب درسیہ و اردو بکفایت ملتی ہیں
ملنے کا پتہ (مولوی) سید احمد مالک کتبخانہ اعزازیہ دیوبند یو۔پی
(اکمل پرنٹنگ پریس (دہلی)

غمِ مرشد ہے پر مرشد غموں کا ہے یہ وجدانی
خبر بھی ہے کہ اس جانِ جہاں نے ہم سے منہ موڑا
کوئی بے وجہ ہم اپنے ہوئے ہیں دشمن جانی؟
نہ ہو صبحِ وطن کیونکر بتر شامِ غریباں سے
فراقِ دلربا میں گھر ہے رشکِ کنجِ زندانی
خبر ہے جان کو دل کی نہ دل کو جان کی پروا
فقط سینہ پہ ہے ہاتھ اور زانو پر ہے پیشانی
جو تھا موصل الی اللہ ہو گیا واصل بحق ہے ہے
پھریں ہیں ڈھونڈھتے سرگشتگانِ تیہ بیمانی
جنید و شبلی و ثانی ابو مسعود انصاری
رشیدِ ملت و دیں غوث اعظم قطبِ ربانی
نسیم بحرِ رافت، فضل رحماں منبعِ احساں
قسیمِ فیضِ یزداں، ابرِ رحمت، ظلِ سبحانی
زمانہ نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا
کہ تھا داغِ غلامی جس کا تمغائے مسلمانی
زباں پر اہل اہوا کی ہے کیوں اُعلُ وہُبَل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانیِ اسلام کا ثانی

تن آسانی میں کھوئی عمر ساری کیا قیامت ہے
پشیمانی سے اب حاصل ہے کیا غیر از پریشانی
دل سُودہ زدہ بہلے یوں ہی کچھ دوستو شاید
کریں مدح و ثنا میں آپ کی آؤ غزل خوانی

غزل مدحیّہ

وہ صدیقِ معظم تھے سحابِ لطفِ رحمانی
وہ شمعِ دین و ملت تھے گلِ گلزارِ عرفانی
وہ تھے کبریتِ ایمانی وہ تھے یاقوتِ روحانی
ہے کیا کبریتِ احمر اور کیا یاقوتِ رُمّانی
قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبیدِ سود کا ان کے لقب ہے یوسفؑ ثانی
رقابِ اولیا کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے
وہ شہبازِ طریقت تھے محی الدین جیلانی
خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخِ ربانی
جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقّانی سے حقّانی

ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ
وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نقص قرآنی
فقیہ باخبر ایسا کوئی یارو بتائے تو
ہو جس کا علم از عانی ہو جس کا حکم ایقانی
رخ زیبا ہو جس کا مظہر ادعی من السامع
محدث ایسا دیکھیں گے کہاں اے وائے حرمانی
مفسر ایسا لائیں گے کہاں سے یا خدا جس کے
ہوں قول و فعل دونوں کاشف اسرار قرآنی
سراسر حق ہے لا نقصی عجائبہ پہ کیا کیجے
گیا زیر زمیں وہ محرم اسرار قرآنی
ہو سینہ جس کا مصباح نبوت کے لئے مشکوٰۃ
بجز مہدی نیابے این چنیں ہادی حقانی
گدایان در دولت کے کشکول و مرقع سے
نظر آتے تھے شرمندہ قبا و تاج سلطانی
پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی
دل طالب میں کھینچی شاہد مقصود کی صورت
بنام ایزد وہ سلطان المشائخ تھے عجب مانی

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم
ہائے غم، ہائے ستم، ہائے غضب، ہائے الم
آج اس سے بھی ہوا دیکھو تو خالی عالم
آگے کہنے کی ہے کچھ بات نہ سننے کی تاب
لب تلک آتا ہے لیکن یہ مقولہ پیہم
رحم بر بے کسیم ہیچ نہ کردی رفتی
اے کہ کف پائے تو بود تاجِ سرم
آج تو قاسم و امداد سب ہی مرتے ہیں
اس کا کیا ذکر ہے برباد ہوئے تم یا ہم
منتظر بیٹھے ہیں اب ہم پہ گذرتا کیا ہے
قہر کا خوف ہے پر ساتھ ہے امیدِ کرم
تو رحیم و ملک و بار ہے مَسَلِمْ سَلِمْ
ہم جہول اور زیاں کار ہیں اِرْحَمْ اِرْحَمْ
اے اسیرانِ غمِ قاسمِ خیر و برکات
وے فقیرانِ سرِ کوئے رشیدِ جانم
پیروی کرتے رہو سعی کو ہاتھوں سے نہ دو
یدمے یا درمے یا قدمے یا بہ قلم

ایمان کا امتحان

ایمان کے حقیقی و واقعی ہونے کو دو باتیں ضرور ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کو تمام جہان پر تقدیم، تو اس کی آزمائش کا یہ صریح طریقہ ہے کہ تم کو جن لوگوں سے کیسی ہی تعظیم، کتنی ہی عقیدت، کتنی ہی دوستی کیسی ہی محبت کا علاقہ ہو، جیسے تمہارے باپ، تمہارے اُستاد، تمہارے پیر، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی، تمہارے احباب، تمہارے بڑے، تمہارے اصحاب، تمہارے مولوی، تمہارے حافظ، تمہارے مفتی، تمہارے واعظ وغیرہ وغیرہ کسے باشد، جب وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کریں اصلاً تمہارے قلب میں ان کی عظمت، ان کی محبت کا نام و نشان نہ رہے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ، ان کو دودھ سے مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو، ان کی صورت، ان کے نام سے نفرت کھاؤ، پھر نہ تم اپنے رشتے علاقے، دوستی، اُلفت کا پاس کرو نہ اس کی مولویت، مشیخت، بزرگی، فضیلت کو خاطر میں لاؤ کہ آخر یہ جو کچھ تھا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کی غلامی کی بنا پر تھا جب یہ شخص ان ہی کی شان میں گستاخ ہوا پھر ہمیں اس سے کیا علاقہ رہا؟ اس کے جبے عمامے پر کیا جائیں، کیا بہتیرے یہودی جُبے نہیں پہنتے؟ عمامے نہیں باندھتے؟ اس کے نام و علم و ظاہری فضل کو لے کر کیا کریں؟ کیا بہتیرے پادری، بکثرت فلسفی بڑے بڑے علوم و فنون نہیں جانتے اور اگر یہ نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل تم نے اس کی بات بنانی چاہی اس نے حضورؐ سے گستاخی کی اور تم نے اس سے دوستی نباہی یا اسے ہر بُرے سے بدتر بُرا نہ جانا یا اسے بُرا کہنے پر بُرا مانا یا اسی قدر کہ تم نے اس امر میں بے پروائی منائی یا تمہارے دل میں اس کی طرف سے سخت نفرت نہ آئی تو للہ اب تم ہی انصاف کر لو کہ تم ایمان کے امتحان میں کہاں پاس ہوئے۔ قرآن و حدیث نے جس پر حصولِ ایمان کا مدار رکھا تھا اس سے کتنی دُور نکل گئے۔ مسلمانو! کیا جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہو گی وہ ان کے بدگو کی وقعت کر سکے گا اگرچہ اس کا پیر یا اُستاد یا پدر ہی کیوں نہ ہو، کیا جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے ہوں وہ ان کے گستاخ سے فوراً سخت شدید نفرت نہ کرے گا اگرچہ اس کا دوست یا برادر یا پسر ہی کیوں نہ ہو، واللہ اپنے حال پر رحم کرو۔

(تمہیدِ ایمان ص۶-۷ مطبوعہ لاہور)